

ہدیہ منورہ کی نام نہاد نفاذ کا شہر
ترجمہ دکنی جانتا ہے عظیم فہم
دور حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق

جلد ۲

گلدستہ تفاسیر

سورة النساء، سورة الاعراف

ترجمہ مخفوق مولانا عبد القیوم

سہ ماہی

پیش کش: ادارہ اہل بیت، لاہور

پیشکش کنندہ

حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ
حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ
حضرت مولانا قادری محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ
حضرت علامہ آکرم خاں صاحب رحمہ اللہ
مفسر قرآن حضرت مولانا محمد اسلم شہنشاہی صاحب
حضرت مولانا محمد موسیٰ کرباوی مدظلہ العالی

آزاد نگار تفسیر عثمانی
تفسیر مظہری
تفسیر عنایت
تفسیر ابن کثیر
معارف القرآن
خسرت مولانا مفتی اعظم
معارف القرآن
حضرت مولانا مصلیٰ
تفسیر میر تقی

ادارہ اہل بیت، لاہور
پیشکش کنندہ
پیشکش کنندہ
پیشکش کنندہ
پیشکش کنندہ
پیشکش کنندہ
پیشکش کنندہ

ادارہ اہل بیت، لاہور
1001-4540613-4610240

فہرست عنوانات

سورة النساء تا سورة الاعراف

۳۰	سورة النساء	۲	بائیں کی خطا قبول نہیں ہوتی	۱۶	درایت الخیار کا مسئلہ
۳۱	وہریت انسانیت کے تحت ہے	۳	فیہرست کو ملنے کی داغ بیل	۱۷	مردوں کا عیب
۳۱	انفاق کا ارادہ	۴	تاج کا مصلحت	۱۸	چنگیزی کی سزا
۳۲	قرابت کے حقوق	۵	کم نقصان کا اصول پر ہر تہ کے جائز	۱۹	قویہ کے بعد طاقت نہ کر
۳۲	انجائے خیریت	۶	سین زعفر	۲۰	شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کی داغ بیل
۳۳	اورت	۷	جہنم کے مائے کا قتل	۲۱	یہاں سے فریضہ کی مکمل
۳۳	جہنم کی جگہ کا مصلحت	۸	قرابت کا مودت	۲۲	قویہ
۳۳	مصلحت جو دین میں	۹	پس دین میں	۲۳	تہذیب کی حقیقت
۳۳	آقا کے ساتھ سلوک	۱۰	قانونوں کی درایت	۲۴	قرابت کا رکن
۳۳	انفاق کے بارے میں مسئلہ	۱۱	قرابت و ارث کے رشتہ دار	۲۵	گنہ گنہ تو نہیں نہیں ہوتی
۳۴	حالی کی شرط	۱۲	تجربہ سے آگاہی اور اہل علم کو	۲۶	قرابت و مروت کی داغ بیل
۳۴	دین کی حیثیت	۱۳	اور ان کا قصہ	۲۷	مردوں کے حقوق کا مصلحت
۳۴	تہذیب کے بارے میں انسان کے عیب	۱۴	تہذیب کا نظام اور اصول	۲۸	مردوں کے ساتھ میں سلوک
۳۴	نہر کے مسائل کا رشتہ	۱۵	حاجت نہ نہیں کی بنیاد	۲۹	ذرا چارہ سے حکم کی فراغت
۳۴	انفاق کے بارے میں	۱۶	میں باپ کا قصہ	۳۰	ازدواجی طعوت کا کام
۳۴	جہاد	۱۷	وہریت	۳۱	اسلام کے تحتوں پر ہونے والے نظام
۳۴	نہر کے بارے میں	۱۸	قرابت	۳۲	کا قصہ
۳۴	مصلحت میں	۱۹	قانون کی مروت کی نسبت	۳۳	سب سے بڑھ کر
۳۴	مصلحت میں	۲۰	مرد کا قصہ	۳۴	ساریوں سے عیب کی مروت
۳۴	مصلحت میں	۲۱	تہذیب کا مسئلہ	۳۵	تہذیب میں سے نکات کی داغ بیل
۳۴	قرابت میں خود ارادیت	۲۲	تہذیب میں طرہ کا رشتہ	۳۶	مروت کے رشتہ دار
۳۴	بہرہ انفاق میں	۲۳	مصلحت میں انفاق کی بنیاد	۳۷	خالہ بھائی و خالہ میں انفاق
۳۴	حق کی مروت	۲۴	میں شریک میں خالی کا قصہ	۳۸	مروت کی عیب سے ام جہاد کے
۳۴	نہر	۲۵	یہاں کی کالہ ہوتی ہو	۳۹	مروت میں انفاق کا
۳۴	نہر کی	۲۶	میں شریک میں خالی	۴۰	دارا عیب سے آگاہی ہوئی ہو
۳۴	نہر کی	۲۷	وہریت کے بارے میں انفاق کا	۴۱	مروت کی عیب سے
۳۴	نہر کی	۲۸	انفاق کی مروت کی داغ بیل	۴۲	مروت کی عیب سے

۲۶۷	حضرت عمرؓ کی حضرت خدیجہ کو تحریر	۲۶۷	شیطان کا بارگاہ	۲۶۷	سب سے بڑی قرآنی سورۃ
۲۶۸	حضرت عمرؓ کی مسیحیت اور آج کا قحط	۲۶۸	امامی فرقہ کے بارگاہی فاضلہ محمدی	۲۶۸	یہ سورہ طہ اور اس میں تازیانی ہوئی
۲۶۹	انکارِ نبوت کیلئے جہت ہے	۲۶۹	تجلی کا راز	۲۶۹	معاذات کی قسمیں
۲۷۰	انکار کا مقصد	۲۷۰	شانِ نبول	۲۷۰	فہم
۲۷۱	احسانیت کا نشانہ	۲۷۱	آریضی کا خیمہ نشان	۲۷۱	ایمان و فہم کا جامع ہے
۲۷۲	وہو کا حکم	۲۷۲	عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۷۲	یہ عید کی یہ عید کو کرنا
۲۷۳	راہی رہنے والے کو گناہ کا مسدود	۲۷۳	قرآن کا کوئی قسم نسخہ نہیں ہو سکتا	۲۷۳	تجلی کا چاند
۲۷۴	ہلال کا عروج و غروب ہے	۲۷۴	قرآن کا گدا	۲۷۴	قرآن اور اس کا اثر
۲۷۵	وہو کیلئے ہم اللہ	۲۷۵	سب سے بڑا انسان	۲۷۵	عالمِ حرام کا اختیار اللہ کا ہے
۲۷۶	یہ ادا کرنے پر باوجود	۲۷۶	تجلی کا نظامِ عالم	۲۷۶	فطرتِ انسانی کی مشابہت
۲۷۷	توڑنا ہی ہے	۲۷۷	محبوبِ حق کی رعایت	۲۷۷	ادب دیکھنے کیلئے
۲۷۸	ہلال کا عروج و غروب ہے	۲۷۸	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے	۲۷۸	قرآنی کا گدا اور اس کی علامت
۲۷۹	یہ ادا کرنے پر باوجود	۲۷۹	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے	۲۷۹	عصرِ حجاز کا سفر
۲۸۰	یہ ادا کرنے پر باوجود	۲۸۰	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے	۲۸۰	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے
۲۸۱	یہ ادا کرنے پر باوجود	۲۸۱	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے	۲۸۱	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے
۲۸۲	یہ ادا کرنے پر باوجود	۲۸۲	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے	۲۸۲	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے
۲۸۳	یہ ادا کرنے پر باوجود	۲۸۳	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے	۲۸۳	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے
۲۸۴	یہ ادا کرنے پر باوجود	۲۸۴	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے	۲۸۴	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے
۲۸۵	یہ ادا کرنے پر باوجود	۲۸۵	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے	۲۸۵	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے
۲۸۶	یہ ادا کرنے پر باوجود	۲۸۶	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے	۲۸۶	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے
۲۸۷	یہ ادا کرنے پر باوجود	۲۸۷	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے	۲۸۷	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے
۲۸۸	یہ ادا کرنے پر باوجود	۲۸۸	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے	۲۸۸	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے
۲۸۹	یہ ادا کرنے پر باوجود	۲۸۹	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے	۲۸۹	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے
۲۹۰	یہ ادا کرنے پر باوجود	۲۹۰	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے	۲۹۰	قرآن کے دو عہد کے لحاظ سے

[illegible]

۵۹۵	حضرت سالم بن عبد اللہ کا واقعہ	۵۹۲	حضرت عیسیٰ بن ماری	۵۹۸	اللہ کے حکم کی نافرمانی
۵۹۶	حضرت عمرؓ کا اس وقت پر عمل	۵۹۳	نبی عالم کی غلطی	۵۹۹	شیروانوں کے لشکر کا
۵۹۷	سورہ کرے ۱۲	۵۹۴	ہدایت انجیل کے تحت ہے	۶۰۰	نیک لوگوں کی نافرمانی
۵۹۸	سید کا مطلب جزئی و کلی	۵۹۵	تفسیر و مباحثات ہے	۶۰۱	انہوں پر عذاب
۵۹۹	دشواروں سے ملحق	۵۹۶	آفرینا، چلو جتنی جہاں کے لوگ جتنی	۶۰۲	سب بندہ بن گئے
۶۰۰	جہاں سے امرائیں کر	۵۹۷	ناظرانِ جانہوں سے بھی بڑے	۶۰۳	حضرت ابن عباسؓ نے لکھے
۶۰۱	مختارہ کے اختلاقی	۵۹۸	اللہ کا چھٹا سرا سے پکارو	۶۰۴	حلیہ الیاء
۶۰۲	حضرت عمرؓ کی شہادت	۵۹۹	بزرگ کا خطاب	۶۰۵	صرف سچ کرنے والے کو عذاب ہے
۶۰۳	تعلیق لوگوں کا حال	۶۰۰	اللہ تعالیٰ کے نالوں سے نام	۶۰۶	نقصیت کرنے والوں کی تلخوں
۶۰۴	قرآن پاک کا کلی	۶۰۱	ایسے نام جو قرآن میں نہیں آئے ہیں	۶۰۷	یہاں چوں کی خدمات زندگی
۶۰۵	مقتدر قرأت ذکر ہے	۶۰۲	بعض دیگر کام مہربان	۶۰۸	یہاں چوں کی اور سزا
۶۰۶	بسم اللہ الرحمن الرحیم	۶۰۳	عام مبارک لے کر لایا	۶۰۹	امرا کی حکومت
۶۰۷	اللہ کا چھٹا سرا سے پکارو	۶۰۴	حکومت کے عمل کی قواعد	۶۱۰	یہاں چوں کی نافرمانی اور عیب
۶۰۸	خداوندی حکمت	۶۰۵	ایسے اعتبارات سے اللہ کا کوئی نام	۶۱۱	توبہ کرلو
۶۰۹	حضرت علیؓ کو مبارکباد	۶۰۶	معتدل امت	۶۱۲	یہاں چوں کا دستور
۶۱۰	مقتدری خاموشی کو قرار ہے	۶۰۷	اہل حق کو مہربان ہونے کے	۶۱۳	آزادانوں سے سبق لےو
۶۱۱	مقتدری قرأت کا قصہ	۶۰۸	حق و باطل کی امت	۶۱۴	یہاں چوں کے دینی و دنیاوی
۶۱۲	خداوندی حد سے بڑھ کر مطلب	۶۰۹	اللہ تعالیٰ کی گرفت	۶۱۵	قرآن پڑھ کر
۶۱۳	غلامی کا کام کرنا	۶۱۰	ہدایت و گمراہی کے بعد بھی ہے	۶۱۶	یہاں چوں کے ساتھ عذاب
۶۱۴	رات کو بھی آواز سے قرأت	۶۱۱	قیامت کا یمن وقت	۶۱۷	دن کی کھٹک بڑھ
۶۱۵	یہاں خاص قرأت مرد ہے	۶۱۲	قیامت کا چاک چھٹم ہوگی	۶۱۸	قرآن کی قیادت کی فصوصیت
۶۱۶	دوسراں آواز سے ہی	۶۱۳	انسان کی موت اور نامی موت	۶۱۹	ایک شیعہ کا نام
۶۱۷	دوسراں کو بھانسنے سے پرہیز	۶۱۴	دوسراں کے سوال کا جواب	۶۲۰	استیساں اور انڈونیشیا کی کچھ مشق
۶۱۸	خوشی و رازی	۶۱۵	قیامت کی ایک حدت	۶۲۱	بھگت و مہر ہے
۶۱۹	گناہ کا بڑا معاملہ ہے	۶۱۶	دنیا کی عمر	۶۲۲	حضرت آدمؑ کی عمر کے کم ہیں سال
۶۲۰	اچھی قرأت والا	۶۱۷	کوئی خدا کا نالہ اور عالم غیب بھی ہے	۶۲۳	اللہ تعالیٰ سے کیا ہے
۶۲۱	مختارہ کے اختلاقی	۶۱۸	آنحضرت ﷺ کا طہر و تمیز و کثرت	۶۲۴	سب سے مہربان
۶۲۲	ذکر کرنے کے آداب	۶۱۹	سے بڑھ کر ہے	۶۲۵	حضرت علیؓ کی سبیل
۶۲۳	آواز سے عبادت کی شہادت	۶۲۰	عام ہمارے لوگوں کی حدت	۶۲۶	ہم ہی اور وہی خودی
۶۲۴	بزرگ کا خطاب	۶۲۱	حضرت آدمؑ کو خداوندی نعمت	۶۲۷	ہم ہی کو نام
۶۲۵	کسی وقت کا عمل دروہ	۶۲۲	لڑو اور حق پر اثر ہو	۶۲۸	ایک چارہ
۶۲۶	عبد کی طبیعت	۶۲۳	مشرکین کا کوئی حرم	۶۲۹	قصہ کی ایک اور تفصیل
۶۲۷	نہی نہی کا ذکر	۶۲۴	ختم گیری سے پرہیز کرنا	۶۳۰	مشرکین کی ہے مٹی

سُورَةُ النَّسَاءِ
تَا
سُورَةُ الْأَعْرَافِ

ملفوظات: تفسیر پچھلے صفت کو پہنچنے اور اس عہد سے محروم ہوتی۔

سید: ووم:

میرزا باقر خان اتومانی، مغلیہ راج کی ذوات قدیمہ میں شہرت منگیا کی وجہ سے
جو اخلاق و زکیہ و فضا کی علامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہوئے اور وہی
امتِ ابراہیم کی مستورات کے لئے نمونہ عمل ہیں۔

کتاب پرورد چال میں ابن ازواج مطہرات کی عبادتِ حوزے کا قرون
قرآن، اگر وہ عبادتِ رب کی حالت میں تھا تو آخرت و جہنم کی شریعت
کے جو اصول و سن ہیں وہیں کوئی کچھ کرنا یا نہ کرنا ہوگا ہے اس کے لئے قرون
پاک نے فرمایا: **وَلَا تَجِدُ أُمَّةَ مُعْتَدِلَةً** کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہاں
امت کی کہیں ہیں، جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم امت کے باپ ہیں، اسی جیسے
ایمان کی کہ جس امت میں اصول کی کوئی گول سے باطل نہ ہو بات نئی دھم
دیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **(سَبَّحْتَ فَطَمَنَ يَوْمَئِذٍ)** تم روزِ عبادت
شعبہ گزشتہ جو توں کی طرح نہیں ہو، بلکہ تیرا امت پرست بلند ہے۔

حضرت جنوریہ رضی اللہ عنہا:

اسی مسلحانکے ہاتھ میں حضرت جویریہؓ کی شہادت آتی تھی، مگر کیا پہلا
 ناکام صلح بنی منموں سے ہو تو، جو خود درمیان میں دھاوا مچا تھا، یہ ایک
 حالت اور قبول بنی لفظ حق کے مراد و عارض کی بجائی تجسید ہو کر آئیں اور
 طاہر بن قیس کے حصے قسمت میں آئیں، انہوں نے اس سے مکاریت
 عیب کر لی تھی کہ آپؐ کی قوم جا کر دینا تو آپؐ نہ دھو جائیں گی، یہ قسم
 کی جارہی تھی پہلے میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو گئے،
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو دے دوں، اور انہوں نے کہا میں
 میں خاتم سے نکال کر لوں تو تم پر تم راضی ہو، انہوں نے عرض کیا میں
 راضی ہوں، (ابوہریرہؓ کا بیان) اتفاقاً اتفاق سے ان کے ہاتھ سے آئے۔
 انہوں نے کہا کہ یہ بچی کیڑا نہیں دے سکتی، تو کوئی دے دے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا میں اس کو جویرہؓ پر چھوڑ دوں، جویرہؓ نے فرمایا میں اللہ
 رسول اللہؐ کا عقیدہ رکھتی ہوں، (ابوہریرہؓ کے بعد صحیح جلد میں ۳۱۵)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا:

[illegible]

ہن کے شوہر بھی مسلمان ہوئے۔ اسی وقت ان کے چوبیس سفیان اور بھائی
 عمار جو اسلام کے دشمن تھے، وہ دونوں کو اسلام لانے پر مجبور کر دے۔ ایک
 تکر دوہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، وہاں تھوڑے دن کے بعد شوہر عید اللہ
 بن قحط غرقابی ہو گیا لیکن امام حبیب اسلام پر قائم رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 اطلاع دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضر ہو کر فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 کو ان کی اس حماقت کا شکیں آئے کہ انہوں نے اپنے سرور باپ کی دشمنی
 مومن کے گمراہی کے ملک میں غلام، بھروسہ پر بیعتی ملک میں سرحد پر
 کر کر رہی لیکن امام حبیب کی بڑی احتیاط سے اس فرقہ کو قیام پذیر نہیں
 ہیں کہ اس صورت میں بے سہارہ حضور کو سہارا ملتا ہے۔ دوم یہ کہ اس طرح
 ہن کے باپ اور ناناں کی اسلام دشمنی میں کبھی آجائے گی، یہ اسلام حبیب
 ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حبیب غرقابی کی ہجرت نبوی سے گوارا
 حبشہ کے دشمنانہ جو مسلمان ہو چکے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
 قاصد کے ذریعے پیغام بھیجا کہ امام حبیب کو ہر طرف سے پیغام کاہن اور پیغام
 چنانچہ پیغام پہنچا دیا کہ کیا یہ بشارت تم کو ان بارشاہ کی اس ہجرت اور بدگامی
 نے یہ پیغام پہنچا تھا، انہیں نے اپنے ساتھیوں کے ان گھمبیر ہاروں کے
 بازو پر، انہیں کے چھلانگوں میں دیکھے ان کا کہہ کر ان کو کیا مگر یہ دوسرے
 ارشاد نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہر گز ہر دے اور سلام بھی دیا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

چونکہ یہی عینِ بدعتِ نئی تھی، غلبہ میں ان مسلک میں حنفی بھی شرفِ
 و جہت سے مشرف ہوئے، جو عینِ شیعہ کے یہودی سربراہ بن کر انھیں
 بھی تھیں، جن کا پتہ کائنِ اسلام پر غلبہ ہوا تھا اس سے علاوہ اسی
 کے بعد اس اہم انسان کا بنی الٰہی حق سے ہوا، وہ خود خیمہ میں مقبول امام
 عزیزِ حق کو کر آئیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز کر کے کہی، نہ جوت سے
 لے لے، یہی حضرت ذہول خلیفہ، سلام کی اولاد تھے، جس کا نام سے ہے
 سہارنہندی، لڑائی بھی ہوئی اور اس کا اکلہ ارمی مقصود تھا، حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم کو یہود نے ذی صلت نہیں تاکہ اہمیت یہود کی تو آج تک۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا

پانچویں یوکی نے غلبہ بہت جوش و خروش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں بہت جلد اہل طلبہ کی بڑی تیس عرب کا دستہ تھا کہ مصلیٰ علیہ السلام نے ایک بیٹے کو اس بیٹے کی طرف سے نکھتے تھے اور اس کی بیوی سے ایسوت موت، طلاق، بھانہ، عتہ کی کافہ گرام نکھتے تھے۔

میں وہ بھی اللہ عزوجل سے نکلا ہوا۔

خلاصہ یہ کہ جون (۵۳) سال کی عمر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ہی بیوی کے ساتھ گزارا کیا یعنی بیس سال حضرت علیؓ کے ساتھ اور چار پانچ سال حضرت سیدہ کے ساتھ گزارے پھر انھوں نے سال کی عمر میں چار بیویاں منع ہوئیں اور باقی ازواج مطہرات دو تین سال کے اندر حرم نبوت میں آئیں۔

اور یہ بات خاص غور سے غماش فرمے کہ ان سب بیویوں میں صرف ایک ہی عورت ایسی تھیں جن سے کنوارے بچے جن میں کان ہوا یعنی ام المومنین حضرت عائشہؓ بعد از نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے علاوہ باقی سب ازواج مطہرات بیو تھیں جن میں بعض کے دو دو شوہر پہلے گذر چکے تھے اور یہ تعداد بھی آخر عمر میں آ کر بڑھ کر ہوئی ہے۔

تعداد ازواج کی وجہ سے تعلیمی اور تبلیغی فائدہ جو امت کو حاصل ہونے لگا اور جو ان کا مہم امت تک پہنچانے کی جزئیات اس قدر کثیر تھا وہیں جس میں ان کا حصہ ہوا وہاں ہے کتب احادیث اس پر شاید میں اہل بیت بعض دیگر فائدہ کی طرف دیکھ رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ میں نے جو معارف القرآن جلد دوم

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے شہر حضرت ابو سلمہؓ کی وفات کے بعد آپ نے ان سے نکاح کر لیا تھا وہ اپنے سابق شوہر کے بچوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تشریف لائیں ان کے بچوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرورش کی اور اپنے محل سے نکال دیا کہ کس بچہ و محبت سے جو بھی اولاد کی پرورش کرنی چاہئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں صرف بیوی ایک ہی ہیں جس کے ساتھ آئیں اگر کوئی بھی بیوی اس طرح کی نہ ہوئی تو عملی طور پر جو بھی اولاد کی پرورش کا خانہ خانی رو چاہا اور امت کو اس سلسلے میں کوئی روایت نہ ملتی ان کے بیٹے حضرت عمرؓ ابی سلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں پرورش پاتا تھا ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے بیٹے کے پاس ہر جگہ ہاتھ لگا دیتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سمع اللہ و عملی بہتیک و عملی عشا بلیک (اللہ کا نام لے کر کھانا کھا رہا ہے ہاتھ سے کھا اور سامنے سے کھا) ابوالہی اسلمہؓ کو از حدیث میں ۳۶۳

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا ایک جہاد میں قید ہو کر آئی تھیں اور سے

سے تبلیغ احکام اور تائید نفوس اور ابلاغ قرآن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا مقصد تھیں تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی تعلیمات کو قیام و نماز میں پیدا کیا اور اپنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بتاتے تھے اور کرتے بھی تھے پھر تنہا انسانی زندگی کا کوئی شعبہ نہ تھا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رہبری کی ضرورت نہ ہو۔ لہذا یہ بات سے کہ کر بیویوں کے تعلقات نہ آئے اولاد کی پرورش اور چاند و شاد اور طہارت تک کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوی اور فطری حیالت سے کتب حدیث پر گہرا چرچا اور انھوں نے خاندان کیا کیا کیا اور بیویوں سے کیسے میل جول رکھا اور گھر میں آ کر مسکن جو بیٹے باقی خواتین کو کیا کیا جواب دیا اس طرح کے بیس گروں مسائل ہیں جن سے ازواج مطہرات کے زیدتی امت کو جہاں ملی ہے تعلیم و تبلیغ کی اہلی ضرورت کے پیش نظر حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کثرت ازواج ایک ضروری امر تھا صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے احکام و مسائل و اخلاق و آداب اور سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق وہ بزرگروں سوئیں روایات مروی ہیں جو کتب حدیث میں پائی جاتی ہیں، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایات کی تعداد ان میں اور حضرت عائشہؓ کی ہے، انھوں نے ان قیم نے احکام و مقصد (ص ۹۱) میں لکھا ہے کہ اگر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فائدہ کی جتنی باتیں جو انھوں نے حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دی ہیں تو ایک سال عرب بول سکتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روایت و روایت اور نقد و قیامی میں جو مرتبہ ہے وہ جتنی بیان نہیں ان کے شاگردوں کی تعداد دو سو کے لگ بھگ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلسل ازواج بیس سال تک مہم دین کا میلا گیا۔

ابوہریرہؓ مثلاً دو مقدس بیویوں کا مکمل حال لکھ دیا ہے، دیگر ازواج مطہرات کی روایات بھی مجموعی حیثیت سے کافی تعداد میں موجود ہیں، ظاہر ہے کہ اس تعلیم و تبلیغ کا قلع صرف ازواج مطہرات سے ہوا کرتا تھا میں حضرت زینبؓ بات جنش رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف انھوں نے سال دو تالی گئی اور باقی بیویوں میں آکر چار بیویاں منع ہوئیں، حالانکہ امت کو جس وقت چار بیویوں کی اجازت تھی ان وقت ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کم از کم پانچ نکاح کر سکتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا ان کے بعد مسیح میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے اور کے بعد میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے اور پھر کے بعد حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے پھر اسی سال حضرت

دوسرے گھبرے گا، جو کہتا ہے، اسی کے قرآنِ مجید کی دوسری آیت میں اس
خیر و نفع کی ضمانت کا ذکر و مقرر فرمایا:

وَأَنْ لَا تُطِيعُوا إِلَّا اللَّهَ وَرَسُولَهُ

عروجوں کے درمیان جو تپتی برابری برقرار نہ ہو سکتی ہے

ذَلِكَ آدَتِي الْأَعْمَالُ

اگر میں اس پر سے کہ ایک طرف نہ جھک چکا ہوں۔

حقوق کی رعایت:

[illegible]

وَأَتُوا الْبَيْتَ صِدْقًا مِنْهُمْ مُخَلَّةً

اور جسے ڈالو عورتوں کو بہر ذل کے حقوق سے

حق مہر:

یعنی جن عورتوں سے نکاح کر دیا کے بغیر خوش دلی اور اجنب کے ساتھ
خود راہ داران کو کوئی حالی اور تم سے بھلائی کے حصول کرنے کے لئے جانے
یا ایسا راہ تو چھوڑ دینا کیوں ہے نکاح کر کر میں کوئی حرج نہیں حرج
تو جب سے کہ ہر دین میں جان کے کسی حرج اور اگر نہ سمجھا کر لیا ہو۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لَا تُغْلِبْ﴾ پہلے یعنی صرف ایک عورت سے نکاح کرنا، نہ دوسری ہی سے نہ ایک طرف نہ نہ جانے کس طرف رہے۔ انہی اہلِ عالم و اہلِ دین نے اے محمدؐ میں حضرت عائشہؓ کو روایت سے نقل کیا ہے کہ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ کی تشریح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی حق تکلفی نہ کرنے کے لیے کہ یہ رہے۔ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ اسے عہدہ کے لیے طرف بہت جواز ملنا چاہیہ۔

نام شائعی نے ترجمہ کیا کہ تیار سہ بیچ زیادہ نہ ہو جائیں۔ یعنی
 نے کہ (اَوْفَاقًا) کا یہ معنی کسی سے نہیں کہا مولیٰ کی کثرت اور جامعہ
 لغال تے ماں (یعنی باطنی) (مضارع) ماں (مصدر) آتے ہے اور
 قائم نہ کہا ثنائی صرتے زیادہ حرفیہ زانی سے واقف تھے نہیں ہے یہ بھی
 خت ہو۔ بعض علماء نے کہا ہے قول حمیر (یعنی بل بنی) کا ائت ہے۔
 بیضاوی نے کہا کہ مال الملل میال اس شخص نے جو بیچوں کا بار و فاعل (یعنی
 اس کے بیوی بیچ بہت ہیں) کثرت عیان کی اور چونکہ تیسرے کثرت معارف
 ۔ سہی (گویا بطور کثرت یہاں مراد ہے کہ شائع کا ترجمہ صحیح ہو گیا)
 حوالہ سے مراد ہیں وہاں اور نہ ترجمہ مراد ہیں تو اب بھی دست ہے
 کیونکہ مکتوبہ فرمود کے مطابق میں پانچویں سے بیچ نہ گنے کا قتال کم
 ہے ہادی سے غزل بھی جاتے سے جیسے ایک بیوی سے چارہ بیوی کے
 مقابلہ میں کثرت اور وہاں انہیں کم ہے۔

مردان اور عورتوں پر کہہ رہے ہیں۔ کلیں ہمارے حکام کی ایک جماعت کی رائے سے
کہا جاتا ہے جس میں خطاب، عروج، سر پر تلوں کو بے لوث بنایا، حتم ہے ایسا
تھوڑا نقل کیا ہے کہ بعض خواتین اپنی کار کا رخ کرنے کے بعد یہ قہوئے جیتے
خجہ کی کٹہروں سے شے لے کر فروخت کر کے پھر اپنے گھر میں آ کر اپنی بیوی کو

تکالیف شعائر:

حضرت ابن عمرؓ کی حدیث و روایات کے ساتھ کہہ کر وہ اس حدیث صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام شفاء کی ضمانت فرمائی ہے اور شفاء یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے نبیؐ (یعنی محمدؐ) کا نام کہیں شخص سے کہے کہ وہ کہہ دے "اللھم جہنی بنی (یا ابنی)" کا کلام الہی سے کہ وہ اس کی قسم نہ لے۔ یہ حدیث صحیح ہے اور نبی کریمؐ کے کلام میں جو

فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا

پھر اگر وہ اس میں سے کچھ میسر آیں تو اپنی خوشی سے

فہم سے معاف کرنے کا یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ وہی رقم بھی
کے حوالہ نہ دی جائے اس کے بعد وہ اپنی خوشی سے بغیر کسی دباؤ کے
اس سے ۷۰۰ معاف کر دے۔

فَكُنُوا هَبَّاءَ خَيْرًا

تو اس کو کھانا دینا چاہیے

یعنی اگر کوئی اپنی خوشی سے ہمیشہ سے کوئی مقدار میں کھانا نہ دے
تو یہ ہر روز کھانا دینا چاہیے۔ اس میں کچھ عین جیسے وہ اپنی خوشی سے کھانا
دیتا ہے۔

یہ کھانا ہر روز ہر وقت اس کو طبیعت کے ساتھ قبول کر لے اس کو
کھانے میں اور جو کھانا جسم پر نہ ہو تو اپنی جڑ و بدن اور سوجھ بھٹ ۱۰۰۰ دینا
ہے۔ (تفسیر ابن)

تین بھلائیوں:

ابن ابی حاتم میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مروی ہے کہ میں
میں سے جب کوئی بار پڑے تو اسے چاہئے اپنی بیوی سے اس کے مال
کے تحفہ میں یا کم بیش اس کے شوہر پر سلائے بارش کا آسمانی پانی میں
میں میں ملانے تو تین بھلائیوں میں جائیں گے عسکری یا تو مال و عورت اور
فلان و شہداء و بارگاہ بائیں پانی۔

عظیم اصول:

آیت شریفہ میں جو یہ تین بھلائیوں میں سے کسی ایک کو بھی دینا چاہیے
اگر کوئی بھلائی دے تو یہی حکم ہے۔ اس میں نہ کریں تو ہم اس کو کھاتے ہو
اس میں ایک بہت بڑا مانع ہے۔ یہ ہے کہ شریعت کا یہ اصول ہے کہ کسی کا
دعا سال یا کسی کی دوسرے کے لئے طالع نہیں ہے جب تک کہ یہ کسی
سے چاہتے نہ ہو۔ بلکہ اگر کسی نے حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا
الا لا تعظموا الا لہ صلی اللہ علیہ وسلم

عندہ لا تعظموا الا لہ صلی اللہ علیہ وسلم

نہیں تعظیم کرنا۔ بلکہ اچھی طرح سے سمجھ لو کہ کسی شخص کا مال (دوسرے شخص
کے لئے) طالع نہیں ہے جب تک کہ اس نے کسی کی خوشی سے حاصل نہ ہو۔

یہ ایک عظیم اصول ہے۔ اور اس سے فحمت بہت سے نئی بات
آجاتے ہیں۔ اور حاضر میں چونکہ غور نہیں کیا جاسکتا ہے کہ مرطے والا کسی
ہے۔ اگر سوال کر دے یا حائف نہ کر دے تو یہ دلی باہر حرج پیدا ہوگی۔ اس
لئے ہر ایک کو اس حائف کرنا چاہیے۔ اس حائف کو کوئی شہ نہیں۔

خوشدلی کی علامت:

سیدنا حضرت عظیم دلاست قدس سرہ فرماتے تھے کہ صحیح معنی میں عیب

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ

اور مت بھڑاؤ ہے عقلوں کو اپنے مال میں تو بنایا ہے

اللَّهُ لَكُمْ قِيَمًا وَأَنْزَلُوهُمْ فِيهَا كُفْرًا

انہیں قہارے گدازان کا عیب اور ان کو اس میں سے نکال دے

وَقُولُوا اللَّهُمَّ قَوْلًا تَعْرِفُ

اور پڑھنا دے وہاں کہ ان سے بات معلوم

توضیح:

یعنی کچھ لاکھوں کے ہند میں ان کا وہاں مت دے کہ جس کو اللہ
تعالیٰ نے آدمیوں کے لئے ممالک معیشت بنایا ہے۔ بلکہ اس کی پوری
حکمت و حکماء اور فہم و بلاغت سے چاہو اور جب تک ان کو فہم و حکمت
ہو نہ آئے۔ اس وقت تک ان کو اس میں سے کھانا نہ دے۔ یہی حکم
ہے کہ وہ سب مال خیر ہی ہے۔ ہم تو تمہاری خیر خواہی کرتے ہیں۔ یہ
مجھ اور ہوا کے تم کو ہی دے دینگے۔

اور ان سے غم نہ لگھو کہ تمہارے مال کے بدلہ غم نہ دے۔

جن کی دعا قبول نہیں ہوتی:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی دعا قبول نہیں ہوتی وہ دعا ہے
کی دعا جس میں ہوئی ہو۔ یہ دعائیں جس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں ان کو
طالع و شہداء و شہداء دوسرا دعائیں جس کا کسی پر کچھ مال ہو جس میں
کچھ دعا و شہداء و شہداء دوسرا دعائیں جس کا کسی پر کچھ مال ہو جس میں
حالا کہ اللہ نے فرمایا ہے (وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَمًا
وَقُولُوا اللَّهُمَّ قَوْلًا تَعْرِفُ)

سرمایہ نہ دے:

(فَقِيَمًا وَنَزَلُوهُمْ فِيهَا كُفْرًا)

یہ دعا ہے کہ جس کی دعا قبول نہیں ہوتی وہ دعا ہے کہ جس کی دعا قبول نہیں ہوتی
ہے۔ یہ دعا ہے کہ جس کی دعا قبول نہیں ہوتی وہ دعا ہے کہ جس کی دعا قبول نہیں ہوتی

لکھنے پر چنانچہ شروع کرتے ہوئے، ابو ہریرہؓ کو اپنے قبیلہ میں سے ایک صحابہؓ کی سرپرستی کے تحت مصلحت سے رکھ کر کچھ روز اس میں دل لگتی رہی۔ ابو ہریرہؓ کو مال بھی ملتا تھا، نہ کھانے پینے کا اور نہ کسی حد تک سبب تھارت کی سزا کا ہے۔ اور اگرچہ وہ روجا کے تو نہیں دے دیا ہے گا۔

مال کی حفاظت ضروری امر ہے اور اس کو مضائقہ نہ تھا کہ وہ اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے کوئی شخص متعلق ہو جائے تو شیر سے دھبھا کرے یا اپنی حفاظت کرتے ہوئے مقتول ہوئے پر شہادت کا اہل ہو۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ خَلَّ فَرْقًا مَالًا لَمْ يَزَلْ فِيهِمْ حَقٌّ لِمَنْ مَلَكَهُ مَالُهُمْ مِلْكًا
”کسی شخص کے مال کی حفاظت کرتے ہوئے جو شخص مقتول ہو جائے وہ بھی
ہے (میں) ارباب کے ساتھ۔ سے شہید وہی میں شمار ہے۔“

نیز ارشاد فرمایا:

نَعْمًا لِلْعَالِ مَا ضَامَ لِلزَّخْلِ الْمَضَامِ وَمَنْ مَلَكَهُ مَالًا
”ایک آدمی کے لئے اس کا ہمارا کچھ مال ضروری ضرورت سے ہے۔“
نیز ارشاد فرمایا:

مَا مَالٌ مَلَكَتْهُ لِبَعْضِ عِبَادِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي مَخْرُوضٍ إِلَّا
”جو شخص اللہ عزوجل سے سزا میں اس مال کی ملک میں اس کو کوئی مال نہیں ہے۔“
بقدر ضرورت ضرورت بہت کم لایا اور اللہ کا کام ہے، اور اس کے ساتھ سے
پہنچا جان چکا ہے، یہ ہمارے ہمارے کار پر تھا، اور وہ ضرورتوں میں
دین الزمان کی اہمیت اور اہمیت ہے، دینی سزا و سزا کی طرف، اور وہ
موجود ہوتے ہیں، اور معمولی سی تکلیف کی نہیں بلکہ ظاہری نہیں کے خلاف
اور نہ ہی ہمارے دین چھوڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں، اس لئے ایسے لوگوں
کے لئے مال کا مال کسب کرنے اور اس کو قلعہ و قلعہ کیڑا یا دھیت ہے،
یہ عرب کے لوگوں کی تھی۔ اور ضرورتوں میں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کاد اللغفر ان یخون تخلفاً عن مملکتہ۔

”خلفی اللہ تعالیٰ الزمان کا خلف، اوقات کا قیام کن ہے۔“

مغربت خلیفہ ثور نے اس کی کشت کرتے ہوئے فرمایا:

كَانَ الْعَالُ قَبْلَ مَعْنَى الْبُحْرَى، كَانَتْ الْجُودُ فَلْيُؤْمِلْ
”اللہ تعالیٰ کے لئے اس کے مال کو پاس رکھنا اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا
آج یہ مال نہ ہو تو دھال ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہؓ

ابو ہریرہؓ اور جنہوں نے ان کی بیعت کی ان میں سے ہر ایک کی بیعت ہو رہی ہے

ادائی چوتھی تھی کہ تم ہر ایک کا طریقہ قول یہ ہے کہ ان کی بیعت کے لئے
چاہئے۔ اور اگر تم کہو کہ یہ ہے اٹھارہ سال اور ایک روایت کے
موجب چار سال میں اس کا پورا ہونا ہے۔

پھر نے اپنے مسند کی دیکھ کر یہی روایت دیکھی کہ یہ ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سو (یعنی ایک سو) آدمی کی واپس سے
پندرہ سو سال کی روایت ہے تو اس کے متعلق اس معاملہ میں اس کی واپس سے
صدہ آدمی کی واپس سے، اور اگرچہ فی ثلثیات اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔
تبعہ میں اس حدیث میں اس کا قول ہے کہ اس حدیث کے اس حدیث کی حدیث ہے
مال کی (خرید و بیعت کی اجازت کے لئے) کچھ سو سال قبل اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں پہنچا تھا یا آپ نے فرماتے ہیں کہ حدیث میں اس حدیث

پھر حدیث کے اس حدیث کی حدیث ہے کہ اس حدیث کی حدیث ہے کہ اس حدیث کی حدیث ہے
وہم کے ساتھ ہے میں پہنچا تھا یا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اجازت دے دی۔

یہ حدیث اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کی حدیث ہے کہ اس حدیث کی حدیث ہے
کہ اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے
اس حدیث کی حدیث ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے
کہ اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے
وہم نے کہا کہ اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے
لوگوں نے اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے
اور ہر مال نہیں ہے۔ اور اس حدیث کی حدیث ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے
ضرورتوں میں اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے
یا اس حدیث کی حدیث ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے
اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے
قرض خواہ اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے
قرض خواہ اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے

موروثوں، بیچوں اور قرضوں کو اس میں

میراثہ دہنے کے جائز

ضرورتوں میں اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے
قرآن مجید میں اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے
موروثوں کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے
اور اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ ہے

وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ

اور قرابت والے اور عورتوں کا بھی حصہ ہے ان میں جو بیوہ اور عورتیں

الْوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ

والدین باپ اور قرابت والے سے کچھ کم ہو یا بہت ہو

نَصِيبًا مَفْرُوضًا

حصہ مقرر کیا ہوا ہے

قانون اور وصیت:

حضرت خلیفہ علیؑ نے یہ احکم کے مانتے پہنچایا یہ نعمتی مسلمانوں کو
پہنچی ہیں اور ان کی وصیت نہیں کیے تھے اور یہی وہ نعمت تھی جو ان
کو بھی میراث میں ملتی تھی صرف مردوں کو نہ ہاں اور عورتوں سے قطعاً
کے کام نہ تھے اور میراث کے حصے جیسے جاتے تھے میراث میں وہ حصہ نہیں
اور میراث سے جو کچھ نہ ملتا تھا ان کے بارہ میں یہ بات اسی میں کہ
خلاصہ یہ ہے کہ مال باپ اور میراث قرابت والوں کے مال میں اور عورتوں
مردوں میں عورتوں کو حصہ ملتا ہے جو ان کے حصہ سے کم ہو عورتوں
میں عورتوں کا حصہ ملتا ہے بلکہ مال باپ وغیرہ اور عورتوں کے حصہ میں سے
ان کا حصہ باپ کے حصہ سے کم ہو عورتوں کے حصہ میں سے عورتوں کا حصہ ملتا
ہے خواہ اس کا حصہ عورتوں سے ان کے حصہ سے کم ہو عورتوں کا حصہ ملتا
ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے خواہ ان کے حصہ سے کم ہو عورتوں کا حصہ ملتا
ہے خواہ ان کے حصہ سے کم ہو عورتوں کا حصہ ملتا ہے خواہ ان کے حصہ سے کم ہو

سبب نزول:

انور بن مسعودؓ اور ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
جابر بن عبد اللہؓ سے فرمایا اے جابر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
حضرت جابر بن عبد اللہؓ کی عورت کو وصیت کی تھی میں نے کہا ہاں عورتوں
کو وصیت کیا کچھ چاہیے یا نہ چاہیے انہوں نے کہا ہاں عورتوں کے حصہ میں سے
عورتوں کا حصہ ملتا ہے خواہ ان کے حصہ سے کم ہو عورتوں کا حصہ ملتا
ہے خواہ ان کے حصہ سے کم ہو عورتوں کا حصہ ملتا ہے خواہ ان کے حصہ سے کم ہو
عورتوں کا حصہ ملتا ہے خواہ ان کے حصہ سے کم ہو عورتوں کا حصہ ملتا ہے خواہ ان کے حصہ سے کم ہو
عورتوں کا حصہ ملتا ہے خواہ ان کے حصہ سے کم ہو عورتوں کا حصہ ملتا ہے خواہ ان کے حصہ سے کم ہو

یعنی ان کے حصہ میں سے عورتوں کو وصیت کی گئی ہے کہ عورتوں کے حصہ میں سے
عورتوں کو وصیت کی گئی ہے کہ عورتوں کے حصہ میں سے عورتوں کو وصیت کی گئی ہے کہ عورتوں کے حصہ میں سے
عورتوں کو وصیت کی گئی ہے کہ عورتوں کے حصہ میں سے عورتوں کو وصیت کی گئی ہے کہ عورتوں کے حصہ میں سے
عورتوں کو وصیت کی گئی ہے کہ عورتوں کے حصہ میں سے عورتوں کو وصیت کی گئی ہے کہ عورتوں کے حصہ میں سے
عورتوں کو وصیت کی گئی ہے کہ عورتوں کے حصہ میں سے عورتوں کو وصیت کی گئی ہے کہ عورتوں کے حصہ میں سے
عورتوں کو وصیت کی گئی ہے کہ عورتوں کے حصہ میں سے عورتوں کو وصیت کی گئی ہے کہ عورتوں کے حصہ میں سے
عورتوں کو وصیت کی گئی ہے کہ عورتوں کے حصہ میں سے عورتوں کو وصیت کی گئی ہے کہ عورتوں کے حصہ میں سے
عورتوں کو وصیت کی گئی ہے کہ عورتوں کے حصہ میں سے عورتوں کو وصیت کی گئی ہے کہ عورتوں کے حصہ میں سے
عورتوں کو وصیت کی گئی ہے کہ عورتوں کے حصہ میں سے عورتوں کو وصیت کی گئی ہے کہ عورتوں کے حصہ میں سے
عورتوں کو وصیت کی گئی ہے کہ عورتوں کے حصہ میں سے عورتوں کو وصیت کی گئی ہے کہ عورتوں کے حصہ میں سے
عورتوں کو وصیت کی گئی ہے کہ عورتوں کے حصہ میں سے عورتوں کو وصیت کی گئی ہے کہ عورتوں کے حصہ میں سے

فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَشْهَدُوا

پھر جب ان کو مال دیا جائے کہ ان کے مال کو دیا جائے

عَلَيْهِمْ وَكُنْ مِنْكُمْ حَاشِبًا

ان میں سے ایک ہو اور حساب کرنے والے

پھر ان کے مال:

جب کسی شخص کا مال مر جائے تو اس کے مال میں سے عورتوں کو حصہ ملتا ہے اور عورتوں
کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے
عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے
عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے
عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے
عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے
عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے
عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے
عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے
عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے
عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے
عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے اور عورتوں کا حصہ ملتا ہے

الَّذِينَ تَرَكَ الْوَالِدِينَ

مردوں کا بھی حصہ ہے ان میں جو بیوہ اور عورتیں مال باپ

ایسا جانے کہ جو مال، جو زمین، جو پتہ کی وجہ سے ایک جہاں تک صرف
یام نہان کے لئے ہو، جو دارقوت کی تقسیم ہو جائے، جو غیر حلال کی
ہر حال کی تقسیم کرنا اور اس سے اور بڑے، بڑے سے بڑے ہو۔

قرض

عقارت و ہوائی اور زمینی ہیں کہ ایک قسم کے رسالہ میں اللہ علیہ السلام
کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں
ثواب کی چیز میں میرے ساتھ لوگوں کے مقاصد، اوقات میں اراہان
اور مقابلہ کے وقت چلنے والی تو کیا اللہ میرے ان دنوں کا اجر کرنے کا
لراہان این ہو جائے گا۔ اس قرض کے لئے چلنے والی چیز کی وجہ سے
راہ اللہ علیہ السلام نے اللہ علیہ السلام کی طرف سے اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا عام قرض کے شیعہ کا ہر گناہ مخالف ہو جائے، ہر وہ مسلم
جو حضرت محمد علیہ السلام کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اس قرض کے شیعہ کا ہر گناہ موافق ہو جائے، ہر وہ مسلم
جو حقوق جو وراثت کی تقسیم سے پہلے ہیں:

شریعت کا اصول یہ ہے کہ مرنے والے کے مال سے پہلے شریعت کے
مطلوبہ اس سے لئے لیں۔ اور شریعت کا پورا ہے کہ جو کچھ میں مفسول
خریجی ہوں کچھ کو دے، اور اس لئے ہے اس لئے کہ قرضے والے کا حقیقہ اور قرض
اس سے ان دنوں جتنا اس کا مال سے قرض سے بھی زیادہ ان کی جو میراث ملے
ان کی موت کی صورت میں، اور اگر قرضوں کے بعد مال باقی جائے تو قرضے
والے کی لئے ہوں تو ان کے لئے وہی وصیت کی بنا پر وہ کسی کو نہ دیں، نہ
ان کو اب جو مال جو وہ اب اس کے ایک تہائی میں سے کسی کی وصیت کا قرضہ
جائے، ان کو کوئی شخص پورے مال کو وصیت کرے۔ جب بھی خدائی مال ہی
میں وصیت مستحق ہو، خدائی مال سے زیادہ کسی وصیت کے ساتھ اس کا مال بھی نہیں
ہے اور اگر وہ مال کو اس نے کسی سے وصیت کرنا چاہا ہے۔

اور ان کے بعد ایک تہائی میں وصیت کا قرضہ خدائی دارقوت میں
تقسیم کر دیا جائے۔

مسئلہ: یہ کیا ہوئے کہ یہی کاہر، ہزار دیکھا نہیں، اگر بڑی کامیابی ہو،
نہا ہوا دوسرے قرضوں کی طرح اور ان کے دوسرے دین اور ہوائیوں اس
کے بعد تو یہ تقسیم ہو گا، اور میرے لئے یہ وصیت اپنی میراث کا حصہ بھی
میراث میں حصہ دار ہونے کی وجہ سے حاصل کرنے کی اور اگر وصیت کا مال کا
بجائے کہ اس کے بعد کو بھی چاہے تو بھی اس کے دین کی طرف پورا

مال ان میں سے ہوتا ہے اور یہ وصیت کا مال اس کے حصہ کو حصہ ملے گا۔

اِنْ تَدْرُوْنَ اَنْتَا وَكُلُّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّكُمْ
تہا سے پتہ اور چلے غم کو معلوم نہیں کیا
كُوبَ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ
حق پہنچا۔ غم اور ہر حصہ حق کیا ہو اللہ کا بہ بخش
اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝۱۰
اللہ بخیر، بہ حکمت والا

قانون میراث کی حکمت

ان آیت میں وصیوں کی بات ہے، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصی
قرابت میں ہیں، ان کے امت کو وصیوں میں اس سے قریبی سے قریبی ہونا چاہیے
حق چھپے گا اس لئے کہ وہ اس میں غلطی نہ کرے، چاہے وہ کسی کا وصی
حقانہ سے خیر فرما دے، اس کی پابندی کر دے، اس کو وصیوں کی شریعت
چاہے، نہ حکمت والا ہے۔ وصیوں کی

سبب نزول:

مکہ مکرمہ میں اس وقت کی تقسیم میراث میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وصیت
میراث میں سے کسی کو نہ دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت امیر
مصدق رضی اللہ عنہ کی وصیت میں ان کے لئے رسول کے لئے میں نے دیا، چاہے
اس کے مال اس وقت ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وصیت کے بعد
وصیوں کے لئے کا پختہ تھا، جس سے کہجے ہوئی تو وہ جس سے کہا میں میں مذ
علیہ وسلم کے واسطے اس کی تقسیم کی طرف گراں اس پر آیت شریفہ نازل
ہوئی، اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کا حصہ

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَمْ

اور تہا سے اس کا مال جو کہ چھوڑا میراث میں تہا میراث میں

يَكُنْ لَّهِنَّ وَلَكِنَّ اِنْ كَانَ لهنَّ وَلَدٌ

اگر نہ ہو تو اس کے دار اور اگر اس کے

فَلَكُمْ نِزْوَةٌ مِّمَّا تَرَكَنَّ مِنْ اٰبَاءٍ وَصِیْلَةٍ

ہے تو اس کے اس کے چھوٹی بہنوں میں سے ان کے چھوڑے ہوئے

تُؤْصِيْنَ بِهَا أَوْ دِيْنِ

وہ جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے

تہذیب و تمدن میں داخل ہے۔ ان میں سے جو امر کر کے یا نہ کر کے
جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے
تفصیل مسئلہ:

مرد کا حصہ:

ابن ماجہ میں ہے کہ ان میں سے جو امر کر کے یا نہ کر کے
وہ جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے
کہ وہ جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے
وہ جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے
وہ جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے

وہ جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے
وہ جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے
وہ جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے
وہ جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے
وہ جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے

وَلَهُنَّ الرِّبْعُ مِمَّا تَرَكَتُمْ إِنْ كُنَّ يَكُنَّ

اور جو ان کے لئے چارواں حصہ ہے ان میں سے جو چارواں حصہ

لَكُمْ وَلَكُمْ فَإِنْ كُنَّ لَكُمْ وَلَكُمْ فَلَهُنَّ

ان میں سے جو چارواں حصہ ہے ان میں سے جو چارواں حصہ

لَهُنَّ مِمَّا تَرَكَتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّتِهِ

اور جو ان کے لئے چارواں حصہ ہے ان میں سے جو چارواں حصہ

تُؤْصِيْنَ بِهَا أَوْ دِيْنِ

وہ جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے

عورت کا حصہ:

ابن ماجہ میں ہے کہ ان میں سے جو امر کر کے یا نہ کر کے
وہ جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے
کہ وہ جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے
وہ جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے
وہ جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے

وہ جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے
وہ جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے
کہ وہ جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے
وہ جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے
وہ جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے

عقلمان بن سہیل کا واقعہ:

امام احمد نے بھی روایت کیا ہے کہ عورت کی ساری ساری
تہذیب و تمدن میں سے جو امر کر کے یا نہ کر کے
وہ جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے
کہ وہ جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے
وہ جس نے جو امر کر کے یا نہ کر کے

افغان آپ مصلحہ علیہ دم نے جن: اندامدار فرمائے (بحر فرما: بحر قزوئی سے پاس یونہی طریق سے مست: یار:۔"

وَمِنْ أَمْرِ هَؤُلَاءِ مَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ يَرْسُولَ اللَّهُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مَلَكُوتَهُ مِنْ فَيْ بَشَرَةٍ
فِي ذِي قُرْبَىٰ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شمار ہے جو شخص کو کہے کہ تم لوگوں کو اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی کرو، اللہ تعالیٰ تم کو دس گنا جزا دے گا۔

وَعَنْهُ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ
أَتَى خَبْرًا أَوْ شَيْئًا فِي ذُرِّهَا أَوْ كَدِّهَا لَفْظًا فَهُوَ
مَكْشُوعٌ أَتَى عَلَى فَعْلٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[illegible][illegible]

جتنے ہیں اور وہ خوش حور ہیں اور ان کی عمر پانچ سو سال ہے اور ان کے
 رات کی غیر نفرتی حالت آتا ہے اور وہ خود بخود اپنے قلم سے عبارت آتا ہے۔
 وَعَنْ اَبِي عَبْدِ رَبِّهِ اللّٰهُ هَهُنَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
 صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ وَجَدَ لَمْؤَةً یَغْضُ عَمِلَ لِقَوْمٍ
 لَا یُطِیْقُوْنَ الْفَاعِلَ وَالْمَعْمُولَ بِہٖ ۔ ماہ عبد رب رب

”اگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، مگر ایسا حال تھے
میں اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کو تو مار دیا کی طرح غیر فطری حرکت
کرنا نہ کرنا تو چاہئے۔ در فضائل اذان لکھا: ”

۱۰۔ اے نبی! میں نے تجھ کو اپنے عزیز ترین اور محبوب ترین ساتھیوں میں سے ایک ساتھی قرار دیا ہے۔ اے نبی! میں نے تجھ کو اپنے عزیز ترین اور محبوب ترین ساتھیوں میں سے ایک ساتھی قرار دیا ہے۔ اے نبی! میں نے تجھ کو اپنے عزیز ترین اور محبوب ترین ساتھیوں میں سے ایک ساتھی قرار دیا ہے۔

تذکرہ دہلیت میں قوم وہ ہے جس کا عقولہ باہر راہ ہے اور ملت باطن
 خلیہ اسلام جس قوم کی طرف سے ملوث کے لئے ہے وہ قوم غلامی کے
 وہ قوم جس پر تین اور فی غرضی حرکت کی بھی حاجی تھی اور جب ملت
 وہ غلامی اسلام کی حرکت اتنی کالیں پرانہ ہو جائے گی کہ اس کے جسم سے
 فرستوں اس قوم کی ہتھیں گوز میں سے اٹھ لی تھیں اور انہوں نے

زمین پر پھینک دیا۔ جس کا ذکر سورۃ اعراف میں آئے گا۔ میں شاہد اللہ۔
 وہ لوگوں سے غیر فطری (عقل):

مذہبہ پاکہ روایات، احکامہ انہما انہما سے حقیقی ہیں۔ اور یہ ہے کہ
حقیقی سے ساتھ جو قلمی لکھ کر نہ پڑھی شہ جہ میں وہ یہ ہے۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يظفر الله غزو رجل إلى رجل إلى رجل آخر، فإني قد مررت به بربع، وبشعبه، "عزبت ابن عباس رضي الله عنهما: روايت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کسی شخص کو کسی دوسرے شخص کے گھر میں نہ لے جائے گا، کیونکہ میں نے اسے ایک چار روزہ اور ایک شعبہ (مقام) تک لے جاتا ہوں۔"

عن عزيمة بن ثابت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله لا يستحي من الحق ثلاث مرثبات لا تفتن النساء من أذاهرهن ولا ييب ريشهن

خدا پر مبنی جاہت، یعنی اللہ عزوجل سے چھوڑ دینا، جس کا معنی اللہ صمد اسرار نے اور فرمایا ہے: اللہ جل شانہ خلق کیا ہے کہ جس میں شرم نہیں کرتے، بلکہ

اِنَّهُ التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ يَكْفِي مَنْ يَعْمَلُونَ التَّوْبَةَ
 توبہ کیوں کرنی اللہ سے عذر، تو کبھی سے جو کرتے ہیں خدا کو
 رِجْهًا لِّمَنْ يَّحْكُمُ بَيْنَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 جو جس سے جرح توبہ کرنے میں جلدی ہے تو ان کو
 يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا
 اللہ بخیر اور رحمت سے اور اللہ سب کو جو نے دانا سے رحمت والا

یعنی تو توہمتہ ای جی ہے کہ ماہ اول ۲۰ بیست و شش ہجری ۱۲۸۱

نیکو کار اور اچھے سے اچھے پر نیکو کیا ہو۔ ہاں، صاحبِ مہر اور ائمہ اہل بیت
بجائے عورت

نیکو کاروں میں سے لے کر کوئی دینی شخصہ دینی دانشور رکھے۔ شوخ و
کراچہ، جہاد، بڑے ساتھ ہو کر نیکو چاہئے۔ مگر جلد

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ وَكَفَىٰ مُذْخَبُهُمْ عَنِ رَبِّهِمْ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْسِدُونَ
اور اگر پہلے پہل عورت کی جہاد دوسری عورت
وَأَنْتُمْ أَحَدٌ لَّاحِدٌ فَتَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ أَخَذُوا مِثْلَهُ
اور نہ چکے ہو ایک کو بہت مائوس دوست بھگوان کی مائوس
نیکو کاروں کی جہاد دینی دانشور رکھے۔ شوخ و
کراچہ، جہاد، بڑے ساتھ ہو کر نیکو چاہئے۔ مگر جلد

نیکو کاروں میں سے لے کر کوئی دینی شخصہ دینی دانشور رکھے۔ شوخ و
کراچہ، جہاد، بڑے ساتھ ہو کر نیکو چاہئے۔ مگر جلد

نیکو کاروں میں سے لے کر کوئی دینی شخصہ دینی دانشور رکھے۔ شوخ و
کراچہ، جہاد، بڑے ساتھ ہو کر نیکو چاہئے۔ مگر جلد

نیکو کاروں میں سے لے کر کوئی دینی شخصہ دینی دانشور رکھے۔ شوخ و
کراچہ، جہاد، بڑے ساتھ ہو کر نیکو چاہئے۔ مگر جلد

نیکو کاروں میں سے لے کر کوئی دینی شخصہ دینی دانشور رکھے۔ شوخ و
کراچہ، جہاد، بڑے ساتھ ہو کر نیکو چاہئے۔ مگر جلد

نیکو کاروں میں سے لے کر کوئی دینی شخصہ دینی دانشور رکھے۔ شوخ و
کراچہ، جہاد، بڑے ساتھ ہو کر نیکو چاہئے۔ مگر جلد

نیکو کاروں میں سے لے کر کوئی دینی شخصہ دینی دانشور رکھے۔ شوخ و
کراچہ، جہاد، بڑے ساتھ ہو کر نیکو چاہئے۔ مگر جلد

نیکو کاروں میں سے لے کر کوئی دینی شخصہ دینی دانشور رکھے۔ شوخ و
کراچہ، جہاد، بڑے ساتھ ہو کر نیکو چاہئے۔ مگر جلد

بَعْضٌ وَأَخَذْتُ مِنْكُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا ۝

اور، رے شے اور لے ٹھیکس اور خورقہ نم سے عہد پناہ

— 27 —

[illegible]

فائدہ ہوتا ہے کہ جو کامیابی کے لیے کوشاں رہے وہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب رہیں گے۔
 اگرچہ یہ سچ ہے، لیکن یہ بھی سچ ہے کہ جو کامیابی کے لیے کوشاں رہے وہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب رہیں گے۔
 اگرچہ یہ سچ ہے، لیکن یہ بھی سچ ہے کہ جو کامیابی کے لیے کوشاں رہے وہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب رہیں گے۔

میں نے یہ بات اعلیٰ پر جا کیا ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے
فرمایا کہ حضورؐ کا ذکر نہ کیا اور پھر یہ چیز دو حق و عزت کے لئے پرہیز
فرمایا اور فرمایا کہ یہ حق و عزت دو چیزوں کے لئے پرہیز ہے۔

مومنان میں شیطان، عینِ دوسرے ملت سے مسیحی ہی مسیحا کی راہ سے آئی
 اور حضرت خضرؑ نے فرمایا: ہر دوسرے پھوڑا دینے کے لئے کئی کالی ٹکڑے
 کی قیوم اور مہربان ہیں۔ خضرؑ نے رفق کے منصف میں طاقت اور ہر کالی
 راہ سے ہی حضرت خضرؑ کو اسی طرح متعلق کرتے۔

دار فطری، اے حضرت علیؓ کہ اللہ و سرکار اللہ نے تجھے کیا ہے کہ جب
 ارادہ فرماتا ہے تو اس پر اس کا کھانا ہوتا ہے اور سنا توں کی کیا تو غریب پر مرد و اسب و
 شہید و قاتل نہ کر اور ملے

میں نے غور توں پر ہونے والے غفلتِ لہجہ کا انسداد کیا:

ان تین آغواں میں ان مغل جنہوں نے روک تھام سے اسلام بے پلے

[illegible]

مگر یہ صورت کی طرف سے کوئی بھی دینی یا انسانی ذمہ داری نہیں سمجھتا۔
 یہاں جس کی وجہ سے طلاق ایسے کے سے آتی جیسا مجبور و جاہل کی ہوگی
 صورت میں، نہ فقہ کا، نہ شریعت کا، نہ کسی مذہب کی نہ کسی مذہب کی۔
 یہاں کا یہ تصور و خیال کہ عدل واجب الہی و واجب انسانی ہے۔

اور اس کے لیے تمام اوقات میں دعا کرتے رہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسی حالت میں دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں پر سر رکھ کر زمین پر گرے ہوئے تھے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ کو کوئی چیز یاد آ رہی ہے؟ فرمایا: ہاں، میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ میری امت پر رحم فرمائے۔

اور جو عقائد انہیں پھر بھی نے لاد عشق سے حرا ہو چکے ہیں اور تائید
ہو چکی ہے جو کہ ان کو شہسب سے ملنے کے لیے چلے گا کامرہ بنو ہوا
اور فرماں اور ہدایتی۔ یہ عقائد آئی ہیں جس سے یہ عقیدہ جو کہ وہاں
نہایت ہے تو چنانچہ تصور محرمات کا ہے اس سے یہ عقیدہ کہ جو یہ اصل
کے کائنات کی حالت تک اس کا کائنات میں نہ لے کر مجھے یہ سمجھانے سے
چاہی ہو کہ اس پر ہول کی کہ یہ عقیدہ کہ وہ عقائد کے خلاف ہے۔

مکمل و آسان میں بھی یہی مضمون کا تصنیف یوں ہے اور ان کے سب سے اعلیٰ طرف سے کوئی سرکاری پہنچائی کا ہمارا وہ دوسرا یہ نفس دینی مصلیٰ اور دانش اور خوشی کے لئے موجود نہ ہو جو دوسری ملائی کرنا چاہتا ہے کہ اس صورت میں فہم اور حیرت۔ یعنی جس کو اس کا ہے اس کے لئے یہ ہمارا نہیں کرنا۔ ہم نے جو اس کا کوئی حصہ دانش کے ساتھ حاصل دینی کے ساتھ اب ان اور ان کو جاننے کے لئے کہ اس کا کوئی تصور نہیں۔ اور جس میں۔ یہ کہ وہ اب ہوتا ہے وہ سب بھی ہمارے ساتھ ہے کہ مقلد کا بھی ہو کہ وہ ان میں سے ہے اب ان میں بھی ہے کہ اب اب ان میں اب اس لئے یہ اب اور ان کے

سے متنبہ ہو کر جو اس فرمایا جیسا کہ ترجمہ کی روایت سے معلوم ہو۔

یہ عجیب بات ہے کہ جو فرقہ طاعت حد کا کائل ہے اور جو ایک سے طہارت علی رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں اور فرمایا ہوئے کہ وہی ہے۔ لیکن اس مسئلہ میں ان کا بھی خلاف ہے، (وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتَامَىٰ إِلَّا بِآلِهَا شَعْرًا وَلَا بِطَرَفٍ)۔

صاحب دلائل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نقل کرتے ہیں کہ لڑکا خبر سے پہلے سے حال تھا، پھر خبر میں فرمایا کہ اس کے بعد شیخ لکھ کے دن حال کر دیا، لیکن جو عرض دین کے بعد، پیش کے لئے عام کر دیا گیا۔

مسئلہ نکاح کی طرح ناراض وقت بھی وہم اور اہل ہے، نکاح صحت سے کہ ایک ضرورت کے لئے نکاح یا جامع اور ان دونوں میں ترقی یہ کہ جس میں خلاصہ لاوا ہے، اور نکاح صحت نکاح سے ہے۔

(وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتَامَىٰ إِلَّا بِآلِهَا شَعْرًا وَلَا بِطَرَفٍ)۔ جس میں طرح سے تم

موتوں سے لذت نہ دو، جو جو ان کے سران کو دو۔ ایک جماعت کا

ذیل ہے کہ اس آیت میں حد حرام ہے، یعنی ایسا حد جس میں میر میر

اور اس سے اہمیت میں ہوتی ہے۔ دہشت ضرور گذرے کہ بعد از یہ پہلی

سے نکاح کی ضرورت نہیں رہتی، فقر شرف اصل سے، جس کی سزا دینے کے

لئے ایک شخص نے انکار کرنا ضروری ہے اگر مدت کے اندر زوجین میں سے

کولی مر جائے تو ایک اور سے کہی میراث بھی نہیں ملے اس بقدر کہ اس

پرتزوج کا اطلاق ہے، نہ جب تک کہ میراث میں سے کسی کو نہ دے۔

مسئلہ زکوٰۃ کے بارے میں فراموشی نے پراہنہ ہو چکا اسے شیعہ

کے روگوں کی اس ملت کے کائل نہیں ہیں حرمت حد کا ثبوت اس آیت

سے ہے کہ اللہ نے فرمایا

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتَامَىٰ إِلَّا بِآلِهَا شَعْرًا وَلَا بِطَرَفٍ

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتَامَىٰ إِلَّا بِآلِهَا شَعْرًا وَلَا بِطَرَفٍ

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتَامَىٰ إِلَّا بِآلِهَا شَعْرًا وَلَا بِطَرَفٍ

حد والی حرمت تو یہ نہیں کہ یہ ناکارہ نہ ہو کہ اس کے لیے نذر

کرنے والے اور جو کہ اس مسئلہ کو اس کا نہیں (اور بعد از اس کے

سوا کسی حرمت سے شریک نہ ہو کہ لڑکے والے کوئی سے تجاوز کرنے

وہاں ہے مقدم ہو کہ وہ صواب قرار دے نہ شری سے تجاوز کرے

اس لئے روایت مذکورہ بیان بھی نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے ہم کو بتائی اجازت دینی تھی اس لئے میں اور ایک اور آدمی ایک

بار یہ حد کے پاس گئے حرمت جنوں اور میراث کی گروں تھی (یعنی کسی

قدر و زعامت تھی) ہم دونوں نے اس سے رو پروردگار کو اس کی اس

کہ اس سے اسحق علیہ السلام ہے، اور ان کو گویا کہ لڑکے یا بچے حد

عاش ہوئے کی دلیل ہے، مسالہ حد میں کو کہتے ہیں اس کی ممانعت تو یہ

قرآن کریم کی آیت بلا میں لفظ محضین غیر محضین سے اور یہ

ہے جس کی شریعت کے آری ہے۔ جو اصطلاح جس کے جواز کا ایک فرقہ

دیتی ہے یہ ہے کہ ایک عورت کی عورت سے میں گئے کہ اسے دل گیلے

پہلے یا ان میں سے عرض میں ہے حد کرنا۔

حد چونکہ مخصوص وقت کے لئے کیا جاتا ہے اس لئے اس میں نہ وصول

ہو اور مقصود ہے اندک کرنا، نہ اس وقت صحت واری لئے اس عورت

سے حد کرنا ہے اس کی کوئی خلاف زہد وراثت کی نہیں، چنانچہ اس میں نہ زواج

مرد و عورت کی میں شریعت میں نہ ہو کہ شریعت میں نہ ہو کہ اس کے

مرد و عورت عورتی حد پر اس کے جوئے تلاش کرتے رہتے ہیں جب یہ

صورت ہے نہ حد وقت و صحت کا میں نہیں بلکہ شریعت ہے۔

وام زکوٰۃ نے باب۔ چاہا کہ نکاح المسک کا باب تو تم کر کے

مرد میں غش کی ہیں، لیکن حد میں ہے۔

عن علی بن ابی طالب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی

عن فضیلہ عنہما، وعن النجوم قد علم الاصلیہ زمن خیر

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس کا اصل لفظ

علیہ السلام نے لڑکا خیر کے سوچ پر عورتوں سے حد کرنے اور پانچ کو حرم

کا گوشت کو نہ سے منع فرمایا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ حد حدیثی و مسلم شریعت ہے۔

اور یہ حد حد تو اس حدیثی سے نقل کیا ہے دو یہ ہے۔

عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اولى الاسلام

حتى ولا تترك الایة الا علی اوجہہم اولا فلما

العامہم فلما لم یبق لکمل فرج من الیہم لیسوا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حد

اسلام کے بعد اول میں شروع تھا، یہیں تک کہ ایت کریمہ

(وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتَامَىٰ إِلَّا بِآلِهَا شَعْرًا وَلَا بِطَرَفٍ) کا دل ہوئی تو مفسر ہو گیا، ان

کے بعد حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اگر شریعت ہو کہ شریعت کے بعد

بہر طرح کی شریعت سے انکار حرام ہے۔

البدیع اتنی بات ضرور ہے کہ حضرت ابن عباس کی حد حد حد حد حد حد

کچھ تھے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے چھانے سے (یہاں تک کہ مسلم

ص ۱۴۵ پر ہے اور یہ شریعت (وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتَامَىٰ إِلَّا بِآلِهَا شَعْرًا وَلَا بِطَرَفٍ)

حضرت ابن ابی عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ملازمہ اس میں مجھ شخص سے
سے مسجد کی اجازت تھی جسے مرد اور عورتوں اور خراج کے گوشت کی بھرپور
نے دین کو حاکم کر دیا اور حد کی ممانعت فرمادی یعنی نے زہری کا قول نقل
تیا ہے کہ نکاح سے پہلے حضرت ابن عباسؓ نے مدت کے اتنی سے
دفعہ کر لیا کہ ابو جہل نے کچھ بھی کسی طرح کا ذکر کیا ہے۔

مسلم میں باب نکاح احمد کے عنوان میں اور ہے کہ نکاح حد کی
اجازت دلی گئی پھر اجازت منسوخ کر دی گئی پھر بکایت دلی گئی پھر
اجازت منسوخ کر دی گئی اور اسی وقت تک کے لئے حرم کا فیصلہ ہو گیا۔

فَمَا اسْتَمَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَانْهَنْ عَنْ تَوْحُّنٍ

پھر جس کو کام میں لائے تم ان عورتوں میں سے تو ان کو روکنا

أَجُورَهُنَّ فَرِيضَةً

کے حق جو ضرورتوں سے

یعنی جس صورت سے نکاح کیا اور اس کے بعد زن نے اس سے کسی
حدت میں قبضہ یا حاصل تک نفی بھی حاصل کر لیا۔ تم کہہ کر ایک عی وافر
دلی یا طاعت سمجھ کر نبوت آئی تو اب اس عورت کا چارہ اور رعایا نام ہے
بدون عورت کے پیش کسی طرح چھوٹ نہیں سکا البتہ جب تک عورت
بالکل کام میں نہ آوے اور دو حلاق دست دے تو پھر ضرورت کا اوجہاد یا
ہو گا اور اگر عورت نے انکاح سے پہلے کوئی ایسی بات کہلا کر ٹوٹ گئی
تو زین کے ذریعہ سب مہر اتر جائے گا تو کہہ دینا ہے کہ وہ چھوٹ کر رہی ہے
اس قیمت میں احتیاج سے باریوں سے بہتر نہ ہا اور دلی کر رہا ہے
اگر محض فلاح ہو جائے اور عورت نہ بھر شور کہ احتیاج کا موقع ملے بلکہ وہ
اس سے پہلے ہی حلاق دے تو تو اس پر واجب ہوتا ہے کہ احتیاج کا موقع
لی جائے تو پھر مہر واجب ہو جاوے گا۔ اگر آیت میں شخصی توجہ دلی سے کہ
جب کسی صورت سے احتیاج کر لیا تو اس کا مہر بچاؤ طرح سے واجب ہو گیا۔
اس میں کوئی توجہ شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے، اور فرائض غیرت کا بھی یہ
تقاضی ہے کہ جب نکاح کا مقصد حاصل ہو گیا تو بیوی کے حق میں احتیاج ازالہ
مثالی ہے، بہت شریعت جو شریعت کو یقین دہانی سے کہ مہر اگر عمل سے نہ ہو
مہر ایک تکرار و تکرار کے پاس پہلے جانے سے انکار کرتی ہے (طبرانی ۱)

وَلَكِنْ تَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا لَهُنَّ إِفْرًا

اور تمہارا فرض ہے کہ تم کو اس بات میں کہ تمہارا حق دلوں آئیں کی

سے نکاح سے کہا تمہیں یاد دہانی کے لئے کہا اپنی چادر پیش کروں گا میرے
ساتھی نے بھی اپنی چادر کی پیش کش کی اس کی چادر میری چادر سے اچھی تھی
مگر میں اس سے اچھے جواں تھا عورت نے میرے ساتھی کی چادر دیکھ کر
پہن کر اور جب مجھے دیکھا تو مجھے پسند کیا پھر کہنے لگی تیری چادر میرے
لئے کافی ہے تو مجھے پسند ہے پھر تیری اس کے ساتھ تین شب رہا اس
کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کما کے پس کوئی حد
دلی عورت ہو وہ اس کو بھڑوے۔

اور وہ نے کچھ سنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے خطبہ دیا اور فرمایا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارا مذکر حد کی اجازت ہم کو دے دی
تھی پھر اس مذکر باب اگر میں کسی کو حد سے ۱۰۰ پاؤں کا فائدہ آئی تم پھر
بار بار اس کو بڑا کر دوں گا پھر مذکر ۱۰۰ مذکر شدہ ہو۔ دوسری روایت میں آیا
ہے کہ حضرت عمرؓ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ حد حد نہیں کر سکتے ہیں، حالانکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت فرمادی تھی مگر کسی نے حد کیا ہو
گا اور میرے پاس اس کو لایا جائے گا تو میں ضرور اس کو نکال دے گا۔

حافظی نے اپنی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان کیا ہے کہ
مہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر کب تک کے چاروں کے لئے ملے
میں (حافظ) شام میں پہنچے تو وہاں کچھ عورتیں آئیں، ہم نے ان سے حد
کر لیا اس خیال سے کہ یہ ہماری دختریں پر سوار ہو جائیں گی پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم شریف ملے۔ انے اور عورتوں کو کہہ کر فرمایا یہ کون ہیں ہم
نے عرض کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور تم میں ہم نے اس سے حد
کر لیا ہے۔ یہ بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گاتا گاتا کہ خدا
مہر کا سرخ ہو گئے اور چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا اور فرمایا کہ ایک
خطبہ دیا اور مردوں کے بعد حد کی ممانعت فرمادی، عجم پاتے ہی میرے
عورتوں کو حد سے کر دیا پھر اس حرکت میں کسی نے اور نہ سمجھ کر پکے۔

طحاوی نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو جہل نے فرمایا ہم رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے ہر کب تک کے چاروں کو لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
شیعہ انوار میں پڑا کیا وہاں کچھ چراغ (درشن) دیکھے اور عورتوں کو
رہنے کے پلا فرمایا یہ کیا ہے عرض کیا گیا یہ عورتیں ہیں جن کے مردوں
نے ان سے حد کیا تھا اور اب ان سے جدا ہو رہے ہیں فرمایا حلاق اور
نکار اور مرد اور عورت (کے قانون) سے اللہ نے حد کو تراہ اور طہ
کر دیا ہے، اور انہی کی روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ اللہ نے طلاق اور حدت
اور میراث (کے حکم) سے حد (کو ازالہ) کر دیا۔

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمْسِكُوا
 اداؤنگے کے لئے ہیں اپنے سزوں کے پیچھے کوئی بھروسہ نہ
 مَبِالْأَعْيُنِ
 ماور سے بہت دور

يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَوِّفَ عَنْكُمْ وَخَلِيقَ
 اللہ چاہتا ہے کہ تم سے اپنے مخلوق
 الْإِنْسَانَ ضَعِيفًا
 انسان کو کمزور کر دے

شہوات پر متوجہ کی جاہت:

انسانی طبیعت کی راہنمائی:

یعنی یہ لائق توجہ ہیں جو پہلے انہوں میں اس سے مطالبہ کرتے ہیں کہ فرما۔
 ہاں لے لے خدا تعالیٰ نے ان قیود کی نسبت قصور فرمایا اور یہ لوگ اپنی
 شہوات پر فریفتہ ہیں اور اللہ سے چاہتے ہیں کہ تم میرے واسطے راستہ سے دور جا
 پڑو یعنی ان کی طرف سے تم بھی اپنی شہوات کا اتباع کرو اور تم کو یہ جاؤ جواب
 جو کچھ کرو کچھ کر دو۔ م ترجمہ دہ

یعنی انسان کو اللہ نے ضعیف بنایا ہے اور اس کو غلبہ مسموم ہے کہ یہ اپنی
 شہوات اور خواہشات سے کہیں تک پہنچ کر سکتا ہے اور اس لئے ہر گھم میں تکلیف کا
 بھی امکان فرمایا گیا ہے لیکن ہوا کا انسان۔ کہ ان میں جو مضیہ رکھیا، اس کے
 ذرا سا دل بہل دے وہ دشوار مشابہتوں اور شہوات سے ہر کارنا آتی کہ بہت دشوار
 اس سے اس کی خواہش پھرا کر پٹے کے لئے مریے جاؤ خدا نے بتا دیا ہے کہ
 اس سے اپنے مطالبہ حاصل کر کے نہیں کرنا تھا شہوات سے بے گھر ہو کر یہ
 گمراہ اور حق تعالیٰ سے اپنی رحمت سے شریعت سے ان کی نہیں فرمایا کہ انی علایم
 پیچھے سے اور حرام کی طرف اور سے غلامانہ نہیں کیا کہ ان کے نفس کو شہوات
 سے بچا۔ اور ان تمام قیودوں کا پختہ اور تابور قیود کے اور میں کہ کو سوئی ہو کر
 ہوا اور نہیں اس میں اپنی اپنی تہذیب اور ہر آدمی سے ملتا ہے۔

(وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ) اور چاہتے ہیں وہ لوگ جو
 خواہشات پر چلتے ہیں یعنی میرے عرصہ کے مطابق ہونے میں لیکن اگر شریعت
 نے موافق خواہشات سے پہلے کیا جائے تو اپنا نام شریعت سے اچھا نہ شہوات
 نہیں ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ ان خواہش پر متوجہ سے نہ تامل کرنا
 ہیں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ کوئی مراد نہیں ہو کہ وہی کہ مجرموں کو سزا
 جانتے ہیں۔ جن میں سے یہودی سزا ہے۔ جس میں کوئی عیوبوں کے نزدیک
 نہ آتی لیکن اور بھی کیاں بھائیوں کا ہیں۔ م ترجمہ عربی دہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا أَهْوَالَكُمْ
 اے ایمان والو نہ کہو دل ایک اور سے
 بَيْنَكُمْ نِيبَ خَلِيلٍ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا تَجَارَةً
 انہوں میں ایک دوسرے کو کہ نہ ہو
 عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ
 تمہاری مرضی سے

فاق مال نہ ہوا:

مطلب یہ ہے کہ کوئی کوئی کام نہ کرے جو اس کا بیعت ہو بل کہ اپنا
 بازاری سے بازاری سے ہرگز نہ ہو جس سے ہوا اور نہ ہی بازاری سے بازاری
 کہ ان میں باہمی رشتہ داری ہے تو اس میں باہمی نہیں اس مال کو کہ ان میں کا
 معلوم نہیں لگا کر باہمی طریقہ سے لینے کی نہ نسبت نہیں جو ان کو کہ نہ باہمی
 ہوا اور نہ۔ م ترجمہ عربی دہ

خدا میں۔ اسلام کا کہہ پڑھتے دے بعض ضعیف اور ایمان لوگ جو ان
 مندوں کے ساتھ لٹے بیٹتے ہیں ان کی باتوں سے آ کر اپنے دین کو فراموش
 خیالی کرنے لگتے ہیں اور دشمنوں کی باتوں کو انسانیت کی ذوق کھینچتے ہیں
 اور کائنات طرہ پر ان عام خیالی شبہوں کا وہ جانتے ہیں کہ جیسے یہ لوگ
 باہمی رشتہ داری سے ہی ہیں کاش ہمارا دین بھی ان کی بہادری و
 اعلیٰ اللہ ایک سے تنبیہ فرمائی ہر قسم کو اپنے یہ طریقہ انسانوں
 کے نظریات کو اپنے لئے۔ م ترجمہ عربی دہ

"بِتَرَاضٍ مِّنْكُمْ" کا لفظ آج بہت سے معنی میں "مستعد" ہے

حضرت رابع بن خدیج، رابع بن خدیج ایسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اہل بیت کو دیا تھا کہ وہ اپنی قوم کی رہبری کریں، یہ فرمایا کہ جو شخص کوئی کلمہ کہے
 تو اس کا ہر حصہ صحت مند ہو، صحت مند کہہ دیا یعنی جس کے ہر حرف صحت مند ہو
 میں اس کو اپنا امام بنا دیا، یہ بھی کہانی ہے، یہ بھی کہانی ہے کہ کوئی کلمہ کہے
 کہو، خدا کی قسم کہ میں نے اس کو اپنی قوم کی رہبری کرنے کے لئے دیا، یہ بھی کہانی ہے
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہے
 کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خدا کی قسم کہ میں نے اس کو اپنی قوم کی رہبری کرنے کے لئے دیا، یہ بھی کہانی ہے
 قرآن کی رو سے اس کی تفسیر یہ ہے کہ وہ کلمہ کہے جس کا ہر حرف صحت مند ہو

فرمایا کہ وہ کلمہ کہے جس کا ہر حرف صحت مند ہو، یہ بھی کہانی ہے کہ کوئی کلمہ کہے
 کہو، خدا کی قسم کہ میں نے اس کو اپنی قوم کی رہبری کرنے کے لئے دیا، یہ بھی کہانی ہے
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہے
 کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خدا کی قسم کہ میں نے اس کو اپنی قوم کی رہبری کرنے کے لئے دیا، یہ بھی کہانی ہے
 قرآن کی رو سے اس کی تفسیر یہ ہے کہ وہ کلمہ کہے جس کا ہر حرف صحت مند ہو

حضرت رابع بن خدیج، رابع بن خدیج ایسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اہل بیت کو دیا تھا کہ وہ اپنی قوم کی رہبری کریں، یہ فرمایا کہ جو شخص کوئی کلمہ کہے
 تو اس کا ہر حصہ صحت مند ہو، صحت مند کہہ دیا یعنی جس کے ہر حرف صحت مند ہو
 میں اس کو اپنا امام بنا دیا، یہ بھی کہانی ہے، یہ بھی کہانی ہے کہ کوئی کلمہ کہے
 کہو، خدا کی قسم کہ میں نے اس کو اپنی قوم کی رہبری کرنے کے لئے دیا، یہ بھی کہانی ہے
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہے
 کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خدا کی قسم کہ میں نے اس کو اپنی قوم کی رہبری کرنے کے لئے دیا، یہ بھی کہانی ہے
 قرآن کی رو سے اس کی تفسیر یہ ہے کہ وہ کلمہ کہے جس کا ہر حرف صحت مند ہو

حضرت رابع بن خدیج، رابع بن خدیج ایسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اہل بیت کو دیا تھا کہ وہ اپنی قوم کی رہبری کریں، یہ فرمایا کہ جو شخص کوئی کلمہ کہے
 تو اس کا ہر حصہ صحت مند ہو، صحت مند کہہ دیا یعنی جس کے ہر حرف صحت مند ہو
 میں اس کو اپنا امام بنا دیا، یہ بھی کہانی ہے، یہ بھی کہانی ہے کہ کوئی کلمہ کہے
 کہو، خدا کی قسم کہ میں نے اس کو اپنی قوم کی رہبری کرنے کے لئے دیا، یہ بھی کہانی ہے
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہے
 کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خدا کی قسم کہ میں نے اس کو اپنی قوم کی رہبری کرنے کے لئے دیا، یہ بھی کہانی ہے
 قرآن کی رو سے اس کی تفسیر یہ ہے کہ وہ کلمہ کہے جس کا ہر حرف صحت مند ہو

حضرت رابع بن خدیج، رابع بن خدیج ایسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اہل بیت کو دیا تھا کہ وہ اپنی قوم کی رہبری کریں، یہ فرمایا کہ جو شخص کوئی کلمہ کہے
 تو اس کا ہر حصہ صحت مند ہو، صحت مند کہہ دیا یعنی جس کے ہر حرف صحت مند ہو
 میں اس کو اپنا امام بنا دیا، یہ بھی کہانی ہے، یہ بھی کہانی ہے کہ کوئی کلمہ کہے
 کہو، خدا کی قسم کہ میں نے اس کو اپنی قوم کی رہبری کرنے کے لئے دیا، یہ بھی کہانی ہے
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہے
 کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خدا کی قسم کہ میں نے اس کو اپنی قوم کی رہبری کرنے کے لئے دیا، یہ بھی کہانی ہے
 قرآن کی رو سے اس کی تفسیر یہ ہے کہ وہ کلمہ کہے جس کا ہر حرف صحت مند ہو

وَلَا تَقُولُوا لِنَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ كَمَا تَقُولُوا لِلْأَحْزَابِ مِنْ دُونِ اللَّهِ
 اور نہ کہو کہ تمہارا خدا ہمارا خدا ہے جیسا کہ تم کہتے ہو کہ ان گروہوں کے خدا ہیں جو اللہ کے علاوہ ہیں

وَقَسَمْتُ لَكُمْ أَنِّي لَنِبِيٍّ رَسُولٍ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 میں نے قسم کھائی کہ میں ایک نبی اور رسول ہوں اللہ کے عالموں کے رب سے

وَقَسَمْتُ لَكُمْ

میں نے قسم کھائی کہ میں ایک نبی اور رسول ہوں اللہ کے عالموں کے رب سے

ایسا ہے جو صلاہ نامہ میں ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 وہایت کیا ہے۔ جو صلاہ نامہ میں ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کے طرف دیکھ کر یہ سمجھ میں آئے کہ حق نے ہم کو کھڑا کر دیا ہے۔
 اور اس کی سب کو طلاق دے دی کہ انھیں اس میں رہنا نہ ہو۔ کھڑا کر دیا
 محکم کے لئے کھڑا کر دیا ہے۔ اس سے اس کے لئے بہت بڑا مقام ہے۔ لہذا حق انھیں نے
 ان فراموشیوں اور ان اذیان سے مطلع ہو کر ان کی جان کی حدیث اور
 حقیقت کے لئے اس کے لئے کھڑا کر دیا ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 اس کی حد کی ہر آیت کا مطلب یہ ہے کہ اس کے لئے ہر حق سے
 ہر حق میں کھڑا کر دیا ہے۔ اس سے اس کے لئے بہت بڑا مقام ہے۔ لہذا حق انھیں نے
 کھڑا کر دیا ہے۔ اس سے اس کے لئے بہت بڑا مقام ہے۔ لہذا حق انھیں نے

جہاد کی کلمہ ہے۔ جو کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے

کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے

کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے

اصحاب الکہار:

میں وہ ہیں جو کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے

کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے

کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے

کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے

کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے
 کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے

کلمہ ہے۔ لہذا حق انھیں نے ہر حق سے

مکہ قادیکہ کلمہ اور شہرہ تھیں وہ یہ عبادت کروا دی گئی۔

شہان زمانہ:

بعد اسی کے لئے اس سے جادہ کوئی قوت نہیں کہ خوش خلق لوہ سے محبت کرنے والی اور سچے، ایسے وہی عورت اس کو مل جائے اور نہ اس کے بعد آدمی کے لئے اس سے کوئی چیز نہیں کہ اس کو خیر زبان اور عقل عورت ہے۔

تین قسم کی عورتیں:

پہلی قسم عورتیں کے لئے علی فرمایا کہ عورتیں شہرہ نے کوئی نہیں۔ آئید اور آجائے۔ اس قسم عورتیں اخلاق شہرہ کی پرستار اور محبت ہے۔ دوسری قسم عورتیں کے لئے حضرت علیؑ فرمایا کہ عورتیں شہرہ کی پرستار اور محبت ہے۔ تیسری قسم عورتیں کے لئے حضرت علیؑ فرمایا کہ عورتیں شہرہ کی پرستار اور محبت ہے۔

تاریخ کی حد:

عبداللہ بن زبیرؓ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی عورت کو حکام کی خدمت نہ لے جائے۔ (بخاری)

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ عورتیں شہرہ کی پرستار اور محبت ہے۔ (بخاری)

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ عورتیں شہرہ کی پرستار اور محبت ہے۔ (بخاری)

تین قسم کی عورتیں: پہلی قسم عورتیں کے لئے علی فرمایا کہ عورتیں شہرہ نے کوئی نہیں۔ آئید اور آجائے۔ اس قسم عورتیں اخلاق شہرہ کی پرستار اور محبت ہے۔ دوسری قسم عورتیں کے لئے حضرت علیؑ فرمایا کہ عورتیں شہرہ کی پرستار اور محبت ہے۔ تیسری قسم عورتیں کے لئے حضرت علیؑ فرمایا کہ عورتیں شہرہ کی پرستار اور محبت ہے۔

یہ انہی قسم کی عورتیں کے لئے حضرت علیؑ فرمایا کہ عورتیں شہرہ کی پرستار اور محبت ہے۔ (بخاری)

تاریخ کی حد:

عبداللہ بن زبیرؓ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی عورت کو حکام کی خدمت نہ لے جائے۔ (بخاری)

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ عورتیں شہرہ کی پرستار اور محبت ہے۔ (بخاری)

تاریخ کی حد:

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ عورتیں شہرہ کی پرستار اور محبت ہے۔ (بخاری)

قی نامرئی چھڑا۔ یعنی کرے اور جلی صلیقہ کرتے۔ برادھرت
کلی کرانہ۔ یہ کہ فیصلہ تو اس میں صاف موجود ہے کہ چاہے تو اسے
فرود جب تک قریب اقربوں کے یہاں موجود ہے کیا ہے۔ تو اس کا
ہے اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ غلطی کے لئے مولیٰ رضا اللہ کی شریک
ہے۔ چنانچہ تو اس کو غلطی کے تقریباً کا موازنہ نہیں ہے۔ اگر کچھ از خود وہ
تو اس کا کوئی خاص فیصلہ تو اس کے ہاتھ نہ ہوگا۔ نہ اس کی
تو اس کے متعلق اس صلاحیت میں فرق ہے۔

[illegible]

میں نے کہا کہ میں اس شخص سے ان کے حکام میں اس فرمان نافذ کرنے کی بات کہہ دوں گا۔
پھر ان کے فیصلوں کی خاطر بنایا جاتا ہے جن سے ان کے بچے نہیں بنیں گے۔ یہ تو جیسا کہ میں نے
سے ملنے کی کوئی صورت نکال دی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی لکھنا ہے کہ اگرچہ
نافذ کی فرمان میں یہ حکم درج ہے کہ جو بھی حکمرانوں سے جھگڑے ہے، اگر
اس کی دولت و شہرت اسی فرمان میں ہے، تو اسے کہہ دیا جائے کہ اس کی جیسے باتوں میں
کہہ دیتے ہیں، ان کے پاس ہے۔ یہ حکم درج ہے کہ جو بھی حکمرانوں کو اپنے
نام سے کہے، تو اس کے لئے کوئی صورت اور حکمت ہے۔ اس سب کی صفاتوں کو اپنے
میں لے کر حکام اور رعایا کے لئے کوئی صورت ہے کہ ان کے مفادات کی حمایت
سے پہلے اس کی کوئی صورت نہ لیا جائے کہ اس صورت سے ان کے مفادات میں
خلافیت ہے۔ ساتھ ساتھ حالت ہو جائے کہ وہ ان کے مفادات میں

اِنْ يُؤَيِّدِ الصَّالِحِينَ فَوْقَ اللَّهِ بَيْنَهُمَا
 اِنْ يُوَدِّعْهُمُ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَهُوَ الْغَنِيُّ
 اِنْ يَنْزِلْ يَنْزِلْ كَانْ عَلَيْهِمُ الْحَبِيرُ
 وَتِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ يَتْلُوهَا رُوحُ الْقُدُسِ
 مِنْ رَبِّكَ فَاسْمِعْ لَعَلَّكَ تُفَاهِمُ

۷۔ کن نیت کا عمل:

یعنی اگر وہوں میں صرف اصحاب نے ہیں، تو ایسا ہر قصہ کریں گے تو کہتے
تو ان کے لئے نہیں ہے اور انہیں ملی سے نہ لیں، میں سوالات کرتا ہوں۔
سب نے کہا: اللہ تعالیٰ کو تمام چیزیں کا علم اور احاطہ ہے۔ رفیع فرمایا اور خصوصاً
امثال کے ساتھ اور کیفیت سے اس کو سب معلوم ہیں، اس لئے تو ان کو وہ چیزیں
کے لئے ہی ہوتی ہیں جو ان کو دکھائی نہ ہوگی مثلاً دماغ و تسمیہ جی۔
محققین کے اختراعات:

[illegible]

دیگر اہل قرابت کے حقوق:

یعنی مرنے والے اور روتا اور زہ میں سے حقوق اور ان کے ساتھ حسن معاملہ کو بیان کیا کہ اس پر کیا ہے کہ ہر ایک کا حق واجب ہے جس کے حق کے باقی اور جائستہ کے ساتھ کیا کرے۔ سب سے مقدم اللہ تعالیٰ کا حق ہے پھر میں باپ یا چچا اور چچا سب اللہ اور اہل اور عاقل متدین کا اور مسافر یا غریب اور غیر غریب سے اور قرب و بعد میں ہے یا قرب و بعد میں۔ صورت اولیٰ میں یہ مطلب ہوگا کہ مسافر یا غریب کا حق ہمسایہ دشمنی سے زیادہ ہوگا اور صورت ثانیہ کا مطلب ہوگا کہ پاس کے ہمسایہ کا حق ہمسایہ دوری جو کہ حاصل سے رہتا ہے اس سزاوار ہے اور پاس بیٹھے والے کے ساتھ مسافر اور پیش کشور کام سے قریب اور ایک آکا کے دور کو دیکھنا سزاوار ہے اور اگر دور است دور شمار کرنا اور جو غیر حسب داخل ہیں اور مسافر ہیں مہمان غیر مہمان دونوں کو ملے اور مال ملوگ بلا سزاوار کوئی کے علاوہ دیگر حیوانات کی بھی مثال ہے اور حقوق میں فرق فرمایا کہ جس کے خلاف میں تنگنہ نہ ہو پھیلے ہوئی ہے کہ کسی کو اپنی برادری سے اچھے اچھے ہلے پر مفروضہ میں مشغول ہو وہ ان کو دیکھیں کہ ان سے اس سے احتراز و خوف رہا رہا۔ جو تحریر ۵۷۹

پڑوسی کے حقوق:

سنہ احمد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے (حضرت) جبریلؑ نے پڑوسی کے بارے میں یہ بیان کیا کہ وصیت وصیت کرتے رہے کہ مجھے ملان ہوا کہ شاید یہ پڑوسیوں کو عداوت باور میں گئے۔
 ہمیں کی حد میں ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر نماز، سب سے پہلے آپ نے فرمایا کہ تو اللہ کے ساتھ شریعت میں اچھا نکالے اور ایک نے تجھے پیدا کیا ہے۔ میں نے یہ پوچھا کہ کتنا؟ فرمایا کہ اتنی بڑی کہ سزا دلائی ہے۔ (مسند احمد) مسند عبد بن عبد میں ہے حضرت جابرؓ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ میں ایک شخص کو ایسا دے گا یا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبریلؑ اس کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے جہاں جزدوس کی نماز پڑھی جاتی تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا تو اس شخص نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فراموش نہیں کیا کہ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا تو نے بہت بڑی بھائی دیکھی۔ یہ جبریلؑ تھے۔ مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے خود کہا کہ فقر حب سے اہل عداوت ہاں کے

مخبر خدا کے سامنے ہیں ہوگا اور پڑوسیوں کا ہوگا۔ تب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تمہارے تمام میں تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ پس جس کے ہاتھ سے اس کا بھائی ہو اسے اپنے گمانے میں سے نکالے اور اپنے پیٹنے میں سے پیٹے اور ایسا کام نہ کرے اور عداوت ہو جائے۔ اگر کوئی اپنا بھائی مشکل کام پڑے تو خود بھی اس کا ساتھ دے۔ (مسند احمد) مسند احمد میں ہے کہ:

عبادت کی ششیں:

عبادت کی دوا ششیں ہیں (۱) اضطرابی، یعنی ہر چیز چاہے دنا چارہ نہ کے عزم سے وابستہ ہے کسی کو اس سے (حقیقی طور پر) اس کی کمال کی مثال نہیں (۲) اختیار کا۔ آیت میں حالت اضطرر کی کوئی عذر دیا گیا ہے۔ عبادت انہی سے مروی ہے اللہ کے عداوت اور اس کی پابندی۔

عبادت کا معنی:

صوفیہ کا قول ہے کہ عبادت کا معنی یہ ہے کہ جس طرح خدا کی عبادت میں مرد ہوتا ہے وہی طرح اللہ کے احکام کی تعمیل میں بندہ اپنے کو اپنے اختیار اور عداوت سے روک کر عزم پر ماضی ہو۔ یہاں تک کہ اس کی نظر میں اللہ کے احکام تکلیف (تخلیجہ اور ظری) اور احکام شریعت (اور عداوت) کا مرتبہ ایک جیسا ہو یعنی جس طرح اللہ کے احکام تکلیف میں بندہ کے اختیار کو کوئی دخل نہیں اسی طرح اللہ کے احکام شریعت میں بندہ کی پابندی کے لئے بھی رو اپنے کو بند کرے۔

اللہ نے فرمایا ہے: اب اللہ اور اللہ کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی بات کا فیصلہ کر دیتے ہیں تو تم کو جس کو من و مراد اس کی پابندی کرنی چاہی۔ (اللہ تعالیٰ اور بندہ کے کا حق):

حضرت معاذؓ نے مثل کیا ہاں ہے۔ میں اپنی پڑوسیوں صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مساؤ! کیا تجھے معلوم ہے کہ بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اس کا رسول کی طاعت ہے۔ فرمایا بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے کہ اس کی مہربانی کریں کسی کو اس کا سوا کسی حق نہ ہو۔ معاذؓ فرمایا: کیا تو جانتا ہے کہ اللہ پر بندوں کا کیا حق ہے جب کہ انہوں نے ایسا کیا ہو (یعنی اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنایا ہو)۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے۔ فرمایا ہوں کہ اللہ پر حق یہ ہے کہ (اپنے لوگوں کو) اللہ ہی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں لوگوں کو اس کی

کہ اپنے والدین کی نافرمانی پادشاهان و زکروں پر دو یہ عکسوں کی تمثیل سے عیاں ہوئی ہے۔

اسے اہل اراکین کو چھوڑ دو۔ مسموعہ

رواں کہ یہ بھی مذکور ہے کہ شہادت میں جس عرب والدین کی اطاعت نہ رہی اس کے ساتھ حسن سلوک کی تاکیدات اور ہیں۔ اسی طرح اس کے لیے ایسا نشانہ اور وجوہات ثواب بھی ذکر ہیں۔

خبردار کہ یہ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے باپ کے حق میں بدعتی ہو تو اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

ترجمہ کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا باپ کی رضا میں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی باپ کی نافرمانی میں ہے۔

شعبہ بیان میں بتائی گئی روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لڑکا اپنے والدین یا کسی اور کو بدعتی کہے تو اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

بتائی گئی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام لوگوں کو اللہ تعالیٰ سزا فرماتا ہے جس میں جو شخص ماں باپ کی نافرمانی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے اس کو آخرت سے پیسے دینا ہی میں طرح طرح کی آفتوں میں مبتلا کر دیا جائے گا۔

حضرت سلمان ابن عمار فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ عام مسکینوں پر ان کو دینا میں جو صرف صدقہ کا ثواب ملتا ہے، اور اگر اپنے زنی مرد یا بیوہ کو دے جائے تو اس میں دو ثواب ہیں۔ ایک صدقہ کا اور دوسرا صدقہ کا۔ یعنی رشتہ داری کے حقوق ادا کرنے کا۔ مسموعہ

سب سے افضل شخص:

ترجمہ اور سند حدیث کی ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی حلقے کے لوگوں میں اللہ تعالیٰ نے سب سے افضل اور برجہ دھنسی ہے جو اپنے چار بیویوں کے حق میں بھروسہ

سند احمد کی ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ایک آدمی کو بیٹ

بھروسہ کا ہوا جائے، جب کہ اس کا بڑا بیوہ کا اور

بہشتی کا حق:

پچیس برس ارشاد فرمایا۔ والہا حب بالحب ان سے نکلی سنی

مثال سے مراد وہ شخص ہے جو کچھ کرتا ہے قرابت داروں، چچوں اور ساتھیوں سے تاکہ چچا یا بھائی کی طرف انکسار نہ کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی ذات جناتہ و حضرت امیر کی ولایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کی چار بیوی (یعنی چار سواست) پیچھے صف میں ہوتی ہیں جلا جلا ہوتی ہیں اس کو زمین میں دھنسا کر اوروہ قمارت کے دن تک اس میں رہتا چلا جائے گا۔ حضرت امیر کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص غم سے اپنا بھائی (زمین پر) کھینچ پٹا ہے قیامت کے دن اس کی طرف نظر (جست) نہیں فرماتے گا۔ وعدہ مسلمہ قطع رحمی کرنے والا:

حضرت چار بن عبد اللہ بن ابی اسد سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ امیر اماء اللہ سے ڈرتے رہو کہ وہی شیئیں کہ جنت کی نوازاں سال کی مسافت سے محبت کی جائے گی، مگر تم ان باپ کی بھائی کرتے ولا اس کو پائے گا نہ رشتہ داری قطع کرنے والا نہ بڑھا زانی اور نہ وہ شخص جو خود سے اپنا بیٹہ کھینچ پٹا ہے۔ بڑائی صرف وہب اللہ تعالیٰ کو دیا ہے۔ الحمد للہ۔ والدہ امیر علی بن ابی اسد۔ بہشتی طریقہ

والدین سے احسان:

اللہ بن کے معاملہ میں نکاح احسان ادا کیا جس کے عام مفہوم میں یہ بھی داخل ہے کہ حسب ضرورت ان کے عقد میں اپنا مال خرچ کریں اور یہ بھی داخل ہے کہ جس ضرورت ہوا ان کے سفارح احسانی صدقات انجام دیں۔ یہ بھی داخل ہے کہ ان کے ساتھ کھٹکوں میں سخت آواز سے پابستہ ذر سے نہ لپٹیں جس سے ان کی بے ادبی ہو کہ کوئی ایسا لگے نہ سمجھا جس سے ان کی دل گیری ہو ان کے دوستوں و اقارب سے بھی کوئی سنا سلوک نہ کریں جس سے والدین کی ذمہ داری ہو بلکہ ان کو آرام پہنچانے اور خوش رکھنے کے لئے جو امور میں اختیار کرنی چاہیں وہ سب کریں۔ یہاں تک کہ ان میں باپ سے ان کے حقوق میں کوئی کمی بھی کی ہو جب بھی ان کے لئے معافی کرنے کا کوئی موقع پیش آئے۔

حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں کہ اللہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیٹے کو فرمایا جس۔ ایک ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا حق کسی کو نہ دے گا اور نہ کچھ تمہیں ملے گا کہ دینا کے لئے تاکہ میں جلا دیا جائے۔ دوسرے یہ

پر یہ احکام تو ان لوگوں اور سازشوں پر بھی مادی ہیں کہ ان کا بھی یہی حق ہے کہ مقررہ نذرانہ ادا کر کے نہ دینے میں غل اور دیر نہ کریں اور ان کی حالت سے نذرانہ نہ کماتے ہوں۔
 ذرہ بھر تکبر:

عن ابن مسعود قال دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يدخل الخلاء من كان في الخلاء فقال فؤاد من كبير فقال رجب ان الزبل يبعث ان يكون فؤاد حسدا وقلة حسدا قال ان الله تعالى جعل يعب جليل يعصب والجماع الكبر ينظر الحق وقسط الناس۔ م۔ تکریم محمد ص ۳۳۳ ج ۱۔
 "حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے خلاء میں داخل نہیں ہو کر ننگا ہنس کے دل میں ذرہ برابر تکبر اور حاضرین میں سے ایک آدمی کے سواں کیا تو۔ چاہئے ہیں کہ ان کے کپڑے۔ باقیہ ہیں ان کے جوئے اچھے ہوں (تو کیا یہ بھی تکبر میں داخل ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عیونہ میرے حق دار۔ نکالو ان کوں کوڑی لٹیکھا۔"

الَّذِينَ يَخْلَوْنَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ
وہ لوگ جو خلی کرتے ہیں اور نکالتے ہیں لوگوں کو
يَا بَغْيُ وَيَسْتَكْبِرُونَ مَا أَتَاهُمْ اللَّهُ مِنْ
تکبر اور چھوٹے ہیں جو ان کو دیا اللہ نے
فَضْلِهِ وَاعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا
وہ اپنے خلی سے نہ چار کر نکالتے ہیں کافروں کے لیے عذاب
قَهِيمًا
زستہ

ختم اور مال میں غل کی مذمت:
 یعنی اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا خود پسند اور کج کرنے والوں کو جو کہ غل کرتے ہیں اور چال۔ علم اور انوکھوں سے چھوٹے ہیں، انہیں کو نقد نہیں پہنچاتے اور توانا اور ملاوروں کو بھی غل کو ترغیب دلاتے ہیں اور ان کافروں سے لئے نذرانے دلت کا عذاب تیار کرتے ہیں۔

یہ جملہ ساقی تھے ہیں۔ جس میں رخصت ہو گیا اہل بیت سے جو یہاں سے جہاد میں۔ میں میں گاڑی شاہ آپ کے برابر بیٹھ اور وہ غل میں داخل سے جو کسی عام شخص میں آپ کے برابر بیٹھا اور جب فرماتے ہیں طرح اس شخص کا حق صحت لازم کر دیا یہ تو خودی دینے کے لیے غل یا سفر میں آپ کے برابر بیٹھا ہو۔ جس میں مسلم، غیر مسلم اور دشمن و دوست و رشتہ دار سب برابر ہیں ان کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنے کی ہدایت لائی جس کا کوئی وجہ ہے کہ آپ کے کسی کوئی فعل سے ان کو ایسا نہ کیوں کشتار کیا نہ کریں جس سے ان کو دل آزادی ہو اور کوئی کام ایسا نہ کریں جس سے ان کو تکلیف ہو۔ مگر یہ بھی کہ ان کا دھوکہ ان کے مدنی طرح نہ چھوڑیں۔ ان کا کہ یہ ان کی طرف سے ایسے اس طرح دیکھیں جس سے ان کی نگاہ نہ ہو جائے۔

قرآن کریم میں ان کی ہدایت پر لوگ مل کر نہ تھے تو قیل سے مسافروں سے نہ رہے۔ غل نہ ہو جائے۔ برقص اس پر غور کرتے ہیں کہ صرف ایسا آدمی کی جگہ کا حق ہے اس سے نہ جہاد تکبر کے کا حق نہیں۔ اور کوئی اگر کرہب بیٹھا ہے تو اس میں اس کا بھی اتنا حق ہے جتنا ہو۔
 لاف حضرات دشمنوں نے فرما کہ صاحبہ! مجھ میں ہر وہ شخص داخل ہے جو کسی کام اور کہ چیز میں آپ کا شریک ہے۔ صنعت مزدور، شہر، دکانی، ملازمہ میں سڑک میں جڑیں۔ م۔ م۔ م۔ م۔
 راہ گیر کا حق۔

سائینہ خیر میں اسی فرمایا: (وَالَّذِينَ يَخْلَوْنَ) یعنی راہ گیر اس سے مراد وہ شخص ہے جو دریاں، سفر، آپ کے پاس آجائے۔ یا آپ کا سہارا ہو جائے۔ چنانچہ اس میں بھی شخص کا کوئی خلی والا یہاں نہیں ہے تو فرق نہ ملے اس کا سامانی، بلکہ انسانی خلی کی رعایت کر کے اس کا حق بھی لازم کر دیا۔ کہ جتنا دست استطاعت اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔

لہام، ہندی اور مازوں کا حق۔ انہیں خیر میں مراد فرمایا۔ (وَالَّذِينَ يَخْلَوْنَ) جس سے مراد صوبہ غلام اور ہندوستان ہیں ان کا بھی یہی حق لازم کر دیا کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کا حلال کریں۔ استطاعت کے موافق نکالتے پانے، چھانٹنے میں کوتاہی نہ کریں اور ان کی طاقت سے لیا واکام نہ لیں۔

آخرچہ اللہ تعالیٰ کا صریح ماحول سلوک اور لہام اور ہندی میں تین ہفتہ ملت اور یہی کہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار کی ذات

جلی پینا (۹)

اللہ سے کوئی بات

کافروں کی ناکام تمنا:

یعنی شمس الدین براہ راست جہنم سے لے کر حالات جان کرنے والا رہا یا
 نہ گئے گا۔ اس دن کو قراقرم خانراہ ٹوٹوں کی بات کی تھی کہ تو کہیں کے کہو کہ تو
 اب جہنم میں مل جاؤ گے۔ نہ تو اور مٹی کی محل کی گریست دکھاؤ اور جاتے۔ آج
 چھاننا ہو سکتا اور ہم سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگوں کی اللہ تعالیٰ سے کہیں
 بات کا افلاک نہ کر سکیں گے اور وہ روزِ حساب ہو گا

وہیلے، شروع شروع میں سورت سے مسلمانوں کو اکابر اور زعمین
خیرہ کے ارادے حقوق کی ناکہ اور کسی حق ختمی کرنے اور جانی مالی
نقصان پہنچانے کی مصلحت اور ماسما کی فوجیں برپا کر کے اس کے بعد
والصلو والہیہ ولا فطر کو: یہ جہلہ، فرما کر عارب اور عجمی اور
مسکین اور امراہیل و لہیرہ کے ساتھ اسیان اسلوک کرنے کا ارشاد کر
کے اسی کے زلیں میں تکبر اور خود پندگی اور اعلیٰ درجے سے دنیا تو جڑا ہے
عجب شہر کہ اس درہی کے حق ہو کر کے اس کی کے ساتھ سلوک کرنے سے
روکے گئے ہیں اور یہاں سے ہوسے والوں اور لوگوں کے ساتھ سلوک
کرنے والوں کی طبیعت میں غرور و خودمانی نے بھی گھٹے ہیں۔

نماز کیلئے خصوصی خطاب:

ابن ان تمام قصوں کے آخر میں پھر مسلمانوں کو صبح کے خطاب لہا کر
خاص نماز کی بات جس میں عبادتوں میں اہل اور افضل ہے اور شہیت
مقدس نے اس قدر اہل کا اہتمام کیا ہے اور اس کے ارکان اور نظام
اور آپ وغیرہ منہضی تھا یہ اس کی عبادت کا اس قدر اہتمام نہیں کیا۔

دواء بحميا قش:

۱۰ باغوں کی آبیاری کے لیے جو اس وقت حلقہ صلوٰۃ میں سب سے بڑا فرش پر مشتمل تھا اور اکان صلوٰۃ کی محبت اور خوبی کے لیے مجسم اور جان بھی۔ اس پر کرشمہ کی حالت میں نماز کے پاس جاؤ تاہم اسے جو سے نکلے گا کبھی گھر اور راجت میں بھی نماز سے دور ہو یہاں تک کہ طویل کر کے تمام دن کو خوب پاک کر لے تاکہ نماز میں اور ہر گھنٹہ میں ایک حضور اور شمع اور طہارت اور دعاؤں اور بعد امور مختلفہ صلوٰۃ میں بھی وہ اس طرح پر مشتمل بھی ہیں اور خود شمع اور حضور کے مخالف سے تو یہاں

طہارت اور تکلیف کے متعلق ہے مکہ اشرف پر کون کون سے عمل اور غلطی یا غفلت سے
جس سے آواز سنے طہارت کے بھی وظائف سے جو مطالبہ ہے جو اگر نہ کرے گا پورے
ہتھام سے عاجز اور حلالہ امور جاری یا اور باطنی کا لہر کھڑا کرشمہ پر مشافہ ہو۔
اس خصوصاً خطاب کا نفع:

باقی اس خالص سونے پر اس کا ایک اور حلیہ کے گوشہ فرمانے سے دو نئے
 خطوط ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ احکام کثیر و مذکور بالا جن میں حقوق اور
 موقوفات باغی اور عبادات جاتی وائی کا ذکر تھا، ان سب کو بحال نہ کرنے
 ساتھ نکل اور دہرہ لکھو، یعنی اور ہر اہل سنت بھی مجتنب رہنا، یعنی غرض ہر اہل
 سنت اور سنیوں کو اطمینان کے موقع ہے تو اس کی روشنی اور دلچسپی کا اہاج بنانا
 محکمہ ہے یعنی ان کو اس کی شرف و آداب بخاری و باطنی کے ساتھ اور ان کو
 تو بہل اور خواص مذکورہ کو جس کی غرض پر پہل ہو جانے گی، کیونکہ کثرت کی اور
 سے جرمہ اور دلت میں سمیلت اور فرست اور تمام مستحیات اور معاصی
 سے نفرت پیدا ہو جائیگا۔ یہ جیسا کہ مذکور آیات و احادیث میں مذکور ہے اور
 علماء و محققین نے تصریح فرمائی ہے۔ دوسرے یہ کہ احکام کثیر و ماحیات کو کن کر
 ہو جائیں جو کائنات میں نہ مرتب ہے آپ کو مجید خدائی کر کے ۴۰۰ ہجری اور اس
 کو کلی کا شرفہ میں بھی ظاہر ہوئے تھے جس کے شرائط و آداب بہت کچھ ہیں
 اور جو ہر وقت موجود ہے اس لئے ناکارہ جتنا ہے۔ یہ جہ

احساسِ بزرگوئی، اقامتِ صلوات کا اتمام اور انعام دہنے کا اس روحِ
 کا نام جانی دہاں میں بھی آسانی اور بہت سہی ہوگی اور بزرگوئی، انعام کا نام میں
 کھانی اور بے پردہائی کرنا ہے، اے اقامتِ صلوات! میں بھی تمہاری کرتا
 ہوں جسے روائی نام۔ جو تمہاری ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرُبُوا الصَّلَاةَ

اے ایمان والو! تمہیکے لئے چار نماز کے

وَأَنْتُمْ سَكَرَىٰ حَتَّى تَقُولُوا مَا تَقُولُونَ

نفس، وقت کہ تم نہ رہیں ہو یہاں قلب کہ مجھے ظلم جو سنتے ہو۔

وَلَا جُنُودًا إِلَّا عَابِرُونَ سَبِيلٍ ۚ وَهُوَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَهُوَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

عالمی اقتصاد کی بنیاد پر مبنی ہے

ربط: اعلیٰ کتاب و گفتار کی دوزخی خرابیاں:

ہر ایک آیت میں مسلمانوں کو خطاب ہے: وَنُعَذِّبُ الْمُنَافِقِينَ

تعبود ان بے ہوشی میں پڑھ دیا جس سے حسی بالکل بے ہوش ہو گئے۔ اس پر کیا بیت، قرآنِ معلوم اب اگر نیند کے غلبہ کی وجہ سے کسی کا یہاں حال ہو جائے کہ اس کی خبر نہ رہے کہ کس نے کیا کیا تو کسی حالت کی گزارش بھی درست نہیں ہے۔ جب بوشی کے آثار کی تضرع در کر لے۔ تو عجب حلقہ ہے

ایمان اور احاطہ قدرتِ حق نے حضرت علیؑ کو ہر صفت کا قول حق کیا ہے اور شرفی نے اس کو صحت کہا ہے کہ عبد الرحمن بن حنفیہ نے حارثہ کے لئے کھانا تیار کر دیا اور ہم کو بلایا اور شراب پلائی۔ یہ اندھ شراب حرام ہونے سے پہلے کا ہے اور شراب کا اندھ ہم کو چار اور نماز کا بخت اکھیا اور لوگوں نے جھوٹا آگے

بذمہ لیا۔ میں نے پڑھا (قَالَ لَقَدْ اَتَيْنَاكَ بِشَرَابٍ) (۱) (اَلَا اَنْتَ لَا تَصْبِيحُ) (۲) اور تک اس طرح (بجیر لاکے) کہا حارثہ اس پر کیا بیت نازل ہوئی۔

(حَقْلِي تَصْبِيحًا مَّا تَصْبِيحُ لِي) یہاں تک کہ جو تیرے ذمے نکال دے وہ ہے ہوا اس کو کچھ نہ ہو۔ خود میں حد تک مانع نماز ہے۔ اس کی قسمیں اس خط سے کر دی (یعنی خود اس کا شراب مسلوغ نہیں جب تک خضر خاتون کو کھادی ہو)۔ سمجھو یہ نہ کہے کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں نماز پڑھ رہا ہے۔

یہاں تک کہ نماز کی ممانعت:

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کے اندر اگر کوئی اور چھلے گئے تو سہ جائے تاکہ نیند جاتی رہے کیونکہ اوجھنے میں نماز پڑھتا رہے گا تو نہیں ہے کہ استغفار کرتا چاہتا ہو اور اپنے کو گناہوں سے بچے۔ گنہ و داؤد اور داؤد و زلیٰ دین ماجہ۔

حاصل کے مسائل:

مسئلہ: چاروں اماموں کا اور عام مجہد اہل اسلام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ محض جماع سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ مازنہل ہو یا نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد عورت کی چاروں شانوں کے درمیان بیٹھ گیا اور اس کو شفت میں ڈال دیا تو غسل واجب ہو گیا۔ بخاری و مسلم۔

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد چاروں شانوں (اطراف اوپر) کے درمیان بیٹھ گیا اور شراب کا ہونے کے مسئلے میں غسل واجب ہو گیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا کیا اور ہم نے غسل کیا۔

امام حماد اور طبعی سنن نے حضرت علیؑ کی حدیث کی روایت سے لکھا ہے کہ حضرت علیؑ بن کعبؓ نے فرمایا افسانہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

پہ پہنچا اے خروشا بیت۔ اور اسی کے ذہن میں کفار کی خدمت بیان فرمائی تھی جو کہ سورہ مذکورہ سابقہ کی مخالفت کرتے تھے اب اس کے بعد پھر مسلمانوں کو بار بار صلوٰۃ بعض خاص بہتیم کی جاتی ہیں اور ان ہدایت کو باطل کے ساتھ یہ صاحبیت ہے کہ اس سے پہلے کفار اور اہل کتاب کی دو خواہیں کا خاص طور پر اگر حق لکھ لکھ پر ایمان نہ لانا تا دوسرے ہلال اللہ کے لئے خروج نہ کرنا بلکہ لوگوں کے رکھنے کو اور اپنی عزت پر جانے کو بل کہ خروج نہ کرنا اور ظاہر ہے کہ پہلی خرابی کا نفع و فہم کا نقصان اور جمل کا فہم ہے اور دوسری خرابی کی وجہ سے اسے نفس کو راجحی خواہش ہے کہ جس سے معلوم ہو گیا کہ کفر اسی کے لئے سبب ہو رہا ہے۔ اول جمل جس میں حق و باطل کی تفریق نہیں، دوسری خواہش و شہوت جس سے باوجود تفریق و باطل حق کے راجحی عمل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ شہوات سے قوت ملی ضعیف اور قوت صحیحہ قوی ہو جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ ملائکہ سے بعد اور دنیا میں سے قرب ہے۔ جو بہت سی خرابیوں کی وجہ سے اب اس صاحبیت سے حق خالی شان نے مسلمانوں کو کفر کی حالت میں نماز پڑھنے سے مائل فرمایا کہ یہ جمل کی حالت ہے۔ اس کے بعد جنابت میں نماز پڑھنے سے روکا کہ یہ حالت ملائکہ سے بعد اور دنیا میں سے قرب کی حالت ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ جہاں میں ہے وہاں ملائکہ نہیں آتے۔ واللہ اعلم۔

آیت کا مطلب:

اب آیت کا مطلب یہ تھا کہ سب ایمان والوں واجب کہ کفر اور باکی قبول معلوم ہو چکی اور ان کے فرد کی کوئی راجح نہیں ہو جس سے شہوات جنابت کی حالت میں نماز پڑھنے کی خرابی کو بھی خوب سمجھوں کہ ان کا فہم و فہم سے جو کفر و پاک فہم و فہم اس لئے نفس میں نماز کے لئے ایک نہ مانا جائے جیسا کہ ہم کو اس قدر ہوش نہ آجائے کہ جنم سے کوئی کچھ بھی سکھو نہ حالت جنابت میں نماز کے نزدیک مانا جائے تا جیسا کہ اصل نہ کر اور حالت سفر میں اس کا حکم آگے نہ کہ ہے۔ قاعدہ اسی ہم اس وقت تھا کہ اس وقت تک حرام نہ ہو تھا لیکن شکی حالت میں نماز پڑھنے کی ممانعت کر دی گئی تھی۔

شان نزول:

روایات میں متقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی جمعہ شرب میں وقت تک حرام نہ ہوئی تھی اس لئے انہوں نے شراب پی جی۔ مغرب کا وقت آگیا تو یہ اسی حالت میں نماز کو کھڑے ہو گئے۔ امام نے سورہ (قَالَ لَقَدْ اَتَيْنَاكَ بِشَرَابٍ) (۱) (اَلَا اَنْتَ لَا تَصْبِيحُ) (۲) کی جگہ عید

کی اسکی انفرادی کے طور پر شائع کے بعد صرف اس وقت تک رہا کہ اسکی جہاد کے
 قلمی شہر میں اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جہاد کے
 وہی تھی۔ مگر ہم کو اس کے لئے کاغذ دے دو۔ اس روایت کو اس نے خیر اور اس
 میں سے کچھ لے کر دیا۔ دیکھو اس کی شکل سے کہ یہ کچھ بڑا بڑا بھاری ہے۔

پھر سے نوید کیجئے کہ یہ تم میں اس حد تک ہے کہ وہ پانی سے
 ہے۔ تم کے ساتھ جانتے ہو کہ وہی قلمی نہیں کیا پانی کا وہ دوسرا جب پانی
 ہے؟ جب یہاں تک کہ یہ دیکھو کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی
 ان کی کچھ دیکھو کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی

تعمیمیں میں حضرت عمرؓ میں سے تھیں کہ اس روایت سے ایک حد تک اس
 ہے کہ پانی کے لئے اس صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے
 اس لئے کہ اس کاغذ کاغذ ہے۔ پھر جب پانی میں قلمی نہیں کیا پانی کا
 علم یہ کہ اس کے لئے دیکھو کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی

صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھو کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی

تعمیل کے جائزہ کے مسائل

۱۔ جہاد کی ذہنی حالت والے کے لئے مسجد میں گزرا جائز نہیں۔
 مسئلہ: مسجد میں کتاب والے کا طہرہ اس کی طرح اور امام کے اور
 امام شافعی کے نزدیک بھی جائز ہے۔ مگر امام احمد کے نزدیک جائز ہے۔
 تھیں امام احمد کے مسلک کی دلیل یہ حد تک ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ وہ اس کے لئے مسجد کی طرف سے پھیرا۔ میں مسجد
 (اس میں نے فرمایا) کہ اس کا وہ نہیں والے کے لئے جائز فرمایا اس نے
 جہاد والے کے لئے۔ دیکھو اور دیکھو۔ وہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی
 اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی
 حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی

مسئلہ: جہاد والے کے لئے کہ وہ طہرہ ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی
 میں ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی
 کے لئے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی
 نزدیک قلمی کے لئے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی
 قرآنی حالت جہاد کے لئے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاد اور جہاد اس کے لئے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی
 نہ پھر۔ سورہ بقرہ آیت (وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انْدَادٍ)

میں اس کی تعمیل کے لئے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی
 ہے۔ آیت (وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انْدَادٍ)
 لے۔ اور اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی
 طرح درست ہو سکتا ہے؟

شیراز کے قلمی کے لئے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی
 قسم کے مطابق قرآن کو پھر جائز نہیں مگر آیت قرآنی کو اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی

الزال کے لئے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی
 جہاد اور جہاد کا اثر کے لئے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی
 فرق یہ ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی
 القرآن میں۔ اس کے لئے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی
 بڑی دشواری ہو جاتی ہے۔ جہاد کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی
 کے کوئی دشواری یہ نہیں ہوتی۔

نیک حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی
 اس میں اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی
 اللہ کی فی شرح مسئلہ قرآنی اور شافعی نے اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی

وَلَا تَنْتَفِخُوا أَنْ أَنْتُمْ مُرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ

وَلَا تَنْتَفِخُوا أَنْ أَنْتُمْ مُرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ

وَلَا تَنْتَفِخُوا أَنْ أَنْتُمْ مُرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ

وَلَا تَنْتَفِخُوا أَنْ أَنْتُمْ مُرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ

وَلَا تَنْتَفِخُوا أَنْ أَنْتُمْ مُرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ

وَلَا تَنْتَفِخُوا أَنْ أَنْتُمْ مُرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ

وَلَا تَنْتَفِخُوا أَنْ أَنْتُمْ مُرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ

وَلَا تَنْتَفِخُوا أَنْ أَنْتُمْ مُرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ

وَلَا تَنْتَفِخُوا أَنْ أَنْتُمْ مُرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ

وَلَا تَنْتَفِخُوا أَنْ أَنْتُمْ مُرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ

وَلَا تَنْتَفِخُوا أَنْ أَنْتُمْ مُرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ

محدود کی اور اس کی صورت میں
 میں حالت جہاد میں گزرا جائز ہے۔ مگر اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی
 ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی
 مسئلہ کے لئے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی حد تک ہے کہ اس کی

ہر سے پاک ہو جائے تو اس پر نذر جائز ہے مگر اس سے تکمیل آجائے ہے کہ نہ
تکسب آجائے سے نہ تکسب پاک ہو جائے حلیۃ عادت سے نہ ہے۔

حجیم کی اجازت کا نزول:

حضرت علامہ ابن سیرامی جس کی ذات انجس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری شب چاند کیا۔ اپنی جائزگی ساتھ جس کی لہا کا چھو
کا ایک قطار (یعنی اپنا ہاتھ لگ کر تیرا۔) ہر کی تلاش کے لئے لوگ۔ دکانی
سے رک مجھے صبح ہوئی تو لوگوں کے پاس (بھوکے لئے) پانی نہیں تھا۔
اس پر غصہ نے پاک مٹی سے تعمیر کی اجازت نازل فرمائی۔ مسلمان فوراً
انہ کوڑے ہوئے اور زمین پر (حجیم کے لئے) بام تھا۔ مے۔ پھر باغھ
اٹھا۔ وہاں پر کچھ مٹی نہیں تھی۔ پھر پیر اور باقری کے اندر دانی حصہ
سے لے کر بیویوں اور بھائیوں تک مٹا کیا۔ یہ روایت برصغیر ام احمد
ابن جوزی نے نقل کی ہے۔

ایک اور روایت میں آیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر دست
سارک سے ایک ٹھکڑی مٹی اڑا کر اس سے چھڑ مہارک کا سج کیا۔ پھر بھڑوں
بھڑوں سے ایک ٹھکڑی مٹی اڑا کر کھوٹوں سے بھڑوں پر بھڑا لیا۔ وہاں
الکام۔ حاکم نے اس روایت کو گھنگی الہ نادر مابے اور دار غلمی کا بیان ہے کہ
اس کے مقام دانی تھ جس مگر شخص نے یہ روایت نہیں بیان کی۔

حضرت ابن الصبر کا یہ سن کر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
سے ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بیتاب کر رہے تھے میں نے سلام کیا
آپ نے جواب میں دیا۔ بیتاب سے فراغت کے بعد جب کھڑے ہو
تھے تو اس داغی سے ہوا آپ کے پاس سونہرے ایک دیو کو جھار اور دست
مہارک اچھڑا کر پڑھا (یعنی ٹھکڑی مٹی اچھڑا کر) وہاں دھڑوں بانہوں کا سج کیا۔
رواد لسانی والی سنائی۔ نہائی نے اس حدیث کو سن کر کہا ہے۔

مسئلہ: اگر مٹی کو لڑا نہ تو اسے ہونے کا لہو لٹھ ہو جس کا حقیقی ممکن نہ
ہو تو ایسے وقت میں حجیم کر لینا جائز ہے جیسے یہی کہ نہ تو اس کا لہو لٹھ
ابتداء ہو یا نہ کے طور پر۔ اور جیسے وہی کے طور پر دوسرے لوگوں کے لئے
بننا وہی نماز ہے جو جانے کا لہو لٹھ (دھڑوں صوفیوں میں حجیم کے نماز
میں شریک ہو جانا جائز ہے) (یعنی لہو لٹھ کا وقت یا نماز حدیث سے ہوجانے
کا لہو لٹھ ہونے کی صورت میں حجیم جائز نہیں) کیونکہ وقت نکلنے کے بعد
نماز صلا ممکن ہے اور جو ہونے کے بعد نہیں کی نماز داغی جا سکتی ہے۔

نام اہم حدیث کا سند دالی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام
کا جواب دینے کے لئے بھی حجیم کیا تھا۔ یہ حدیث اوپر مذکور ہے۔ (حلائیہ)

شرع کو چھوٹا:

امام حنفیہ نے استدلال میں حضرت طلق بن علی کی حدیث نقل کی
ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آخری شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے تو کیا وضو کرے۔ فرمایا وہ تیرے بدن
کی ایک کھجور ہے (اسکے چھونے سے وضو کی ضرورت نہیں) اس کا یہ حدیث
اسی سبب سن کر امام احمد نے نقل کی ہے اور عمرو بن طلق اور ابن
المدینی اور ابن حبان اور طبرانی اور ابن حزم نے اس کو صحیح کہا ہے لیکن امام
شافعی اور ابو زور۔ یساقم وارقطبی اور بیہقی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔

شان نزول:

ابن ابی حاتم نے کہا کہ اپنی نقل کی ہے کہ ایک شخص مٹی یا چھڑے نہ وضو
کر وضو کرنے کی طاقت تھی نہ مٹی غلام تھا کہ پانی لے کر وضو کر دے۔
(نہ کا کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کیا گیا یا اس پر غصہ نہایت
روایت (کنز العمال) اسے نازل فرمائی۔ ابن جریر نے اسے حجیم کی بیان نقل کیا
ہے کہ کسی شخص نے حجیم کے لئے اسے پیش ہوئے اور وہی اور اس میں جنابت
میں بھی جنو ہو گئے۔ لوگوں نے یہ حکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں پیش کی۔ اس پر آیات (روایت کنز العمال) انکی افرحہ زور ہو گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیتیں:

بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو امامی کی روایت سے نقل کیا ہے کہ
مجھے چار چیزوں کی وجہ سے فضیلت عطا کی گئی ہے۔ تمام زمین کو میرے
اور میری امت کے لئے مسجد اور طہر بنا دیا گیا۔ وہ میری امت کا جو شخص
نماز پڑھتا ہے اور کوئی جادو نہ کرے تو وہ زمین کو اپنے سے جو نماز
اور طہر پائے گا۔ اس حدیث میں تمام انسانوں کے لئے بخشہ کا ہونا
اور دوسرے کی راہ سے دشمن پر رعب پڑا اور مال نبوت کے طلال کے
جانے کا ذکر ہے۔ حضرت عمرو بن شیبہ کی روایت میں ہے جہاں بھی
مجھے نہ بچنے کی شیں حجیم کر لوں گا۔

مجموع میں حضرت جابر نے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کی انکس عطا کی
نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پانچ چیزوں میں سے ایک بات یہ
کہی اور اشارہ فرمایا کہ میں کو میرے لئے مسجد اور طہر بنا دیا گیا ہے۔

نہ زمین کو پاک کرنا:

امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اگر زمین غص ہو جائے تو میرے حجیم ہو جائے گی

کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کی خدمت میں پہنچا دیا۔ ماحولی پر
 دلائل آئی کہ کرمز پانی سے نماز کا فرض پاؤں گا یا نہ پڑھوں گا۔
 میں نے پہلے سے ایک انصاری کو کہا کہ آپ انہی کی غسل قدم لیتے، جو تپو
 دو چھانے رہے اور میں نے آگ ملے کہ پانی گرم کر کے غسل کیے، پھر دو
 ہوا کہ نہ دھو میں کچھ کیا یا نہ یہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، علی علیہ
 بات سے انہی کی چوٹی کی بجائی ہوئی ہے، میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم انہما سے نہیں بدلتا ان انصاری صاحب چار رہے تھے آپ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہیں ان میں سارا واقعہ ہر سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے آیت (لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْكَافِرِ) سے (یعنی) (تک نہ لیں
 کفر کی یہ روایت، اس کی حد سے بھی مروی ہے۔) یہ خبر لی کہ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اٰوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنْ

اَلْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُبَيِّعُوْنَ

اَن تَضِلُّوا الصَّيِّئُ ۗ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

تم بھی ایک جلا روا سے اور اللہ خوب جانتا ہے

ہا عَدَّ اَيْكُمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۚ

تمہارے دشمنوں کو اور اللہ جانتی ہے حوالی ۱۱۔ نہ

ہا لِّلّٰہِ نَصِيْرًا ۝

کافی ہے دعا۔

یہودیوں کی بعض بد اعمالیاں:

ان آیات میں یہود بعض عیسائیوں اور کفار و منافقین کے انکار سے
 کی عداوت اور کفر پر انہوں نے ان کو اور نیز دوسروں کو مٹانے کے ارادے سے
 طبع و قریب۔ چنانچہ (اِنَّ لِّلّٰہِ الْاَوَّلِیْنَ) میں کائنات کا قیام (یعنی)
 (وَالَّذِیْنَ مَنَّوْا عَلَیْکُمْ بِالْحَقِّ) تک یہود کے توہین کا ذکر ہو چکے
 ہیں۔ لیکن ایک خاص مناسبت سے انکار، آیات میں انکار سے کلامت
 فرما کر یہودیوں کے کفر کا بیان ہے۔ یہودی تو یہ۔ جو کہ حیران کنی عطا

لوگوں کی دعوت کی۔ ہم سب نے خوب یاد کیا، پھر شرا میں ہیں اور حضور
 کے پھر انہی میں کفر جتانے کے۔ ایک شخص نے ان کو اسے جڑ سے
 ہڈی افکار و معتات معاد کواری جس سے ان کے پر علم یا اور اس کا نکالنا
 ہتی ہو گیا۔ اسی وقت شراپ کا سامنے سے انہیں بھیجا گیا تھا۔ لیکن یہ
 انہوں نے نہ بدعت کے سبب شریف میں گلی پڑی اور ماری ہے۔
 حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت:

خداوند کی حد سے بھی یہ بات سائنہ خود چارٹ ہوئی ہے کہ
 انہوں نے کفران کے اور ان سے سکھیں تھے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اپنے انہی میں انہوں میں فرمایا تھا کہ مسجد میں میں جن لوگوں کے
 اور ان پڑھتے ہیں کہ وہ کہ وہ صرف ابو بکر کا اور انہوں نے۔

خداوند کی حد سے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم اپنے کسی شرا
 میں تھے۔ یہ بات انہوں میں میں انہوں نے کفران کے پڑھتے ہیں
 جو کہ انہوں نے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قائلہ لکھتے رہے وہ نہ
 تار ہے وہ پانی نہ وہاں اس میدان میں نہیں پانی تھا۔ تو کہ یہ والد
 حضرت ابو بکر صدیق کے پاس میری شکایتیں کر رہے تھے کہ وہ ہم ان کی
 ہم سے بھی نصیرت میں پڑ گئے۔ چنانچہ یہ والد صاحب میرے پاس
 آئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری زبان پر اپنا سہارا
 رکھا کہ وہ تھے۔ یہ ہی مجھے کہنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور
 انہوں کو کہہ باب نہ تو ان کے پاس پانی ہے نہ میں اور انہوں پانی نظر
 آتا ہے۔ انہوں نے خوب ڈانٹا پھانڈا وہ چاہے یا کیا کیا اور میرے
 پہنچا میں اپنے ہاتھ سے تھکے کہ بھی مارتے۔ یہ خبر لی کہ

انہی پر ان کی روایت میں ہے کہ ان سے پہلے تو حضرت ابو بکر صدیق
 حضرت عائشہ پر سخت فخر ہو کر گئے تھے، لیکن ان کی رخصت کے حکم کو ان
 کوئی خوشی و فی صاحب ابی اسحاق کہہ پاس آئے اور انہوں نے کہہ دی مبارک
 یہ مسلمانوں کو ان کی رخصت کی۔ پھر مسلمانوں نے ایک صوبہ سے
 یہ سارے دور میں شراپ سے کئیوں اور انہوں تک چاہے۔

حضرت اسحاق کا واقعہ:

انہی پر ان میں۔ اہمیت ہے حضرت اسحاق کی شریعت کے لئے ہیں۔
 میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتنی و جلاہ، انہما میں یہ حضور صلی اللہ علیہ
 ہم سوار تھے۔ چاروں عام و صحابہ اہل بیت کا وقت تھا، اس وقت پڑھتی تھی اور میں
 انہی پر گیا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کار و کردار انہوں نے انہی

قتال کے لیے تہیّہ کر کے روانہ کیا، اور ان کو یہ امر یاد دلایا کہ جو مسلمانوں کو قتل کرے گا، وہ اس کی موت کا بدلہ دے گا۔

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

مسلمانوں سے خطاب:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ
مِنْ مَوَاضِعِهِ

لَا يَكُنْ

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

یہ وہی حدیث ہے جس میں فرمایا:

وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمِعْ

نَا نَزِمْنَاهُ وَرَبَّنَا إِنَّا أَلْفَيْنَا

وَكَلَّمْنَا فِي الدِّينِ

وَكَلَّمْنَا فِي الدِّينِ

وَكَلَّمْنَا فِي الدِّينِ

وَكَلَّمْنَا فِي الدِّينِ

وَكَلَّمْنَا فِي الدِّينِ

وَكَلَّمْنَا فِي الدِّينِ

وَكَلَّمْنَا فِي الدِّينِ

وَكَلَّمْنَا فِي الدِّينِ

وَكَلَّمْنَا فِي الدِّينِ

جلد اٹھنا کہتے اور بچائے اسمع غیر اسمع کے صرف اسمع کہتے اور اٹھنا کے عوض انظر مانا کہتے تو ان کے حق میں ابتر ہوتا اور یہ بات درست اور سیدھی ہوتی اور اس بیہودگی اور شرارت کی تجلیاں نہ ہوتی جو کلماتِ ساجد سے بیہودہ سے معنی اپنے دل میں مراد لیا کرتے تھے، لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے کفر کے باعث اپنی رحمت اور ہدایت سے دور کر دیا۔ اس لئے وہ ملحد اور سیدھی باتوں کو نہیں سمجھتے اور ایمان نہیں لاتے مگر حق تعالیٰ سے آگاہی کہ وہ ان کتابوں اور شہادتوں سے تائب رہے اور ان جہ سے اللہ کی لعنت سے محفوظ رہے، جیسے حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی۔ و تحمید للہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آؤُوا الْكِتَابَ إِنَّا نَأْمُرُكُمْ أَنْ تَقُومُوا

اسے کتاب والو ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے نازل کیا

مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلُ أَنْ تَقُومُوا

تصدیق کرتے ہیں کتاب کی جو تمہارے ہاں ہے پہلے اس کے کہ وہ ان میں

وَجُوهًا فَذَرُوهَا عَلَىٰ أَذْيَارِهَا وَلَا تَلْعَنُوهَا

ہرست سے چروں کو ہمارا الٹ دیں یا تو بیہودگی کی طرف یا لعنت کریں

كَمَا لَعَنَّا أَصْعَبَ السَّبْتِ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ

ان پر جیسے ہم نے لعنت کی ہفتہ کے دن والوں پر اور اللہ کا حکم تو وہ

مَفْعُولًا

کمری رہتا ہے

بیہودہ سے خطاب:

آیات ساجد میں بیہودگی کی علامات اور مختلف قباہ کا ذکر فرما کر اب ان کو بطور خطاب ایمان اور تصدیق قرآن کا حکم کیا جاتا ہے اور اس کی مخالفت سے ڈرایا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب ایمان لاؤ قرآن پر جس کے دیکھ مصدق اور موافق ہیں تو قرابت کے ایمان لاؤ اس سے پہلے کہ مٹاؤ انہیں ہم تمہارے چہروں کے شکایات یعنی آنکھ، ناک وغیرہ۔ مطلب یہ کہ تمہاری سورتیں بول دی جائیں، ہمارا الٹ دیں تمہارے چہروں کو جیڑے لپٹیں یعنی چہروں کو محسوس اور ہمارے کر کے چپچپ کی طرف اور گدہ کی کو آگے کی طرف گرا دیں یا ہاتھ کے دن والوں کی طرح تم کو مسخ کر کے جانور بنادیں۔

میں کہتے ہم نے سن لیا۔ مطلب یہ ہوا کہ قبول کر لیا، لیکن آہستہ سے کہتے تھے کہ مانا یعنی ہم نے فقط کان سے سنا لیکن مانا۔ و تحمید للہ

یعنی اور جب بیہودہ حضرت سے خطاب کرتے ہیں تو کہتے ہیں سن نہ سنا یا مانا تو۔ یعنی ایسے کام ہوتے ہیں جس کے کو معنی ہوں ایک معنی کا تمہارے دماغ تکلیف اور دوسرے معنی کی رو سے دہرایا اور تحقیق ہو سکے۔ چنانچہ یہ کام بظاہر دماغ سے خیر ہے۔ مطلب یہ کہ تو ہمیشہ غائب اور محسوس رہے تو کھٹو ہوئی اور غائب بات نہ سنا سکا اور دل میں تہیت نہ کئے کہ تو سچا اور جانچو۔ و تحمید للہ

یعنی حضرت کی خدمت میں آتے تو یہ بیہودہ مانا کہتے۔ اس کے بھی وہ معنی ہیں ایک اچھے ایک برے۔ جن کا بیان سورہ بقرہ میں گزر چکا۔ اچھے معنی تو یہ کہ عبادی رعایت کرو اور شفقت کی خاطر کرو کہ تمہارا مطلب کچھ نہیں اور جو بچھنا ہو پچھ سکیں اور برے معنی یہ کہ بیہودگی زبان میں یہ کچھ تحقیق کا ہے یا زبان کو دبا کر مانا کہتے۔ یعنی تو ادا رہا ہے وہاں ہے اور یہ ان کی محض شرارت تھی کیونکہ وہ خوب جانتے تھے کہ حضرت موافق اور دیگر جہتوں میں نے بھی کھریاں چرائی ہیں۔ و تحمید للہ

یعنی بیہودہ ان کلمات کو اپنے کام میں رالما کر ایسے اعمال سے کہتے کہ سننے والے اچھے ہی معنوں پر عمل کرتے اور برے معنوں کی طرف دھیان بھی نہ جاتا اور دل میں برے معنی مراد لینے اور مجاہدین میں یہ عیب لگاتے کہا کہ یہ شخص نبی ہوتا تو ہمارا فریب ضرور معلوم کر لیتا۔ سوائدہ تعالیٰ نے ان کے فریب کو خوب کھل دیا۔ و تحمید للہ

وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَالسَّمْعُ

اور اگر وہ کہتے ہم نے سنا اور مانا اور سن

وَأَنظَرْنَا لَكُنَّا خِيَارًا أَنَّهُمْ وَأَقَوْمٌ وَلَكِنْ

اور ہم پر فکر نہ تو ابتر ہوتا ان کے حق میں اور درست لیکن

لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ

لعنت کی ان پر اللہ نے ان کے کفر کے سبب سو وہ ایمان نہیں

إِلَّا قَلِيلًا

لاتے عجز بہت کم

بیہودگی پر تبصرہ:

حق تعالیٰ بیہودہ کے جس قول مذموم بیان فرما کر اب بیہودہ عصبانی

اس کتاب میں کا قصہ سارے اعراف میں مذکور ہے۔ جو قصے ماضی و

حضرت عبداللہ بن سلام:

روایت میں آیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے جب یہ آیت سنی تو
گمہ جات سے پہلے ہی خدمتِ نبویؐ میں حاضر ہو گئے اور اہل بیت
سے کہیں چہرہ اکر نہ ہو چہرہ ہوا باہر رکھے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے
امید تھی کہ (مجھے سالم) گمشدگی کی خوف مند پلٹ جانے سے پہلے میں
یہاں تک پہنچ سکوں گا۔ یہ کہہ کر مسلمان ہو گئے۔ خیر نصیر بنی

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ

یہ کہہ کر انہیں چلتا ہوا کہ جو اس کا شریک کرے اور ملوث ہے

مَدُونُ دَاوُدَ لِيَسَايَا

المادة رقم ١٠

۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵

پانکھو فقہی افتاری اشہا عظیمیاد

نہد کا لڑنے سے ۱۲ طوفانیں نکدھا

مشترک: عین شریک، سمجھی نہیں جاتا، بلکہ اس کی سزا دہائی ہے، مطلب

شہر سے چلے جڑ گئے، یہاں صغیر، ہرل، یحیٰی، علی، مغفرت ہیں، انہ

تعالیٰ جس کی مغفرت چاہتے ہیں، ان کے لیے بھی کبیرہ گناہ بخش دیتا ہے، اگرچہ

مغربیوں نے کرپا بلڈ خراب دیکھے: شکارہ کی طرف ہے گ بسور چونکہ کھر

اور شرک میں مبتلا ہیں! مغفرت اور توبہ کے لمحے - م غیبہ ہمارا ہے

حیئت کی خریداری:

عمرانی اور بین الاقوامی حلقوں نے حضرت ابراہیمؑ کی روایت سے

لکھا ہے کہ ایک شخص نے خدمتِ نمرانی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا

ایک شخص ہے جو ان کتاب کی تعلیمات سے باز نہیں آتا۔ لہذا یہ اس کا دین کا

ہے اس کے لئے کیا کام؟ دیکھتا ہے کہ وہ تھک چکا ہے، مگر کیا وہ اس کے

وہاں سے آکر اس کے پاس آئے۔ اس نے ان کو دیکھا تو بولا:

دوا اہل و عیال کے لئے بہتر و نفع و تسکین ہے۔ انہیں فراموش نہ رہے۔ اگر وہ

بیچنے سے بھی انکار کر دیا تو معلوم ہوا کہ اس کو اپنا دین دنیا سے

سودا کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ فی سواط میں تو مسمیٰ ہے کہ اس کو از غریب میں پالیا۔ اس کی حیثیت قائل ہو گئی۔

شرک کی صورتیں:

﴿وَلَا تَكُن مِّنَ الْكَافِرِينَ﴾ (نہ بنو کافر) اللہ تعالیٰ شرک کو مباح نہیں کرتے۔ اگر شرکاء شرک میں طرح طرح کے کسی دوسرے کو واجب الوجود (یعنی لازماً بنی اللہ تعالیٰ ماننا چاہئے) یا مجبور قرار دیا جائے، تو یہی شرک کی ہر قسم مغفرت سے اس شرط پر ہے کہ ہر قسم کے شرکاء شرک پر چاہیں، یا نہ چاہیں، اگر شرک سے توبہ کر لی ہو اور ایمان لے لیا گیا ہو، گزشتہ شرک و عصیت کو بخش دیا جائے گا۔ ورنہ ملنا، بکھا ہے۔

گناہ سے توبہ کرنے والا ہے گناہ کی طرف توجہ دے گا جس سے توبہ کی

گناہ و جرائم کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

فَرِحُوا بِأَن تَكُونَ الْإِسْلَامُ فَكَيْفَ يُحْضَرُونَ أَذًى

کاروں سے تہجد کے اُردو نغمے ہزار چاہیں گے تو لڑتے لڑتے لکھنا

۱۰۰

۱۰) یہودیوں کا مذہب (۱۰۰۰ سال پہلے) یہودیوں کے مذہب کے نام

یہاں سے چلے گئے۔ ان کے ساتھ ساتھ ایک اور شخص بھی تھا جس کا نام تھا "میرزا محمد"۔

مطلوبہ: ہذا میں درجہ ذیل صورتوں میں سزاؤں کا فیصلہ کیا جائے گا:

ہو: یہ کہ عوام کا قیام و اس کے اخراجات سے جو اچانک ہو رہے ہوں

کون گنہگار نہیں ہو گیا تھا

وہم کہیں ہرگز کا قصہ

غیر فطری فعل کے مرکب:

اور کہتے تھے کہ اگر کوئی کلمہ اور بلا طاعت میں کوئی کلمہ کہے گی۔ عامہ ہندو اور اہل دھرم مل جائے تو آپ نہ مانگے۔ اس پر اہل بیت: اہل بیت کی یہودیوں کی سرپا یہ بنی:

مطلب یہ کہ یہ ہے کہ کیا یہ کہہ چکے ہوں کہ یہ صلیب میں بھی ہو کر تھیں۔ اگر یہ عام ہو جائیں تو توہین کامل ہو جائے گی۔ یہی یعنی یہ شے ہیں کہ وہ اہل بیت میں لکھتے تھے کہ ان میں شہید ہیں جو تھیں:

أَمْ يُحْسَدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ

یا حسد کرتے ہیں لوگوں کا اس پر جو دیا ہے ان کو

اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ

اللہ نے اپنے فضل سے ہم نے توہی آل ابراہیم کے خاندان

الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ نُكُلًا عَظِيمًا

میں کتاب اور علم اور ان کو حق سے ہم نے بڑی مسکن

یہودیوں کا حسد:

یعنی کیا یہود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب پر اللہ کے فضل اور ان کو دیکھ کر حسد میں مرنے جاتے ہیں جو یہودی یا کسی میں کی ہے جو ان کے لئے کہہ دے کہ ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو کفر کرنے سے ہمیں کتاب اور علم اور مسکن نصیب کیا ہے۔ یہ بھی یہودی آپ کی موت اور موت پر ہونے حسد دیتا رہے ہیں۔ اب بھی ان کو ان کی حق سے کفر میں ہے۔ وہ کفر چلا:

حسد کی علت:

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
بُغْتُهُ وَالْعَصْدُ فَإِنَّ الْعَصْدَ يَأْكُلُ الْبُغْتَ أَنْ كَمَا
يَأْكُلُ الْفَاعِلُ الْمُعْطَبُ۔ اور ان کو ہلاک کر دیتا ہے کہ
"تم حسد سے بچو" اس لئے کہ حسد نکلیں وہ اس طرح کہ جاتا ہے
جس طرح آگ کوئی آگ جاتی ہے۔

"حضرت جبرائیلؑ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لَا تَبْغُوا عَصْرًا وَلَا تَبْغُوا عَصْرًا وَلَا تَبْغُوا عَصْرًا وَلَا تَبْغُوا عَصْرًا
لَا تَبْغُوا عَصْرًا وَلَا تَبْغُوا عَصْرًا وَلَا تَبْغُوا عَصْرًا وَلَا تَبْغُوا عَصْرًا

"تم ان میں سے کسی اور حسد نہ کرو۔ ان میں سے ایک اور۔ سے پشت
میں۔ ان کے لئے کہ یہ ستارہ جہان میں جاتا اور جہان میں کسی مسکن کے

ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَلْفُونٌ مَنْ
عَمِلَ عَمَلًا لَمْ يَلُوحِظْ (روایت میں احمد و مشکوٰۃ)

"یعنی جو آدمی لوہا کی قوم کے جیسا عمل کرے وہ مفلح ہے۔ (یعنی
مرد سے بد فعل کرنے سے)۔ اگر دیکھنا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ساری (چراغ) پر
لکھتے ہیں کہ وہ اہل بیت کی حقیر بنی کی بدی تک۔ جو اگر نہیں
کرتا جس کی پاداش میں اس کا جہنم جاتا ہے مگر یہ حدیث عام
سوئی میں دین کرتے والے۔

ایک اور حدیث میں روایت ہے: لَعَنَ اللَّهُ أَكْلَ الزُّبُونِ مَوْجِبَةً
رَالْوَبْطَةِ وَالْفُسْخَةِ وَالْفُضُوزِ۔ اور وہ ان کی ہر قسم کی
اللہ کی سخت سے سو کھانے والے اور کھانے والے پر اور ان
مردوں پر جو اپنے جسم کو کھانے والی (یعنی سوتلی) سے کہ سے جسم
میں سوراخ کرنے سے مراد: حق میں کہ اگر عدالت ہو گا کہ ان کے والی
ہیں اور یہ حق ہے جسے پہلے والوں پر امت کی ہے۔

"حضرت ابن عباسؓ سے سنا ہے کہ ہوائے ایک کونین چار
اولیٰ تو اس نے ہمارے سخت کی اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
ان پر سخت نہ کرو۔ اس لئے کہ وہ اللہ کی جانب سے مامور ہے۔ اور (پہ)
رکھتے کہ وہ کونین کی چیز پر سخت کرے جس کی وہ حق نہیں ہے تو یہ
لغت کی۔ کہ کہنے والی ہی ہو تو حق ہے۔ اور، ترمذی و
مردوں کی شبابت:

"حضرت عائشہؓ نے کسی نے عرض کیا کہ ایک عورت (مردان) جو عین
ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حد پر لغت
کی ہے جو ان کے جوہر میں عین ہے کہ ان سے نہ تہہ نہ تہہ۔

أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمَالِ إِذَا آتَا

کیا ان کا کچھ حصہ ہے۔ سلطنت میں میر تو جیت

يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا

یہی لے لوگوں کو ایک کس پر

شان نزول:

یہاں یہ نزول میں جاتے تھے کہ پیغمبر کی اور جن کی مراد انسانی میرٹ
ہے اور میرٹ کی جہاں سے کہ ان کے پیغمبر کی صاحب سے جدا کر کے تھے

اور ان کی مدد سے ہمارے
فقہاء و مجتہدین:

ان کی مدد سے ہمارے
فقہاء و مجتہدین:

اور ان کی مدد سے ہمارے
فقہاء و مجتہدین:

ان کی مدد سے ہمارے
فقہاء و مجتہدین:

(وَلَا تَقْرَأُ الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُفَصِّلَ لَكَ آيَاتِهِ بِحَقِّ مَقَالَةٍ)

اور ان کی مدد سے ہمارے
فقہاء و مجتہدین:

ان کی مدد سے ہمارے
فقہاء و مجتہدین:

ان کی مدد سے ہمارے
فقہاء و مجتہدین:

ان کی مدد سے ہمارے
فقہاء و مجتہدین:

ان کی مدد سے ہمارے
فقہاء و مجتہدین:

ان کی مدد سے ہمارے
فقہاء و مجتہدین:

ان کی مدد سے ہمارے
فقہاء و مجتہدین:

ان کی مدد سے ہمارے
فقہاء و مجتہدین:

ان کی مدد سے ہمارے
فقہاء و مجتہدین:

ان کی مدد سے ہمارے
فقہاء و مجتہدین:

۱۔ اے اللہ! ان کے لئے عذاب عظیم ہو۔

حضرت سرور عالمؑ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عذاب عظیم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عذاب عظیم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عذاب عظیم ہو۔

پس ان کے لئے عذاب عظیم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عذاب عظیم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عذاب عظیم ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عذاب عظیم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عذاب عظیم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عذاب عظیم ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عذاب عظیم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عذاب عظیم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عذاب عظیم ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عذاب عظیم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عذاب عظیم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عذاب عظیم ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عذاب عظیم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عذاب عظیم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عذاب عظیم ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عذاب عظیم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عذاب عظیم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عذاب عظیم ہو۔

جس اور قاتل کر کے یا بلیا کر کے یا اسے دشمن میں غرق کر دیا ہو
تیار کرتے ہیں۔ یہ یہ غلط فہمی ہے۔

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف رجوع:

یعنی اگر آپ قریش اور اطراف میں باہم اختلاف ہو جائے گا تو آپ کا یہ
حکم اللہ اور رسول کے حکم کے موافق ہے۔ پھر اختلاف کو اس کتاب اللہ اور سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنے سے کرنا ہے۔ وہ ہم کی
انحیثت اللہ اور رسول کے حکم کے موافق ہے یا مخالف ہو جو بات حق ہو
جائے گی گو یا اختلاف اسم اور معمول پر پختا ہے۔ سنت اور اختلاف کو وہ کر رہا
چاہئے۔ مگر کو اللہ اور رسالت کے دن پر ایمان ہے۔ کچھ کہیں کو اللہ اور
رسالت پر ایمان ہوگا۔ اختلاف کی صورت میں اللہ اور رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کے حکم کی طرف رجوع کرے گا اور ان کے حکم کی اطاعت۔ اس سے
بے نیاز نہ ہوگا۔ جس سے معلوم ہو گیا ہے جو اللہ اور رسول کے حکم سے جو کچھ
اور مسلمان سنا۔ اس کے لئے اگر وہ احسان انجی میں پھرنے والی ہے یا جانو
شرع کی طرف رجوع کرنا۔ اس سے یہاں شرع کی کچھ کچھ کچھ
شرع کے کام نہیں کرنا ہے۔ بلکہ اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔

(قرآن مجید) میں تو اس مسئلہ کا بھی خلاف یعنی اللہ کی کتاب کی طرف
رجوع۔ (وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ غَيْرُ مُسْرِفِينَ) اور اللہ کی طرف رجوع کرنا۔ اس سے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اور احکام کے خلاف کی صورت میں رجوع کرنا۔
اس سے اس میں بھی کہ اس سے قرآن میں ہے نہ ایمان۔ رسول صلی
اللہ علیہ وسلم کی تو ان میں ایمان اور قرآن کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔
تو کہ اگر اس اور قرآن (خود) میں اختلاف ہو جائے گا تو اس کتاب اللہ
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنا۔ اس سے رجوع کرنا
اور قرآن کی اطاعت۔ اس سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو رجوع کرنا۔
طاعت باجماع

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
(اس کا حکم) سنو اور اس کو ایمان مسلمان بھی یہ وجہ ہے جو پہلے ہو یا
پہلے یا بعد میں۔ اللہ کی راہ میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
یہ تو نہ سنا۔ اس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں کفر نہ کرنا۔

فرمانِ عالم و آخرت سے کہ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔

اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔

اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔

اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔

اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔

اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔
اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔ اس میں کفر نہ کرنا۔

وَأَن تَتَلَفَعُوا فِي سَبْحٍ وَفَرُودُهُ لَكَ اللَّهُ

وَالرَّسُولِ لِنَ كُنْتُمْ تُوْمِنُونَ بِسْمِ اللَّهِ

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

اور اللہ کے اگر بھیجے۔ کہنے۔ اللہ کے

اور اللہ کے اگر بھیجے۔ کہنے۔ اللہ کے

کے پاس لیٹ کر اپنے چلو لٹکیں اور ان فرشتوں کے مسلمانوں کے وہاں
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلے۔ منافقین کی بات پر ہم
میں اس پر ملے۔ یہ آیت تمہارا یہ آیت ذرا فرمائی۔

﴿وَقَدْ أَهْلَكَ الْقُرْآنُ أَهْلَهُ﴾
خداوند کو ان کی باتوں کی مخالفت اور اظہارِ بیزاری تھیں۔ اُنہیں
(سورۃ النبی ص ۱۰۹) میں بھی فرما دیا کہ وہ منافقین
اور اظہارِ بیزاری ہے۔

اُن ایمان کے یہودیوں، ان جنوں سے بیزاری کا حکم:
اہل ایمان کا حکم یہاں کیا ہے کہ یہودیوں کی، ان جنوں کی اور شیطانوں کی
خلاف تھیں اور اس سے علیحدگی اختیار کریں۔ اللہ کے فرما دیے
﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِشِرْكٍَ﴾
یہ وہ مسلمان اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمایا جس نے انہیں کے پاس
جا کر اس کے ایمان کی تصدیق کی یا بعض کی حالت میں اوست سے ملتی قربت
کی یا محبت سے ملاطفت کی اور اس (قسم) سے الگ ہو کر جو کلمہ (صلی اللہ
علیہ وسلم) پر اُن کی زبان سے رواجاہد و صاحب بعض نہ سنانا ابلیس پر یہود
کا کہن کے پاس جانے کی سزا:

طبرانی نے طیف مسند کے ساتھ حضرت احمد بن حنبلہ سے کہا ہے
کہ جو شخص کہیں نہ جان جا کر اس سے کہہ دے جو چاہے یا جس سے کہہ دے
کی تو بد دل کی بات ہے (یعنی یہ کہہ دے کہ وہ کافر یا جاحد ہے تو بد دل نہیں
اولیٰ اس کے بعد اُن سے کہہ دے کہ ان کی تصدیق کی تو کافر ہو گیا۔

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِشِرْكٍَ﴾
کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ایمان لائے ہیں
﴿يَمَّا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ﴾
کے جو اثر تیری طرف اور نہ انرا تم سے پہلے
﴿يُرِيدُونَ أَنْ يُكْفِّرُوا وَلَيْسَ لَهُمْ كُفْرًا﴾
چاہتے ہیں کہ تمہارے جائز کفر کی طرف
﴿وَقَدْ أَمَرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ﴾
اور حکم یہ تھا کہ ان کو نہ کہہ دے کہ انہیں اور چاہتا ہے

انہیں خدمت اللہ سے اٹھ کر نہ ہر آنے کو منافقین کی ہوتی ہے کہ انہیں
ہو (لیٹ کر) کے پاس چلے۔ انہیں حضرت عز کے پاس
پہنچے۔ یہودی کے فرماں کی اس اور یہ شخص اپنا بھی مقدمے کو کھڑی کر لی
علیہ وسلم کے پاس گئے تھے۔ انہوں نے اس کے خلاف بھیڑ ماری دی۔
لیکن یہ ان کے لیٹھ پر نہ تھی نہ ہوا اور مجھے پٹے کے پاس سے کرا رہے
حضرت فرماتے منافقین سے فرماؤ، کیا ایمان ہے یا منافقین نے کیا کیا کیا
حضرت فرماتے فرمایا، اراغیر میں (اللہ) جا کر رہی ہو، ہر آنے ہوں۔
چند چارے تھیں گئے۔ انہوں سے توری، پھر باہر نکلیں کہ منافقین کو کھان
کو یہ وہ فرمایا نہ شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیٹھ پر
رہی نہ ہو جس میں کو لیٹھ اسی حرم کے کہ ہوں۔ اس پر اسے فرمایا نہ مال
ہوئی۔ (اللہ عز وجل فرماتا ہے: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِشِرْكٍَ﴾)
کیا ہے ان لوگوں میں دیکھا ہوئی تو یہ کہ تیرے کہہ دے کہ انہیں
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا دعویٰ اور جو کہا آپ سے پہلے مال پر سید
پر ایمان رکھتے ہیں ان سے فرما منافقین ہیں۔
(یُرِيدُونَ أَنْ يُكْفِرُوا وَلَيْسَ لَهُمْ كُفْرًا)
اپنا لیٹھ کرانے کے چاہا جاتے ہیں۔

نبوی نے مدنی کے حوالے سے لکھا ہے کہ جو یہودی (دل سے سچے)
مسلمان ہو گئے تھے اور کہہ منافق تھے۔ وہ طبیعت کے زمانہ میں ہی تھے اور
بہت شکوکہ یا کسی شہرت کوئی قرآن میں نہیں لکھی کہ وہ کافر تھے
تعمال میں یا نہ۔ اب اس میں سوچیں چھوڑ دے کہ چاہتے اور نہیں اگر کسی
قریبی کو کفر کی بات تو تمہیں شک ہو جائے کہ صرف یہ خود میں چھوڑ دے خود
بہا میں رہ جاتے۔ نہیں فیصلہ اس کے ہم ہمہ تھے اور انی فرط خورن کے
طیف، نہیں فرط سے ہر جہت میں اچھے تھے اور تمام میں بھی زیادہ تھے۔

اب اسلام آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں رہنے اور رہا
ہوئے تو ایک بار کسی نصیری نے کسی قریشی کو کفر دیا تھا۔ اللہ سے چلے تو ان
نصیری نے کہا، اے مسلمان! وہ خود کافر نہیں کہہ کر یہ تو تم تعالٰیٰ نہیں
لے بیٹھ دیکھو ان میں سے کسی کو چھوڑ دے۔ اور وہ تم کو کفر کرانے کو
دیت ہیں سو وہی چھوڑ دے۔ پٹا ہو گئے۔ لہذا تم ہم سے ملنا ہم سے
چھوڑ دے۔ یہ قیل و قول انہوں نے اپنے ہمراہ قریش کی طرف سے
آجایا تو چاہتے کہ ملے۔ ہم کہہ نہیں دے کہ اللہ زیادہ دیکھی کہ تم پر مالک
تھا کہ تم ہم پر مالک ہوئی ہیں۔ ہمارا نہ یہ کہہ دے کہ تم ہم پر مالک
ہر آنے حاصل نہیں انہوں طرف کے کچھ منافقین کے اور وہ دوسری کام

یہ دعا با اسمِ اَللّٰہِ مجاہدین نے سوانح میں ہے۔

ہفت میں ما، قات فی چند صورتیں:

(۱) آپ سہرت پہ بھیجی ہوئی لڑائی لڑنے جگہ سے اپنے دھرم سے روکیں۔
 نہ جیسا کہ وہ حال ہے، مذہب پر اہانت یا جھوٹے عقائد پر تعقل نہ کر سکیں۔
 ان کے منہ غلیظ دھرم سے غریب اور اعلیٰ مذہب سے محروم ہیں۔
 سہرت کے دل میں نہیں ہے جیسے خلافتِ حق اور ان کی جگہ تھی۔

(۲) جو ٹھیکو صحت یابی کو روک دے جس سے طاقت کے لئے لڑنے کو پڑے، ہمیں کہیں نہ کہیں ایک وسیع فکری بنیاد پر مبنی عقلی و شعری و علمی و فنی تعلیم پر جو روش اپنا دے۔ اس لئے اس بات سے بچنا چاہئے کہ صرف افسانہ نگاری کے ذریعہ اس سے مواخذہ نہ کر دے۔

اسی طرح میں نے کہیں سے کہیں سے رجات والوں کو، ٹوٹے کے لئے اسی
دوست میں جہان آباد جہان آباد رات کی بنا پر حوالہ کریم صلی اللہ
علیہ السلام سے موت سے خوف کو اٹھاتے ہیں اپنے ساتھ، جتنی بڑا ہے، اسی
قرب کی شرط۔

[illegible]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت
میں کسی رعب و ہول سے محفوظ رہیں

طریقہ ہے، مگر جو میں حضرت عبداللہ سے سیکھی ہے، اسے تم کو بھی بتا دیتا ہوں۔

نہیں کہ آپ سبھی علماءِ اہل علم، یہ نہایت ہی دردِ قلبی اور ملوث آپ کے لئے
 ہیں تو کیا اس بھی کہتے ہیں کہ آپ سبھی علماءِ اہل علم، ان کے لئے ہیں؟

۴ خطبہ یحییٰ بن علیؑ کا دوسرا خطبہ، جس میں حضرت علیؑ کا نام بھی موجود ہے۔
 مصروفیت کے باعث ان کا قصہ ہے اس وقت کی قوم کے بہت سے مسائل کی جاننا
 ہے۔ اہل بیتؑ کا ذکر ہے، ان کے کئی حوالے ہیں، ان میں سے ایک ہے کہ اگرچہ
 حضرت علیؑ کا ذکر ہے، لیکن اس میں کئی جگہوں پر حضرت علیؑ کا ذکر ہے، جو
 حضرت علیؑ کی شخصیت اور ان کی زندگی کے بارے میں بتاتا ہے۔ اس خطبہ میں
 حضرت علیؑ کی شخصیت اور ان کی زندگی کے بارے میں بتاتا ہے۔ اس خطبہ میں
 حضرت علیؑ کی شخصیت اور ان کی زندگی کے بارے میں بتاتا ہے۔ اس خطبہ میں

نعمایا فتنہ لوگوں اور ان کے درجہات

(۱) انبیاء، ان کا یہ انجیل (انجیل) اللہ کی صحت سے ہے۔

تجربہ کاروں کے مطابق، اگرچہ انسانی جسم میں ہڈیوں کی تعداد کم ہے، لیکن ان کی ساخت اور ان کی جگہ پر ان کی اہمیت ہے۔ ان کی جگہ پر ان کی اہمیت ہے۔ ان کی جگہ پر ان کی اہمیت ہے۔

(۲) احمد بن حنبل کا رد و پیروی کیا۔ جس میں وہ اپنے ہم عصر محدثین سے ممتاز تھے۔ ان کے آثار میں جو کچھ تھا، اسے انہوں نے اپنے ہاتھ سے تصحیح کیا۔ ان کے آثار میں جو کچھ تھا، اسے انہوں نے اپنے ہاتھ سے تصحیح کیا۔ ان کے آثار میں جو کچھ تھا، اسے انہوں نے اپنے ہاتھ سے تصحیح کیا۔

(۳) شہداء اعزاء! یہ دعا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں بھیجے اور تمہاری ہر بات کو قبول کرے۔ آمین

[illegible]

جنت میں ایک دوسرے کا دیدار:

تک پہنچا مومن اللہ کے انتخاب سے ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال درست رکھو (مگر) یہ بھی کہجے اور کہ کسی کو ملے گی اس سے نجات نہیں ملے گی۔ سنا ہے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو بھی فرمایا جھٹھے ہوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت و فضل سے احاطہ فرمائے۔ صحیحین۔ جامعہ طبرانی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ فَإِنْفِرُوا

اے ایمان والو! تم لو اپنے اچھا بھر نکلو جلدی

ثَبَاتٍ أَوْ إِنْفِرُوا جَمِيعًا

فوج ہو کر یا سب اکٹھے

جہاد:

یہاں سے جہاد کا ذکر ہے۔ اس سے پہلی آیت میں یہ ذکر تھا کہ جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرے گا اس کو دنیا و آخرت یقین اور شہداء اور صالحین کی رحمت انعام میں ملے گی اور ان کا خداوندی میں حکم جہاد چونکہ شاق اور دشوار ہے، خصوصاً منافقین پر جن کا ذکر اوپر سے آ رہا ہے اس لئے جہاد کا حکم فرمایا کہ بڑی بڑی حضرات دنیا و آخرت یقین و غیر ہم کی رحمت اور رحمت کی امید نہ کرنے لگے۔

شان نزول:

مطلوبی کے شرع اسلام میں بہت سے ضعیف اسلام بھی دھوت اسلامی کو قبول کر چکے تھے پھر جب جہاد فرض ہو گیا تو بعض حضرات یہ کہے اور بعض کفار، ہم یہاں ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے لگے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

مطلب یہ ہے کہ اسے مسلمانوں ان فتنوں کی کیفیت کو سمجھنے سے معلوم ہو چکا ہے کہ یہ وہی مسئلہ ہے کہ تمام طرح سے جہاد اور ایمانی تہذیب اور احادیث کو روکنا اور پھیلنا ہے اور یہ جو سب سے پہلے اسلام سے اور دشمنوں کے مقابلہ اور دفاع کے لئے لگے یہاں تک کہ مشرقی طور پر سب اکٹھے ہو کر جہاد کا جمع ہو۔ جامعہ طبرانی

وَلَا يَنْفِرُ بِنْفَرٍ

اور تم میں ایسا ایسا ہے کہ ایک دوسرے کا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جتنی لوگ اپنے سے بلند درجے والے جنتیوں کو اس کے بالائے انہوں میں اس طرح دیکھیں گے جیسے تم کسی ٹکٹے سے کہ جو مشرق یا مغرب میں ہو دیکھتے ہو ان میں بہت کچھ حاصل ہوگا۔ صحابہ نے کہا یہ سب تو انبیاء و ائمہ کرام کے لئے ہی مخصوص ہوں گی، مگر کوئی اور تو اس تک کچھ پہنچ سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں، اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ان حضرات تک وہ بھی پہنچیں گے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور رسولوں کو سچا پایا اور مانا۔

ذَلِكُمُ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ (یہ جو ہائی اللہ تعالیٰ کی ہے یعنی انعام یافتہ لوگوں کے جیسا اعمال نہ ہونے کے باوجود ان کی رفاقت سب سے زیادہ کی مراد یہ ہے۔)

(وَلَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ) اور اللہ پر راجح رہا نہ اس سے۔

محبت کا مقام:

یعنی اللہ اس رفاقت کے سبب اور انعام یافتہ گروہ کے ساتھ شمول کی وجہ کو خوب جانتا ہے۔ رفاقت کا اصل سبب محبت ہے۔ محبت کے افعال اگرچہ محبوب کے افعال کی طرح نہ ہوں مگر محبوب کی محبت محبوب کے ساتھ رفاقت کا سبب ہے اور محبت ایک ایسا فیض ہے جس کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ یہاں تک کہ افعال لکھنے والے فرماتے بھی رفاقت نہیں ہوتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کو ایک قوم سے محبت ہے مگر اس کے ساتھ اس شخص کا شمول نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں اس قوم کو نہ پہنچے گا۔ فرمایا تو ہی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی۔ احمد۔ بخاری۔ مسلم۔

صحیحین میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث آئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کی گھڑی کب ہوگی۔ فرمایا اسے تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ اس نے عرض کیا میں نے تیاری تو کچھ نہیں کی صرف اللہ اور اللہ کے رسول سے مجھے محبت ہے۔ فرمایا تو ہی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہوگی۔ روای کا بیان ہے، مسلمانوں کو جتنی خوشی یہ الفاظ کسان کو ملیں ان کا خوش اسلام کے بعد میں نے مسلمانوں کو ہوتے نہیں دیکھا۔ صحیح بخاری و مسلم۔

تکلیف: یہ بھی ہو سکتا ہے یہ خاک سے اشارہ انعام یافتہ لوگوں کے مرتبہ کی طرف ہوگا۔ یعنی انعام یافتہ لوگوں کے مرتبہ پر ان کا ہونا جو محبت اللہ کی مراد ہے۔ ان کے لئے ان لوگوں میں دخل نہیں ہے کیونکہ ان سے راجح

فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُقْتَلُ أَوْ يَغْلِبُ فَسَوْفَ

الذکر کی وجہ سے یا اسے یا غلبہ ہوئے تو ہم میں سے

لَوْ تَبَيَّنَ أَجْرًا عَظِيمًا

نہ ہوتا عظیم

مؤمنین کو ترغیب:

یہی اہل بیت کی وجہ سے کہیں وہ اپنے یا غلبہ ہوئے تو ہم میں سے
کئے دینے والے ہیں۔ اگرچہ ان کے ساتھ میں دینے والے ہیں۔
پھر میں اس کو اپنے ساتھ میں دینے والے ہیں۔ ان کے ساتھ میں
کئے دینے والے ہیں۔ اگرچہ ان کے ساتھ میں دینے والے ہیں۔
یہی اہل بیت کی وجہ سے کہیں وہ اپنے یا غلبہ ہوئے تو ہم میں سے

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

اور تم کو کیا ہوتا کہ تم نہ لڑو گے اللہ کی راہ میں

وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

اور ان کے استضعاف میں سے مردوں اور عورتوں

وَالْوُلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا

اور بچے جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم کو

مِنْ عَذَابِ الْقَرْبَةِ الْخَالِيَةِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ

ان کو عذاب کے خالی گھر سے اہل گھر سے اور عذاب

لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنَ

اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور ہم سے عذاب

لَدُنْكَ نَصِيرًا

تو ہمارے پاس سے مددگار

جہاد کی بلالت:

یہی اہل بیت کی وجہ سے کہیں وہ اپنے یا غلبہ ہوئے تو ہم میں سے
بلد اور غلبہ کرنے کی غرض سے۔ اور میرے بھائیوں کے ساتھ میں
کے ساتھ میں سے کہیں وہ اپنے یا غلبہ ہوئے تو ہم میں سے

لِللَّهِ عَلَى كُلِّ لَدُنْكَ مَعَهُمُ شَهِيدٌ

اللہ ہر لمحہ ہر لمحہ کے ساتھ ہے ہر لمحہ کے ساتھ

مومنوں کی تکلیف مسافروں کی خوشی

پکارتے ہوئے ہر لمحہ ہر لمحہ کے ساتھ ہے ہر لمحہ کے ساتھ
ہائے ہر لمحہ کی حالت کو دیکھتے ہیں کہ کیا گزریا ہے ہر لمحہ کے ساتھ
ہائے ہر لمحہ کی حالت کو دیکھتے ہیں کہ کیا گزریا ہے ہر لمحہ کے ساتھ
ہائے ہر لمحہ کی حالت کو دیکھتے ہیں کہ کیا گزریا ہے ہر لمحہ کے ساتھ
ہائے ہر لمحہ کی حالت کو دیکھتے ہیں کہ کیا گزریا ہے ہر لمحہ کے ساتھ
ہائے ہر لمحہ کی حالت کو دیکھتے ہیں کہ کیا گزریا ہے ہر لمحہ کے ساتھ

وَلَيْسَ أَصَابَكُمْ قَضَلٌ مِنَ الْيَهُودِ

اور نہ تم کو پہنچا ہے کسی طرف سے یہودیوں

كَأَن لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ

جیسے کہ تم کو نہ لگے کہ تم میں اور ان میں کچھ

يَلْبَسْتُمْ كُنْتُمْ مَعَهُ فَأَوْرَقُوا عَصِيْبًا

اب دیکھو کہ تم نے ان کے ساتھ تھوڑا سا

مومنوں کی خوشی مسافروں کا حسد

یہی اہل بیت کی وجہ سے کہیں وہ اپنے یا غلبہ ہوئے تو ہم میں سے
بہت سا الجھن تھا کہ ان کی حالت دیکھتے ہیں کہ کیا گزریا ہے ہر لمحہ کے ساتھ
ہائے ہر لمحہ کی حالت کو دیکھتے ہیں کہ کیا گزریا ہے ہر لمحہ کے ساتھ
ہائے ہر لمحہ کی حالت کو دیکھتے ہیں کہ کیا گزریا ہے ہر لمحہ کے ساتھ
ہائے ہر لمحہ کی حالت کو دیکھتے ہیں کہ کیا گزریا ہے ہر لمحہ کے ساتھ
ہائے ہر لمحہ کی حالت کو دیکھتے ہیں کہ کیا گزریا ہے ہر لمحہ کے ساتھ

فَأَيُّ قَاتِلٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَلَا الَّذِينَ يَشْرُونَ

ہر لمحہ ہر لمحہ کے ساتھ ہے ہر لمحہ کے ساتھ

الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ وَمَنْ يُقَاتِلْ

دین کی راہ میں تو اس کی

ان پر ظلم کرتے تھے مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کرتے تھے اور رخصت مانگتے کہ ہم کفار سے متاثر نہ کریں اور ان سے ظلم نہ کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو لڑائی سے روکتے کہ کچھ کو مقابلہ کا حکم نہیں دیا بلکہ میرا اور دروازہ کرنے کا حکم ہے اور فرماتے کہ نماز اور زکوٰۃ کا جو حکم تم کو دیا ہے اس کو بڑھانے کے بعد کیا تم کو چاہئے کہ آدمی اطاعت خداوندی میں اپنے نفس پر جبار کرے گا اور مخالف جبرائی کا حق کرے نہ ہو اور اپنے دل فریق کرنے کا عادی نہ ہو تو اس کو جہاد کا اور اپنی جان کا دیکھنا بہت دشوار ہے اس بات کو مسلمانوں نے قبول کر لیا تھا۔ جو تحریر دینی ہے جہاد فی النفس اور جہاد مع الکفار:

اس آیت میں اس امر پر شبہ ہے کہ اپنے قلب اور نفس کی حالت کو درست کرنے کے لئے نفس سے جہاد کرنا کافروں سے جہاد کرنے سے افضل ہے کیونکہ دل جہاد کا مقدمہ ہے نفس کی اصلاح اور دوسرے جہاد کی فرض ہے کافروں کی اصلاح اور دنیا کو بگاڑنے سے بچانی کی وجہ سے اللہ کا ہے کہ اپنی ذات کو بگاڑے نہ جانا دوسروں کو قربانی سے بچانے پر مقدم ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جہاد کو فرض نہیں اور جہاد کو کفار فرض کھایا تو قرآن میں ہے۔

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ

مِنْهُمْ يَخْشَوْنَ الْإِنْسَانَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ

أَشَدَّ خَشْيَةً وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كُتِبَتْ

عَلَيْنَا الْقِتَالُ لَوْ لَأَخَذْتَنَا إِلَىٰ جَلَدٍ قَرِيبٍ

لَزِلْنَا بِهِم بِرِجَالِهِمْ يَمْشُونَ

اس سے بھی زیادہ ذرا اور کہنے لگا سب دہا سے کیوں فرض کی

عَلَيْنَا الْقِتَالُ لَوْ لَأَخَذْتَنَا إِلَىٰ جَلَدٍ قَرِيبٍ

لَزِلْنَا بِهِم بِرِجَالِهِمْ يَمْشُونَ

اس سے بھی زیادہ ذرا اور کہنے لگا سب دہا سے کیوں فرض کی

عَلَيْنَا الْقِتَالُ لَوْ لَأَخَذْتَنَا إِلَىٰ جَلَدٍ قَرِيبٍ

لَزِلْنَا بِهِم بِرِجَالِهِمْ يَمْشُونَ

بعض کمزوروں کو:

یعنی جہاد کرنے کے بعد جب مسلمانوں کو کافروں سے لڑنے کا حکم دیا تو ان کو خوش ہونا چاہئے تھا کہ ہماری درخواست قبول ہوئی اور مراد ملی کر لے گئے مسلمان کافروں کے مقابلہ سے ایسے ڈرنے لگے جیسا کہ اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے یا اس سے بھی زیادہ اور آزدہ کرنے لگے کہ توہم

میں بہت لوگ تھے حضرت کے ساتھ ہجرت نہ کر سکے اور ان کے اقربا و ماں کو دھانے لگے کہ پھر کافر ہو جائیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فرمایا کہ تم کو وہاں سے کافروں سے لڑنا ضرور ہے تاکہ اللہ کا دین بچے اور مسلمان جو کہ ظلم اور کفر ہیں کفار کہہ کے ظلم سے نجات پائیں۔ جو تحریر دینی ہے

الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ

راہ میں اور جو کافر ہیں سو لڑتے ہیں شیطان کی

فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ

الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا

راہ میں سو لڑو تم شیطان کے حمایتیوں سے شکست

الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا

راہ میں سو لڑو تم شیطان کے حمایتیوں سے شکست

الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا

راہ میں سو لڑو تم شیطان کے حمایتیوں سے شکست

مسلمانوں کی ہمت افزائی:

یعنی جب یہ بات ظاہر ہے کہ مسلمان اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کافر لوگ شیطان کی راہ میں سو پھر تو مسلمانوں کو شیطان کے دوستوں یعنی کافروں کے ساتھ لڑنا باطل ضروری ہوا، اللہ تعالیٰ ان کا مددگار ہے۔ کسی قسم کا تردد نہ پائے اور سمجھو کہ شیطان کا حیلہ اور فریب کمزور ہے مسلمانوں پر نہ مل سکے گا۔ اس سے مقصود مسلمانوں کو جہاد پر ترغیب دینا اور ہمت دینا ہے جس کا ذکر آیات احمدہ میں بالتحریض آتا ہے۔ جو تحریر دینی ہے

مَنْ جَاهَدْنَا فَآؤُا بِنَا وَمَنْ جَاهَدْنَا فَآؤُا بِنَا

اَلَمْ نَكُنْ لَكُمْ وَالِدًا وَكَانَ الْإِنْسَانُ عُتَقًا لِّمَنْ جَاهَدَ

اَلَمْ نَكُنْ لَكُمْ وَالِدًا وَكَانَ الْإِنْسَانُ عُتَقًا لِّمَنْ جَاهَدَ

اَلَمْ نَكُنْ لَكُمْ وَالِدًا وَكَانَ الْإِنْسَانُ عُتَقًا لِّمَنْ جَاهَدَ

اَلَمْ نَكُنْ لَكُمْ وَالِدًا وَكَانَ الْإِنْسَانُ عُتَقًا لِّمَنْ جَاهَدَ

اَلَمْ نَكُنْ لَكُمْ وَالِدًا وَكَانَ الْإِنْسَانُ عُتَقًا لِّمَنْ جَاهَدَ

اَلَمْ نَكُنْ لَكُمْ وَالِدًا وَكَانَ الْإِنْسَانُ عُتَقًا لِّمَنْ جَاهَدَ

اَلَمْ نَكُنْ لَكُمْ وَالِدًا وَكَانَ الْإِنْسَانُ عُتَقًا لِّمَنْ جَاهَدَ

اَلَمْ نَكُنْ لَكُمْ وَالِدًا وَكَانَ الْإِنْسَانُ عُتَقًا لِّمَنْ جَاهَدَ

اَلَمْ نَكُنْ لَكُمْ وَالِدًا وَكَانَ الْإِنْسَانُ عُتَقًا لِّمَنْ جَاهَدَ

اَلَمْ نَكُنْ لَكُمْ وَالِدًا وَكَانَ الْإِنْسَانُ عُتَقًا لِّمَنْ جَاهَدَ

ہے کہ اگر کسی کو کلمہ پڑھا تو وہ اپنے قلوب پر ہمارے حق پر گواہی دے گا۔
 اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ پھر جب اللہ نے ہجرت نامہ اور اس پر
 (مشرکوں) سے جہاد کا فریضہ نازل کیا تو انہوں نے ہمارے پاس کی تکلیف و دشواری کو
 بہت سے باتوں سے بھاری کیا۔ (یٰۤاَکْفَرُ لَیْکُمْ فِیْہِمْ یَحْشُرُوْنَ لَیْسَ لَیْسَ لَکُمْ فِیْہِمْ اَللّٰہُ)
 یہ کہ وہ ان کو اظہار کیا کہ اگر انہوں نے ایک کلمہ پڑھا تو ان کے قلوب پر ہمارے حق
 پر گواہی دے گا۔

آیت کا معنی:

آیت میں کلمہ "لَیْسَ لَکُمْ فِیْہِمْ" کا مطلب ہے کہ اگر کوئی کلمہ پڑھے تو اس کی ہمت
 ٹوٹ جائے اور وہ اپنے قلوب پر گواہی دے گا کہ اس کے ساتھ نہیں ہے کہ اللہ
 سے فرما دیا جائے کہ اللہ سے زیادہ ان سے زیادہ ہے۔ لیکن کلمہ اللہ سے
 زیادہ ہونے سے خوف کرنا کہ اللہ اللہ ہے۔ یہ کلمہ اللہ پر ہمت کی
 بنا پر نہیں ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے نصرت اور نصرت کی جامع ہوتی ہے یا
 اور جو نصرت نہیں ہے۔ یہ کہ انسان کو اللہ کا اللہ کے اللہ سے زیادہ
 تھا۔ یہ وہ نہیں ہے۔ یہ وہ نہیں ہے۔

اَیْنَ مَا کُنْتُمْ اَیْدِیْکُمْ لَکُمُ الْیَوْمَ وَ لَکُمُ
 جہاں میں تم ہو گے موت تم کو آج کا آج ہے۔ تم کو آج ہے۔
 فِیْ یَوْمِکُمْ فِیْ یَوْمِکُمْ
 حضور و ملائکہ میں

موت ہر حال میں آتی ہے:

موت کیسے ہوتا ہے؟ وہ کلمہ اللہ میں ہوتا ہے۔ یہ کلمہ اللہ میں ہوتا ہے۔
 یہ کلمہ اللہ میں ہوتا ہے۔ یہ کلمہ اللہ میں ہوتا ہے۔ یہ کلمہ اللہ میں ہوتا ہے۔
 یہ کلمہ اللہ میں ہوتا ہے۔ یہ کلمہ اللہ میں ہوتا ہے۔ یہ کلمہ اللہ میں ہوتا ہے۔
 یہ کلمہ اللہ میں ہوتا ہے۔ یہ کلمہ اللہ میں ہوتا ہے۔ یہ کلمہ اللہ میں ہوتا ہے۔

وَ اِنْ تُصِیْبْہُمْ حَسَنَةٌ یَّقُولُوْا هٰذِہٖ مِنْ
 اور اگر تم پہنچے لوگوں کو کلمہ اللہ میں ہوتا ہے۔
 عَلٰی اَنْفُسِہُمْ وَ اِنْ تُصِیْبْہُمْ سَیِّئَةٌ یَّقُولُوْا
 یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور اگر تم پہنچے لوگوں کو کلمہ اللہ میں ہوتا ہے۔
 هٰذِہٖ مِنْ رَّبِّیْ
 یہ میری طرف سے ہے۔

فَلْ مَتَّاءُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ وَّ الْاٰخِرَةُ
 کہہ دے کہ اللہ دنیا کا قلم ہے اور آخرت
 خَیْرٌ لِّمَنْ اٰتٰہُ وَلَا تَحْشُرُوْنَ فِتْنٰہَا
 اگر تم پہنچے لوگوں کو کلمہ اللہ میں ہوتا ہے۔

دنیوی مسائل کی وجہ سے جب دوش چھوڑو:

موت چھوڑ دیتا اور اللہ کی رحمت کے باعث ان لوگوں کو
 جہاد بھاری معلوم ہوتا ہے۔ لیکن حالی فرماتا ہے کہ ان سے کہہ دو کہ دنیا
 کے تمام مسائل خیر اور برائی غریب اور غریب سے بہتر ہے ان کے
 لئے اللہ کی رحمت ہے۔ یہ کلمہ اللہ میں ہوتا ہے۔ یہ کلمہ اللہ میں ہوتا ہے۔
 یہ کلمہ اللہ میں ہوتا ہے۔ یہ کلمہ اللہ میں ہوتا ہے۔ یہ کلمہ اللہ میں ہوتا ہے۔
 یہ کلمہ اللہ میں ہوتا ہے۔ یہ کلمہ اللہ میں ہوتا ہے۔ یہ کلمہ اللہ میں ہوتا ہے۔

فرمایا میں آئے والی مصیبت نفع سے خالی نہیں:

منافقوں کی عجیب حالت :

یعنی ان منافقین کا کہ جب حال سنا کر تہہ پر لڑائی کی درستہ آئی اور
حق برائی اور حقیقت کا مل باخود آگیا تو کہتے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے
یعنی اختلاف بات ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہہ کے چکل نہ
ہوئے اور اگر تہہ پر چل جاتی اور بڑبڑت (صدائیں) سننا آجاتا تو وہ دم رکھتے
آتے تھے نہ ہی۔۔۔ وغیرہ جی

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ فَمَالِ هَؤُلَاءِ

کہہ دے کہ سب اللہ کی طرف سے ہے سو کیا حال ہے ان

الْقَوْمِ لَا يَكْادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا

لوگوں کا ہرگز نہیں سمجھتے کہ تمہیں کوئی بات

منافقین کو اجمالی جواب :

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جواب دے دو کہ
بھائی اور بھائی سب اللہ کی طرف سے ہے سب باتوں کا سجدہ اور طاعت
اللہ تعالیٰ ہے اس میں کسی دوسرے کو دخل نہیں اور خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
تہہ پر بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے اور اللہ ہی کو اہتمام ہے۔ تمہارا الزام
دیکھنا ہی نہ ملتا اور سرگرمی ہے اور لڑائی کو گناہ نہ سمجھو اب اللہ کی حکمت ہے
وہ تم کو سہارا ہے اور آگنا ہے تمہارے قصور و ناپے۔ یہ خوب دیکھائی دیا
منافقین کو اسلام پہنچا لیکن بعد میں سر کی تھمیل آئی ہے۔۔۔ وغیرہ جی

مَا أَصَابَكُمْ مِّنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا

جو پہنچے تم کو کوئی بھلائی ۲ اللہ کی طرف سے ہے اور جو

كُصِبَتْ عَلَيْكُم مِّنْ سَيِّئَةٍ فَمِنَ نَّفْسِكُمْ

پہنچے تم کو کوئی برائی، سب سے نفس کی طرف سے ہے

تفصیلی جواب :

یعنی اصل بات یہ ہے کہ جملہ بھلائی اور برائی کا سجدہ ہر چند اللہ سے
محرکہ ہو جائے کہ نیک اور بھلائی کو حق تعالیٰ کا فضل اور احسان سمجھو اور
حق اور برائی کو اپنے نفس کی شامت جانے والوں کا الزام وغیرہ صلی اللہ
علیہ وسلم پر نہ رکھے وغیرہ لکن امور کے لئے جو سجدہ ہے نہ سجدہ بلکہ سجدہ نفسی
ہو یا تو اس کا پیدا کرنے والا تو اللہ ہے اور سب تمہارے نفس۔۔۔ وغیرہ جی

وَأَرْسَلْنَا إِلَيْكَ لُقْيَا بْنَ مَرْيَمَ بِالْحَمْدِ هَٰذَا

اور ہم نے تم کو بھیجا ہم پہلے لوقیا کو کہہ دیا کہانی ہے جانتے کیجئے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب :

حق تعالیٰ رسول سے منافقوں سے شراب کو دور فرما کر ارشاد کرتا ہے کہ
ہم نے تم کو قوم لوگوں کے لئے رسول کر کے بھیجا اور ہم کو سب کو مہم
ہے ہم سب کے اعمال کا بدلہ دے دیں گے تم کسی کے بے پروا نہ بنو اور
الزام کی پروا نہ کرو چنانچہ کہ روایت کے جائز۔۔۔ وغیرہ جی

مَنْ يُعْرِضْ إِلَىٰ رَسُولٍ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ

جس نے حکم ۱۱ رسول کا اس نے حکم ۱۱ خدا کا اور جو

تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا

الٹا ہوا تو ہم نے تم کو نہیں بھیجا ان پر نگہبان

آپ کی روایت کو حق فرما کر اب اللہ تعالیٰ آپ کے مشعل یہ حکم دیتا
ہے کہ جو دوسرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فریاد و حق کہہ گا وہ جنگ ہمارا
تا دوسرے ہے اور جو اس سے دور کر دے کہہ گا تو ہم نے تم کو اس رسول میں
نگہبان بنا کر نہیں بھیجا کہ ان کو نگہبان نہ کرے ہم ان کو کچھ نہیں سمجھتا کہ ہم
صرف ہم نام بھیجا ہے تم کو خدا کا خطاب ہے ہمارا کام ہے۔۔۔ وغیرہ جی

وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَأْنَاهُ

اور کہتے ہیں کہ تو اس سے طاعت ہے اور کچھ تیرے پاس ہے

بَيِّنَاتٍ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ غَيْرَ الَّذِينَ تَقُولُ

وہ طائفہ کہ جس طائفہ میں سے ان کے خلاف جو کہ

وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُشِئُونَ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ

ہے کہ چھوڑ دو اللہ لکھتا ہے جو وہ خواہ کرے ہیں سو تو ان سے

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا

کر ان سے اور بھروسہ کر اللہ پر اور اللہ کافی ہے کارساز

منافقین کی ایک اور مکاری :

ان منافقین کی زور مکاری سنو آپ کے دور و آ کر تو کہہ جاتے ہیں

ہاں کہہ رہے ہیں، یہ کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں اور اطفال سے ان سے پہلے ہے تو وہاں سے پہلے کی طرف گئے جب اور لوگ پہنچے۔ جس کے کچھ کے اندر وہیں میں بھی گئی اور وہاں رہا، یہ وہی ہے کہ آپ نے ہمارے کسی شریک کو قتل کرنا چاہئے، چنانچہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاں پٹھانوں کو چھوڑ دیا، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو گھاتی دی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہ تحقیق کرنے سے کہ میں کون کون سے حرفہ ہوں یا اور، اور وہ پھر ہے اور یہ اعلان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو قتل نہیں دی، جو آپ ایک تہہ رہے ہیں جس سے وہ قاتل ہیں یہ قیامت نازل ہوئی، (بکائناتاً لا یخفى) اے اللہ جو تمہیں یہ کچھ کہتے ہیں قیامت میں ان کا ناسخ کر دے:

ان آیت سے یہ صوبہ سوا کہ ہائی، نئی بات اور بغیر تحقیق کے یہ نہیں کرنا چاہئے، چنانچہ یہ سب کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا: کسی یا کمر بوند یا کائنات کو قتل نہ کرنا، یعنی کسی انسان کے ہونا ہونے کے لئے اگر کسی بات کا ہو، نہ کہ وہ میری شان سے بغیر تحقیق کے نہیں کر دے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من خذت بعصیبت زہر بوی نہ کذب فہو ناعذ، لکذبین۔ یعنی جو آدمی کوئی ایک بات کہے کہ جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹی ہے تو وہ جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا آدمی ہے، وہ ضرور لڑا۔

وَاَوْرَدُوهُ إِلَى التَّوْبَتِ وَأَمَّا أَبُو الْأَحْمَرِ
اور اس کو پہنچا دیئے رسول اللہ اور اپنے حاکموں تک
وَمِنْهُمْ عَلِيٌّ الَّذِي يَتَّبِعُ كَلِمَةَ رَسُولِهِ
تائید کرتے ہیں کہ ان کو جان میں نہیں کرنے والے ہیں کہ کسی

نئی آیت سے کہہ کر، یہ جو ہے کہ اول پہنچا کر اس کو روک دیا اور کہے کہ انہیں تک ایسے ہی فرماؤ، تحقیق اور تسلیم کر لیں یہ قرآن کے کہنے کے سوا کسی اور نہیں کہہ سکتے اور اس پر عمل کریں۔ قاعدہ حضرت نے ایک شخص کو ایک قوم کے یہاں زکوٰۃ لینے کو بھیجا تو وہ ان کے استقبال کو نہ ہو گئی اس نے خیال کیا کہ میرے بارے میں کوئی چیز ہو کر نہ دین میں آئی اور مشہور کر دیا کہ ان قوم پر بد ہو گئی، تمام شہر میں شہرت ہو گئی، آخر کوئلہ لگی، جو خبر پائی:

قیاس معیہ عمر ہے نہ کہ شہت عمر۔ یعنی قیاس سے کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہوتا بلکہ جو حکم قرآن اور حدیث میں پہلے ہو رہا ہو تو قیاس کے لئے اس کو مستطاب کر دینا، حکم اور حقیقت کتاب و سنت ہی کا ہے۔ قیاس خدا اور رسول کے پیچھے حکم کا معیار (مکمل) ظاہر کر دینا ہے۔ قیاس شہت عمر نہیں یعنی قیاس اپنی طرف سے کوئی حکم نہیں دیتا، عرف عام میں چونکہ قیاس کے حق میں خیال اور کوئی اور دوسرے ہیں اس لئے بہت سے لوگوں نے یہ خیال کر لیا کہ قیاس شرعی کی حقیقت بھی یہی ہے اور وسطاء و شریعت میں قیاس شرعی کی حقیقت یہ ہے کہ غیر مخصوص انھیں تو مخصوص حکم کے مشابہ اور مواز کے لئے جو مماثلت اور مشابہت کے مخصوص انھیں کے حکم کو غیر مخصوص کے لئے ثابت کر دینے کا نام قیاس ہے، یعنی کسی چیز کا حکم کتاب و سنت اور اجماع سنت میں مخصوص اور معصوم نہیں اس میں یہ خود انکار کرنا کہ جس چیز کا حکم شرعیست میں موجود ہے یہ غیر مخصوص میں سے تھا تو زیادہ مشابہ اور مواز میں سے ہی ثابت ہوئے، یہ غیر مخصوص کے لئے اس حکم کے ثابت کر دینا کہ قیاس شرعی سے ایسے ہی ثابت کر دینا کہ کوئی جہ جس سے حکم کا حکم خدا کا قانون میں موجود ہے، وہاں حکم کو قیاس کے بغیر صادر کرتا ہے یہ بھی تو ایک قسم کا قیاس ہی ہونا، خدا کوئی میں ہزار ہا مشابہات کا بغیر مواز میں یہ ہوتا ہے۔ کچھ کے موافق کچھ ایسا ہی کیا قیاس ہے۔ معلوم ہوا کہ ہر توفیق میں قیاس کو جو ہے، اجماع قیاس کے مدد سے یہ فیصلہ ممکن ہے۔ امام غزالی نے بھی قیاس کی یہی حقیقت قرار دی ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں: باب من شئ اضلاعاً فاعلموا ما باضاً فاعلموا فاعلموا ان الله خلقها بغيره، لیسائی، جس سے اشارہ اس طرف ہے کہ قیاس کی حقیقت تنبیہ اور عقل ہے اور اس بار میں نام نہائی سے متعدد ذرا جو تم فرماتے ہیں، یہ کہ قیاس کا حاصل یہ ہے کہ قیاس اور دیکھنے کی دو قسمیں ہیں ایک محمود اور ایک مذموم۔ مذموم وہ ہے جس کی کتاب و سنت اور اجماع میں کوئی عمل موجود ہے، اور محمود وہ ہے کہ وہ کتاب و سنت اور اجماع سے غائب ہو، حضرات علی علم فی الہامی جلد چہرہ (۱۳) وہ باقسام کی مزاجت فرمائیے۔ وہ اس طرح کہ مطلقاً:

(وَمَا كَانَ ذَلِكَ عَلَى الْكُفَّاءِ وَالَّذِي تَوَلَّى الصُّلُوحَ يَلْعَنُهَا) اور کہ وہ اس خبر کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں ان کے لئے۔ پر کہتے۔ میں اللہ کو یہ سمجھتا ہوں کہ میرے حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ وغیرہ کی طرف سے نہ مانگے۔ بلکہ یہ ممکن تھا کہ وہ سو پہلو بات میں بصیرت رکھتے تھے اس لئے ان کو کوئی لاف ماریا نہ ہو یہ کہ ان کو کفر و کفالت نہ

انہی علیہ وسلم کی روایت بھی اشتہاد کا حکم مکلف نہیں۔ مگر یہاں ان کے ساتھ
 قاضیہ ناگزیر کی کو یہ شہدہ کہ اس آیت سے صرف ایک مقدمہ ہوتا ہے
 اور دشمن سے اس کی خوف کے بارے میں تم خود بخود مطمئن ہیں نہ ان کا بلکہ
 جو ان علم و ہر وہی دانتے ہیں ان کی طرف رجوع نہ ہو۔ وہ خود فکر کرنے
 جو بات اعلیٰ میں اس پر عمل کرو۔ ظاہر ہے کہ مسائل و روایات سے اس کا کوئی
 تعلق نہیں ہے۔ جو صاحب حجاز ہے

وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ
 اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر اور اس کی مہربانی
 لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ الْآفِكِينَ ۝۱۰۰
 قرآن تم جیسے دوسرے شیطانوں کے گمراہ کرتے

احکام الہی پر شکر کرو:

یعنی اگر آپ نے فیض سے تشریف امانت اور رحمت سے لئے احکام نہ
 بھیجی اور تم کو کفار و کافرا صیب قدرت پرست اور تنبیہ نہ فرما دیا تھا تو
 اس موقع پر رسول اور سربراہوں کی طرف رجوع کرنے کو لازم یا تو کفر و کفر
 جاتے تھے نہ چند خاص چیز کے باعث اور کائنات الامان میں ان جیسا کہ گواہ
 تعالیٰ کا نظام سمجھو اور شکر کرو اور پوری کائنات کو دوسرے جہان

فَقَالُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تَكُنْفُ إِلَّا
 سو تو لا اللہ کی راہ میں خود غمہ دار نہیں مگر
 نَفْسُكَ وَخَوَاصِ الْمُؤْمِنِينَ ۝۱۰۱
 اپنی جان کا اور ان کے کہ مسلمانوں کو غریب ہے کہ
 اَنْ يَكُنْفُ بِأَسْ الذِّينَ كَفَرُوا
 اللہ چند کروے لڑائی کافروں کی

جہاد کی تائید:

یعنی اگر کافروں کی لڑائی سے یہ منافع اور نفع مسلمانوں میں کا
 اور پھر نہ ہو۔ جسے جو اسے رسول و تعالیٰ ذات سے جہاد نے میں
 خوف مت کہ اللہ تعالیٰ جہاد و جہاد ہے اور مسلمانوں کو جہاد کی تائید
 کروے جو ساتھ نہ اسے اس کی پراست کر۔ اسہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
 کافروں کی تمل کی کر دے گا۔

میں سے اسہ جانتے تھے یا ان کا کیا ہے کہ لوگوں کو کوئی حکم ہے
 سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لے لیا کرتے تھے یا ان کی
 ملامت کیے کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ان کی اللہ
 کرنے کا حکم ہے۔ وہ قاضیہ میرزا یا قاضیہ (دشمن والوں میں)۔
 میرزا (دشمن والوں) کو عزتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں کی اللہ کر
 جو میرے بعد ہوں تم کو پھر نہ رو اور نہ ہی۔ جو میرے ہیں

قیاس و اجتہاد اور تقلید کا ثبوت:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جن مسائل میں کوئی نص نہ ہو ان کے
 احکام اجتہاد و قیاس کے اصول پر قرآنی مشیت سے نکالے جائیں۔ کہ
 اس آیت میں اس بات کا حکم دیا گیا کہ مسائل جو یہ کے حل میں اگر رسول
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو تو ان کی جانب رجوع کرو اور اگر وہ
 موجود نہ ہوں تو علماء اور فقہاء کی طرف رجوع کرو۔ کیونکہ وہ احکام کو مستنبط
 کرنے کی صلاحیت دوسرے سے ہیں۔

اس بیان سے چند امور مستند ہوتے ہیں۔

۱۔ ایک یہ کہ فقہاء علماء کی جانب ہمہ اہم کی صورت میں رجوع کیا جائے۔
 دوسرے یہ کہ احکام اللہ کی روشنی میں ہیں۔ بعض وہ ہیں جو مخصوص اور
 صریح ہیں اور بعض وہ ہیں جو غیر صریح اور مجہول ہیں۔ جن کو آیات کی
 گہرائی میں اللہ تعالیٰ نے روایت کر رکھا ہے۔

تیسرے یہ کہ علماء یا فقیہ ہے کہ وہ ایسے علما کو اجتہاد اور قیاس
 سے روایت اشتہاد کریں۔

چوتھے یہ کہ احکام کے لئے نہ وہی ہے کہ وہ ان مسائل میں علماء کی
 تقلید کریں۔ (احکام اللہ کے واسطے)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اشتہاد
 واستدلال کے مکلف تھے

خَدِيعَةُ بْنُ خَدِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۝۱۰۲
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی روایات کے اور احکام کے اشتہاد کے مکلف
 تھے۔ اس لئے پہلے آیت میں دو آدمیوں کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا
 گیا۔ ایک رسول کریم کی طرف اور دوسرے علماء کی طرف۔ اس کے بعد
 فرمایا (عَلَيْكُمْ بِالْأَقْيَسِ) اور یہ حکم عام ہے۔ جس میں مذکورہ
 قرینوں میں سے کسی کا تخصیص نہیں ہے۔ لہذا اس سے ثابت ہوا کہ آپ صلی

غزوہ بدر دوم:

جہاد کرنے میں توقف مت کرو، اللہ تمہارا مددگار ہے۔ اس ہدایت کو پاسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ستر (۷۰) ہزار ایوں کے ساتھ بدر صغریٰ کو تشریف لے گئے، جس کا وعدہ اوسٹیان کے ساتھ غزوہ احد کے بعد ہوا تھا۔ مگر تعالیٰ نے اوسٹیان اور کفار قریشی کے دل میں رعب اور خوف ڈال دیا اور کوئی مقابلہ نہیں کیا اور وہ اپنے وعدے سے جھوٹے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد کے موافق کافروں کی لڑائی کو بند کر دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں سمیت مسلمانوں کے ساتھ واپس تشریف لے آئے۔ ﴿قرطبی﴾

قرآنی احکام کا حسن اسلوب:

﴿فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾۔ (الفتح اس آیت کے پہلے جملہ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا جہاد و قتال کے لئے تیار ہو جائیے، کوئی دوسرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو یا نہ ہو مگر ساتھ ہی دوسرے جملہ میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ دوسرے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دینے کا کام بھی چھوڑیں نہیں، ترغیب کے بعد بھی دوبارہ نہ ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا فرض ادا کر سکتے ہیں کہ فعل کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باز رہ سکتے ہوگی۔

اسی کے ساتھ تنہا جنگ کرنے میں جو خطرہ ہو سکتا تھا اس کے ازالہ کے لئے فرمایا کہ اس کی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی جنگ کو روک دے، اور ان کو مرعوب و مغلوب کر دے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہائی کا صیاب نہ کرے۔ ﴿اصناف القرآن حق صاحب﴾

وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَكْثَرُ تَنْكِيدًا

اور اللہ بہت سخت ہے لڑائی میں اور بہت سخت سے سزا دینے میں

اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے:

یعنی اللہ تعالیٰ کی لڑائی اور اس کا عذاب کافروں کے ساتھ لڑنے سے بہت سخت ہے، جو جو لوگ کافروں کے ساتھ لڑتے اور ان کو مارنے اور ان کے ہاتھ سے مارے جانے سے ڈرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے قصور اور اس کے عذاب کا یہ کچھ نہ سمجھ سکتے۔ ﴿غیر جلی﴾

مَنْ يَشْفَعُ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ

جو کوئی شفاعت کرے نیک بات میں اس کو بھی شے اس میں سے

فائدہ: جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ضرور جہاد کے لئے جاتا ہوں اگرچہ ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو اور کل ستر ہزار ایوں کے ساتھ بدر صغریٰ کو بغرض جہاد تشریف لے گئے جس کا وعدہ اوسٹیان سے غزوہ احد کے بعد ہوا تھا جس کا ذکر پہلی سورت میں گذر چکا ہے۔ مگر تعالیٰ نے اوسٹیان اور کفار قریشی کے دل میں رعب اور خوف ڈال دیا اور کوئی مقابلہ نہیں کیا اور وہ اپنے وعدے سے جھوٹے ہوئے اور حق سبحانہ نے اپنے ارشاد کے موافق کافروں کی لڑائی کو بند کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیر مسلمانوں کے ساتھ واپس تشریف لے آئے۔ ﴿غیر جلی﴾

فرستادہ خاص پروردگار، رسانندہ جنت استوار گراما یہ ترانہ آواز دگان گرامی ترانہ آدمی ڈاگان جہاد میں نال مول کرنے والوں کے بزدلانہ عقول کا ذکر اوپر ہو چکا اب مندرجہ ذیل آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد کا حکم دیا جاتا ہے خواہ آپ تنہائی ہوں کوئی بھی ساتھ نہ دے اور نہ ہی وعدہ کیا گیا ہے خواہ سب بخیر رہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیار ہو جائیں اور صراحت کر دی گئی ہے کہ کسی کا وعدہ نہ کرنا آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکتا تھا ان کے فعل کا موافقہ آپ سے نہ ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عزم:

انہی حدیث حضرت خالد بن ولید کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سب لوگوں کی طرف (رسول) کا کہنا چاہی ہے اگر سب نہ مانیں تو میری بہت عیب کے لئے ہوگی وہ بھی نہ مانیں تو قافس کے لئے ہوگی اور وہ بھی انکار کریں تو (صرف) بتی باشم کے لئے ہوگی اور بتی باشم کی نہ مانیں تو میری رسالت تمہا میرے لئے ہوگی۔ ﴿تحریر عربی﴾

شان نزول:

جب غزوہ احد ہوا تو اس میں ہو چکا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیابعدہ وین کفار کے وعدہ کے موافق بدر میں مقابلہ کے لئے جانا چاہا (جس کو مومنین بدر صغریٰ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں) اس وقت بعض لوگوں نے تاخیر دینی ہونے کی وجہ سے اور بعض نے الغریبوں کی وجہ سے جانے میں کچھ تاخیر کیا تو اس جہاد تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ہدایت کی گئی کہ اگر کچھ مسلمان لڑائی سے ڈرتے ہیں تو اسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہا اپنی ذات سے

کلام سے پہلے سلام:

کلام کرنے سے پہلے سلام کرنا مستنون ہے۔ حضرت چارہائی مرفوع

حدیث ہے: **اَللّٰهُمَّ قُلِّ الْمَكْرَامَ** (مکرمہ نامہ)

ہر سامنے پر سلام:

مسلمان بھائی کو ہر مرجع سامان ہونے پر سلام کرنا مستنون ہے۔ اگر سلام کرنے کے بعد درخت یا دیواری آڈ ہو جائے اور پھر سامان ہو جائے تو از سر نو سلام کرے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اس کو سلام کرے (اسلام کے بعد) اگر کسی درخت یا کسی دیواری دونوں کے درمیان آڈ ہو جائے اور پھر سامان ہو پھر سلام کرے۔ رواہ ابو داؤد۔

رخصت کے وقت سلام:

رخصت کے وقت سلام کرنا مستنون ہے۔ فقہاء کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو پھر وہاں سے نکلو تو سلام کر کے رخصت ہو۔ رواہ ابی نعیم فی شعب الایمان مرسل۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی اگر کسی مجلس پر پہنچے تو سلام کرے پھر اگر قیضن ہو تو چھ جائے لیکن اچھے وقت پھر سلام کرے۔ سائل سلام دوسرے سلام سے زیادہ ضروری نہیں ہے۔ (یعنی اول کی طرح دوسرا سلام بھی ضروری ہے اگر باقاعدہ ملے یا پاؤں)۔

کسی کا سلام پہنچانا:

اگر کوئی کسی کا سلام پہنچائے تو جس کو سلام پہنچایا ہو وہ کہے **عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ** غالب نے اپنے باپ کی وساطت سے داد کا مقولہ نقل کیا ہے کہ مجھے میرے باپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر میرا سلام کہہ دیجئے (میں نے حاضر ہو کر سلام پہنچایا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر اور تجھے سے باپ پر سلام ہو۔ رواہ ابو داؤد۔

کافروں کو سلام:

مسند کافروں کو ایسا سلام کرنا جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودیوں اور عیسائیوں کو اہل اسلام نہ کرو۔ اگر راستہ میں مل جائیں تو ان کو تکبہ راستہ میں پہنچنے کے لئے بھیج کر دو (یعنی خود کھانا دو راستہ پر چلو اگر وہ مسلم۔ اگر جماعت میں مسلمان اور بت پرست مشرک اور

بے تم پر کس کے جواب میں دیکھنا سلام کہو اور زیادہ جواب چاہو تو رحمت اللہ بھی بہ عطاوار اگر اس نے یہ الفاظ نہ عطا ہو تو تم کو رکایت نہ دے گا۔ اگر وہ اللہ کے پیٹوں پر ہر چیز کا حساب ہوگا اور اس کی جزائشی کی سلام وہ اس کا جواب بھی اس میں آگیا۔ تاہم اس سے شفاعت حسد کی پوری تفریب ہو گئی اور شفاعت حسد کی خرابی اور حضرت معلوم ہو گئی کیونکہ وہ شفاعت حسد کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ ثواب دے گا اور جس کی شفاعت کی ہے اس پر اس کے ساتھ حسن سلوک اور کائنات کا حکم فرما دیا بخلاف شفاعت حسد کے کہ بجز معصیت اور عرونی کے کچھ نہ ملے گا۔ (نعمانی حوالہ)

سوار، پیدل چھوٹے، بڑے کا سلام:

سوار پیدل کو پیدل پہنچنے والا دیکھنے ہوئے کو اور حقوے بہت کو سلام کریں۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی مرفوع روایت کے یہ الفاظ صحیحین میں آئے ہیں لیکن بخاری نے ان کا اضافہ بھی نقل کیا ہے کہ چھوٹے بڑے کو سلام کرے۔

لڑکوں اور عورتوں کو سلام:

لڑکوں اور عورتوں کو (بھی) سلام کیا جائے کیونکہ حضرت انس کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لڑکوں کی طرف سے گزرنے اور ان کو سلام کیا۔ بخاری و مسلم۔ حضرت جریرؓ کی روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی طرف سے گزرنے اور ان کو سلام کیا۔ رواہ احمد۔ قتادہ الغرائب میں مذکور ہے کہ جان (انسی) عورت اور مردوں کے کو سلام کرنا ضروری ہے اور اگر یہ خود سلام کریں تو جواب دینا واجب نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں یہ نعمت اللہ کے اندیش کے وقت ہے۔

گھر والے کا سلام:

گھر والا گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرے۔ حضرت انس کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پیٹے کو اپنے گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کر، حج سے لے کر اور حج سے گھر والوں کے لئے برکت ہوگی۔ (ابو داؤد حوالہ)

خالی گھر کا سلام:

اگر خالی گھر میں داخل ہو تو کہے **اَللّٰهُمَّ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰحِحِ** (خشتے سلام کا جواب) **يَكُنْ لَكَ اِيُّ الشَّرِّ**۔ اللہ نے فرمایا ہے: **(وَلَا تَكُنْ لَكُمْ مَعَهُ عَيْنٌ وَلَا تَكُنْ لَكُمْ عَيْنٌ وَلَا تَكُنْ لَكُمْ عَيْنٌ وَلَا تَكُنْ لَكُمْ عَيْنٌ)** اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مفسر کے نزدیک آیت میں بتا ہے خالی مکان اور **(عَلَيْكُمْ السَّلَامُ)** سے توحید اپنی ذات مراد ہے۔ اللہ اعلم

ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم واقف ہیں کہ مجھے اس کے مسلمان ہونے کا علم نہ تھا، اسی انکس میں میں نے اسے مارا۔ (تفسیر طبری)

سَيُجَذُّونَ الْآخِرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يُمْنُوكُمْ
اب تم اگر جو کے ایک اور قوم کو جو چاہے جس کا من میں رہیں تم
وَيَا مُنَافِقُوهُمْ كُلُّكُمْ رَادُّوْا إِلَى الْفِتْنَةِ
سے بھی اور اپنی قوم سے بھی جب بھی لوٹا جاتے ہیں وہ لوٹنا
أَرْكَبُوا فِيهَا فَإِنْ لَمْ يَعْبُرُوا لَكُمْ وَيُلْقُوا
کی طرف تو اس کی طرف لوٹ جاتے ہیں پھر اگر وہ تم سے گزرتے
لَيْنَكُمْ السَّلَامَ وَيَكْفُوا إِلَيْكُمْ فَعَذَابُهُمْ
ہیں اور نہ بڑھ کر لیں تم پر سب اور سب ہاتھ نہ دیکھیں تو ان کو چارہ
وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأُولَئِكَ
اور مار ڈالو جہاں پاؤ اور ان پر
جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُبِينًا
ہم نے تم کو دئی ہے صلی سلط

بد عہد لوگ:

یعنی بھینٹے لوگ ایسے بھی ہیں کہ تم سے عہد کر جاتے ہیں کہ تم سے لڑیں گے یا تم سے ہاتھ کٹے اور اپنی قوموں سے امن میں رہیں۔ لیکن اس عہد پر قائم نہیں رہتے بلکہ جب اپنی قوم کا ناپایدی دیکھتے ہیں تو ان کے مددگار ہو جاتے ہیں تو ایسے لوگوں سے تم بھی درگزر مت کرو تمہارے ہاتھ تو سرخ ہوتے انکی کاتھوں نے پناہ نہ دے تو وہ مارا۔ (تفسیر عثمانی)

سبب نزول: حضرت زید بن حارثہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بنی اندلس تشریف لے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مرقی بھی تھے جو جنگ سے پہلے ہی واپس لوٹ گئے تھے۔ ان کے بارے میں بعض مسلمان تو کہتے تھے کہ انکی قتل کر دو یا چاہے اور بعض کہتے تھے جس نے یہی کیا نہ کر جس اس پر یہ تبت اڑی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شرط ہے یہ خود کو دیکھیں کیل کو اس طرح نہ کر دوں گا جس طرح انکی ہوئے سب کیل کو چھات دیتی ہے۔ (مسحون)

جلی نہیں رہے تو اس نے عہد کر دیا تھا کیا اور وہاں پہنچ کر ایک گڑھی میں قلعہ بند ہو گیا۔ عیاش کے بھائی سے ماں کو بیڑی بے تابی دوائی اور اس نے اپنے دو ان بیٹوں اور چھل اور عمارت سے (جو ہشام کے لفظ سے تھے) کہا اللہ کی قسم جب تک تم عیاش کو نہ لادو گے میں نہ کی پھت کے سایہ میں جاؤں گی نہ گھانا پھسوں کی نہ پانی۔ ماں کی قسم میں کہ دونوں عیاش کی تلاش میں اکل کھڑے ہوئے اور عمارت بن زید بن ابی اسیر بھی ان کے ساتھ ہو گیا۔ عیاش کے پاس پہنچے تو دیکھا وہ گڑھی میں چھاڑی پر قلعہ بند ہے اس سے کہا تم نیچے آ جا تمہارے بعد تمہاری ماں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک تم نہ نکلتا ہوں گے وہ پھت کے سامنے میں نہ جائے گی اور نہ کچھ کھاؤ گی نہ پیو گی۔ اور ہم تم کھا کر کھیتے ہیں کہ تم کو کسی بات پر مجبور نہیں کریں گے نہ تمہارے مذہب سے تم کو روکیں گے جب ان لوگوں نے ماں کی یہ پہیلی کا تذکرہ کیا اور اللہ کی قسمیں کھائی تو عیاش گڑھی سے اتر آیا۔ یہ لوگ اس کو عینہ سے نکال کرسلے چلے جا کر اس کو کوڑا سے ہاتھ دیا اور ایک نے سونو تھے اس کے بارے میں کہا کہ اس کے پاس پھلکا دیا۔ ماں نے دیکھ کر کہا اللہ کی قسم میں جی رہی ہوں اس وقت تک نہیں کھوں گی جب تک تو اس پر جوع کا اظہار نہ کر دوں گا جس پر اقراران لایا ہے۔ پھر (پیارے کو) بھی بند نہ ہوا۔ دھوپ میں ڈال دیا اور جب تک اللہ کی مشیت تھی وہ چاہا تو کھارہا نہ بات دو لوگ چاہتے تھے عیاش نے (بظاہر) کوئی کڑی (اور عیاش کو کھل دیا گیا) اسے میں عمارت بن زید آ گیا اور وہاں عیاش کیا یہی وہ بات تھی جو تھے اختیار کی تھی (یعنی اس حیرت سا ایمان کے یہی کہل میں تھے کہ باہمی تکلیف سے اپنا خیال چھوڑ دینا) اللہ کی قسم ہاتھ کو تھے اختیار کیا تھا کہ وہ عمارت تھی تو تو نے جاہت چھوڑ دی اور اگر وہ گمراہی تھی تو اب تک گمراہی پر قلعہ عیاش کو اس کی بات پر مبرا کیا اور کہنے لگا اللہ کی قسم اگر تمہاری میں تو میرے ہاتھ لگ گیا تو قتل کے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔

پھر عہد کے بعد عیاش پھر مسلمان ہو گیا اور کچھ چھوڑ کر نہ ہو گیا۔ عیاش کے چھوڑنے کے بعد عمارت بن زید بھی مسلمان ہو گیا اور ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور عمارت کے پہنچنے کے وقت عیاش وہاں موجود تھا، اس کو عمارت کے مسلمان ہونے کی اطلاع ملی۔ ایک روز عیاش قہ کے باہر جا رہا تھا کہ سامنے سے عمارت آ گیا اور عیاش نے عمارت کو قہ کر دیا۔ لوگوں نے کہا اسے قہ نہ کیا گیا۔ عمارت تو مسلمان ہو گیا تھا۔ یہ سننے ہی عیاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا عمارت کا یہ واقعہ

وَمَا كَانَ لِلْمُؤْمِنِينَ أَنْ يَقْتُلُوا مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَاً

اور مسلمان کا کام نہیں کہ قتل کرے مسلمان کو مگر خطائی سے

قتل خطا کے احکام:

اس موقع پر قتل خطا کے احکام بیان فرماتے جاتے ہیں اور یہ کہ خطا اسلام کہنے والے کو قتل کرنا کٹاؤ عظیم ہے۔ اس کو مگر خطائی سے مارا گیا تو مجبوری کی بات ہے اور اس کے احکام یہ ہیں اور اسی کے ذیل میں مجاہدین کی فضیلت اور وارثہ شرف سے دارالاسلام کی طرف ہجرت کرنے کی ضرورت اور سطر اور خوف کی لازمی کیفیت بیان فرمائی جاتی ہے۔ فائدہ قتل خطائی میں مسلمان کو خطائی سے قتل کر دینے کی صورتیں ہیں۔ مثلاً خطائی سے مسلمان کو شکار کچھ کر مارا اور لایا گیا اور گولی شکار پر چلائی چوک کر کسی مسلمان کے جا گئی۔ ایک صورت قتل خطا کی یہ کہ کسی مسلمان کا قتل میں ہوا اور اس کو کوئی مسلمان کا فریاد کر رہا ہو اور قتل کرنا اگلے اور یہاں ہی صورت کا بیان فرمایا مقصود ہے۔ مجاہدین کو یہ بات اکثر پیش آ جاتی ہے اور آیات سابقہ کے بھی مناسب ہے۔ مگر قتل خطا کی اور صورتوں کا بھی حکم ملتا ہے وہ صورتیں بھی اس میں آئیں گی۔ (تحریر جلدی)

وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ

اور جو قتل کرے مسلمان کو خطائی سے تو آزاد کرے گروہ

مُؤْمِنَةٍ وَدِيَّةٌ مُسْلِمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا

ایک مسلمان کی اور خون بہا پچھائے اس کے گھر والوں کو

أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمِهِ لَكَ

گھر کر دو وہ عاف کر دینا مگر مقتول تھا ایسی قوم میں سے کہ وہ

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ

قبیلہ سے ملے ہیں اور خود وہ مسلمان تھا تو آزاد کرے گروہ ایک مسلمان

وَأِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِيثَاقٌ

کی اور اگر وہ تھا ایسی قوم میں سے کہ تم میں اور ان میں عہد ہے تو

فَدِيَّةٌ مُسْلِمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ

خون بہا پچھائے اس کے گھر والوں کو اور آزاد کرے گروہ

مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامٌ مِائَتِينَ

ایک مسلمان کی ہر جس کو صوم ہوتا روزہ ہے۔ گئے دو مہینے کے

نُتَائِلَعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ

بڑا ہی بخشنے والا۔ بخشنا کے لئے اللہ سے اور اللہ

عَلَيْهَا حَكِيمًا

جانتے والا حکمت والا ہے

قتل خطا کا کفار اور تدارک:

اس آیت میں قتل خطا کے دو حکم بتلائے گئے ایک تو آزاد کرنا چارہ مسلمان کا اور ان کا مقدمہ روزہ دو مہینے متصل روزہ رکھنا یہ لگا رہے۔ خدا تعالیٰ کی جناب میں اپنی خطا کا وہ سب سے ان مقتول کے وارثوں کو خون بہا دینا یا ان کا حق ہے۔ ان کے عاف کرنے سے عاف بھی ہو سکتا ہے اور کفارہ بھی کے عاف کرنے سے عاف نہیں ہو سکتا۔ اس کے متعلق تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ جس مسلمان کو خطائی سے قتل کیا اس کے وارث مسلمان ہو گئے یا کافر۔ اگر کافر ہیں تو ان سے مصالحت ہے یا دشمنی۔ اول وہ جس صورتوں میں مقتول کے وارثوں کو خون بہا دینا چاہئے گا۔ تیسری صورت میں خون بہا یا ازیم نہ ہوگا اور کفار وہ صورتوں میں اور کرنا ہوگا۔

خون بہا کی رقم:

فائدہ: خون بہا وہ رقم ملتی جس میں چھپا دو ہزار سات سو پانچ روپے ہوتے ہیں۔ یہ روپے قاتل کی بہادری کو تین برس میں مشرقی طور دینا ہوگا مقتول کے وارثوں کو۔ (تحریر جلدی)

قتل خطا کی دو صورتیں:

(۱) اور قتل خطا یہ ہے کہ کائنات چوک جائے۔ مارا ہو شکار کچھ کر مارا ہو آدمی۔ یا مارا ہو کسی کو کافر پر قتل کچھ کر مارا ہو مسلمان۔ (۲) قتل میں چوک جائے مارا ہو کائنات پر اور کچھ جائے کسی مسلمان کے (۳) قتل متادم خطا (خطائی خطائی بھی نہیں ہے بلکہ خطائی بھی حرکت ہے) ایسے کوئی شخص سورا ہو۔ سوتے میں گرفت لے کر کسی مسلمان کے گلو پر گر پڑے اور مر جائے۔ (تحریر جلدی)

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ

اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو جان کر تو اس کی سزا دوزخ ہے

خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ
 پڑا ہے گا، ایسی نسل ہو، اللہ کا اس پر غضب ہو، اور اس کو لعنت کی
 وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا
 اور اس کے واسطے عذاب بڑا عظیم

جان بوجھ کر مومن کا قتل:

یعنی اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو غلطی سے نہیں بلکہ قصداً اور
 مسلمان مسموم کرنے کے بعد قتل کرے گا تو اس کے لئے "فرقت میں جہنم
 اور لعنت اور عذاب عظیم ہے" کا وعدہ ہے اس کی دہائی نہیں ہوگی۔ باری تعالیٰ
 دینی سزا اور سوز و غم پیش کر رہی ہے۔

فائدہ: جہر ملامہ کے نزدیک غلو اس کے لئے ہے جو مسلمان کے
 قتل کو حلال سمجھے کہ کسی اس کے گھر میں کسی شخص کا غلو ہے۔ جو ہے کہ
 دست دراز تک نہیں رہے گا یا وہ غصہ سخت تو ای سزا کا ہے آگے اللہ
 ایک ہے جو چاہے کرے۔ واللہ اعلم۔ م. خیر مکتبہ

مومن کا قتل کب جائز ہوتا ہے:

صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کسی مسلمان کا
 جراحہ کے ایک دانے کی اور میرے رسول ہونے کی شہادت دینا جو خون
 بہانا حلال نہیں مگر تمنا مالتوں میں۔ ایک تو یہ کہوں گے کسی کو قتل کر دیا
 دوسرے شادی شدہ کو کرنا یا بیویاں تیرے پاس ہیں اسلام کو چھوڑ دینے والا
 جماعت سے فرقت کرنے والا۔

ایک بائندی کا واقعہ:

ایک قصہ ہادی بیہوشانہ لڑکی کو ملے حاضر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں
 اور کہتے ہیں جو حضرت سے ایک مسلمان ٹکران کا ذکر کر رہا ہے۔ اگر یہ مسلمان ہوتا
 میں آئے تو کہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بائندی سے پوچھا کیا تو کوئی
 رہتی ہے کہ حضرت خلیفہ کے ساتھ بیٹھ سورتیں اس نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کیا اس بات کی بھی خبر دیتی ہے کہ میں حضرت خلیفہ کا رسول ہوں۔
 اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کیا میرے لئے بعد کی فضیلت بھی تو کاں ہے اس نے
 کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اسے زکوٰۃ دے اس کی اصلاح ہے۔

حضرت خالد بن ولید کا واقعہ:

مکی بخاری شریف میں ہے حضرت بخاری شریف کے لئے حضرت خالد بن

ولید حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر پر سرور کیا کر بھیجا یہاں سے جا کر
 انہیں دولت اسلام دے۔ انہوں نے دعوت تو قبول کر لی لیکن جو دارا بن
 جراحہ "اسلمنا" یعنی ہم مسلمان ہوئے تھے، "قبلا" کہا، یعنی ہم پہلے
 ہوئے۔ خالد نے انہیں لڑکر شریعت کر دی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ
 خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھا اچھا کر جناب باری تعالیٰ میں عرض کی
 یا اللہ! خالد کے اس فعل سے میری جانی جڑی اور رکت یہ سناٹے طے ہو کر
 ہوں۔ مگر حضرت علیؓ کو دیکھا کہ اس کا جواب دے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اور جو ان کا یہی قصہ بیان کرتا ہے اس سے بھی کوئی کوئی چکا کرے۔

مومن کے قتل کی مذمت:

مسلمہ بخاری میں ہے سب سے پہلے قرآن کا فیضان قیامت کے دن
 ہوگا۔ اور اس میں سب سے پہلے نماز پڑھنے والوں کو پڑھنا ہوگا۔ جو پڑھتا ہے وہ سب
 تک کہ قرآن کا حق نہ کرے۔ اگر ایسا کر لیا تو جہاد ہو جائے۔ اور حدیث
 میں ہے کہ ساری دنیا کا مال خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک ذرہ کی قیمت کے لئے
 سے تم دور ہے کہ اسے اور حدیث میں ہے اگر تمام روئے زمین کے اور
 تو اس کے لئے کسی ایک مسلمان کے قتل میں شریک ہو تو اللہ تعالیٰ سب
 کو اللہ سے جہنم میں ڈال دے۔ اور حدیث میں ہے میں تمہیں نے کسی
 مسلمان کے قتل پر آئے کلمے سے بھی ایمان کی دو قیامت کے دن خدا
 تعالیٰ کے سامنے اس حالت میں آئے گا کہ اس کی بیٹھائی پر تھکے ہو یا ہوگا
 کہ یہ تمہیں خدا کی رحمت سے مراد ہے۔ و خیر المخرج

قتل کی تین قسمیں اور ان کا شرعی حکم:

پہلی قسم: خود بخود ہر قصہ سے ایسے کے ذریعہ سے واقع ہو جیسا یا
 تخریق یا زہر یا جھگڑا یا لڑائی یا طرح طرح سے جھگڑا یا لڑائی یا جھگڑا یا لڑائی۔

دوسری قسم: شہ جو قصہ یا تو ہو کر ایسے ذریعہ سے کہ وہ جس سے
 اجازت میں تفریق ہو سکتی ہو۔

تیسری قسم: فظا۔ یا تو قصہ وہ جس کے "دوسرے آدمی کو فظہی
 جائز یا اگر فظہی سمجھ کر فظہی لگا دیا یا فعل میں کوئی نہ چاہو رہی کو لگا یا لگن
 آدمی کو جا کر۔ اس میں فظا سے مراد غیر مسموم ہے۔ پس دوسری قسم
 دونوں قسمیں اس میں آئیں۔ دونوں میں اہمیت بھی ہے اور نہ اہمیت بھی ہے۔
 مگر ان دونوں میں دوسری قسمیں مشابہت ہیں۔ اہمیت دوسری قسم کی
 ہو (۱۰۰) اہمیت ہیں، چار قسم ہیں یعنی ایک ایک قسم کے نہیں ہیں، اور
 اہمیت تیسری قسم کی (۱۰۰) اہمیت ہیں، پانچ قسم سے یعنی ایک ایک قسم کے

ہو جائے گی۔ اہل قرآن کے لئے۔ اور ان کے لئے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہؐ کی ہر بات
حکایت اور ان کی ہر بات، رسول اللہؐ کی ہر بات ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہؐ کی ہر بات
حکایت اور ان کی ہر بات، رسول اللہؐ کی ہر بات ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہؐ کی ہر بات
حکایت اور ان کی ہر بات، رسول اللہؐ کی ہر بات ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہؐ کی ہر بات
حکایت اور ان کی ہر بات، رسول اللہؐ کی ہر بات ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہؐ کی ہر بات
حکایت اور ان کی ہر بات، رسول اللہؐ کی ہر بات ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہؐ کی ہر بات
حکایت اور ان کی ہر بات، رسول اللہؐ کی ہر بات ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہؐ کی ہر بات
حکایت اور ان کی ہر بات، رسول اللہؐ کی ہر بات ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ

اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا أُولَٰئِكَ تَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ

الْحَقِّ تَبَيَّنُوا أُولَٰئِكَ تَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ

الْحَقِّ تَبَيَّنُوا أُولَٰئِكَ تَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ

الْحَقِّ تَبَيَّنُوا أُولَٰئِكَ تَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ

الْحَقِّ تَبَيَّنُوا أُولَٰئِكَ تَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ

الْحَقِّ تَبَيَّنُوا أُولَٰئِكَ تَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ

الْحَقِّ تَبَيَّنُوا أُولَٰئِكَ تَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ

الْحَقِّ تَبَيَّنُوا أُولَٰئِكَ تَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ

الْحَقِّ تَبَيَّنُوا أُولَٰئِكَ تَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ

الْحَقِّ تَبَيَّنُوا أُولَٰئِكَ تَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ

الْحَقِّ تَبَيَّنُوا أُولَٰئِكَ تَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ

الْحَقِّ تَبَيَّنُوا أُولَٰئِكَ تَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ

الْحَقِّ تَبَيَّنُوا أُولَٰئِكَ تَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ

الْحَقِّ تَبَيَّنُوا أُولَٰئِكَ تَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ

یہی بنی الی حبیب کی روایت سے اتفاقاً حضرت علیؓ کو اللہ و مہر کا بھی
میکہ فیصلہ نقل کیا ہے۔

مسکت بحوالہ جی اے ایم اے علیؓ پر علیؓ کو اپنے یا بعض اوروں نے
معاذ کروئے سے قصاص سا ادا کر دیا جائے اور مال اگر نکالا نہ چاہا جائے یا
نہی اور ہر سال شیشہ قصاص کی جگہ لے دیا جائے یا لڑائی تو علیؓ
کے مہ سے ہوگی۔ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا میری وصیت
مطاف لیٹی ہے۔ یہ جیسے نقل ہوئی مگر خبر کو کے قاتل کو قتل نہیں کیا جائے اور
اس کی موت سے پہلے کو لوگوں میں شیعان کو دے اور اہل حدیث سے
ہوئی کی کی کہ جو تختہ سے اور چھپا کر استعمال نہ ہو۔ (مردودہ)

نکتہ: حضرت ابی حسان کا قول نقل کیا ہے کہ قتل ہو بھی
صبر است یا قراری کی صورت میں اور اہل کے ذہن کی صورت میں نہ کہ جہ
برداشت نہیں کرے۔ موصاف میں بڑی کا قولی متعلق ہے سنت (مصحف)
ختم رسول اللہ صلی علیہ وسلم اس بات پر کہ وہی ہے یہ عاقلہ ان
صورتوں میں کچھ برداشت نہیں کرے گا۔ نتیجہ کے بعد الزام کی صورت
سے عقابا علیہ دینی رائے میں نقل کیا ہے۔

ترجمہ اور لفظ لہجہ حضرت ابی اللہ بن عمرؓ کی روایت سے صحابہ
کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا میں نے قصاص آپس پاس کو
مقتول کے وارثوں کے پر کر دیا ہے تاکہ اگر وہ چاہیں تو اس کو (قصاص
میں) قتل کر دیں اور چاہیں تو نہ۔

امام ابوحنیفہؒ کی روایت سے ہے کہ اگر اس کا وارث اور وارث نقلی اور
واقعی اور اس کا نہیں ہے حضرت علیہ السلام اس سورت کی روایت سے یہ نقل
کی ہے کہ قتل قتل کی روایت میں رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے (حارث بن
کلی) کو آگری دی ۲۰ ہجرت کا شہ ۲۰ ہجری قمری ۲۰ ہجرت لیون ۲۰ ہجرت اور وہ
جلد۔ اس حدیث کے سلسلہ روایت میں حاکم بن اسلمہؒ بجز ان چیز
پر خلاف: بن مالکؒ بجز حضرت علیہ السلام سے مستور آتے ہیں۔

مسئلہ: قتل و جرح کا عام ہونا یعنی قتل کی روایت میں مگر بن محمد بن عمرو
بن حزام کی روایت کہ روایت میں رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے
اپنی مجلس کو اس پر کہ بھیجا میں میں قصاص کی کچھ نہیں کہیں کہ وہ قاتلے
اس کو پکڑ کر (داروں کو) قصاص کے لئے دے دیا جائے مگر مقتول کے وارث اگر
اس کی عمر (تقدیر) دی جائے کہ مراد ان کے قتل نہیں کیا جائے نہ لڑائی
روایت ہو (۱۰۰) روایت ہے۔ ورنہ ان کو ایک بڑا بڑا بڑا لڑائی لے۔

زخموں کی روایت:

قائد یون کا نقل ہے کہ (پوری) روایت سوانح میں۔ ورنہ کے

قور نے شریعت سے بدلہ کو کات لے لیں روایت۔ ورنہ نہیں (اگر
بے کار کر دینے یا نہیں روایت۔ ہندو کو کات دینے یا سیدھا کر دینے یا نہیں
روایت ہے۔ پشت اور دینے یا نہیں روایت ہے۔ ورنہ اس انھوں کے بچوں
اپنے یا شریعت سے۔ انھوں کو کات دینے یا نہیں روایت۔ اپنے یا نہیں
انہیں ہیں اور ایک ہندو نہیں چھپا۔ دونوں دینے یا نہیں روایت۔ اپنے یا نہیں
پوری روایت ہے اور ایک ہندو نہیں روایت۔ ہندو بچہ یا ہم اہل
(وہ) فی قصاص کی جگہ لے لیں کات دینے یا نہیں روایت۔ اپنے یا نہیں
ضرب ہر طرف کے نام کو قتل ہونے اس میں ایک جاتی روایت ہندو بچہ یا نہیں
سے ہندو اپنے یا ضرب میں ہندو روایت ہیں۔ اور ہندو یا اس کی دینی نقلی
نوٹ۔ کہ لٹی ہو تو اس روایت ہیں۔ اور اس روایت سے لیا ہو تو اس میں یا نہیں
روایت ہیں (اور اسلامی الدوا کی) کا کات دینے یا نہیں روایت۔ اپنے یا نہیں
انھوں بچے لے لیں یہ اس روایت میں ہندو بچہ یا نہیں روایت۔ اپنے یا نہیں
چاہئے ہیں۔ اس روایت کی صورت کے خلاف مطالعہ سے کہ اختلاف ہے۔ اور
روایت کے متعلق میں کہ لے لیں۔ حدیث کی سند یا نہیں کی گئی ہے کہ روایت
نکتہ ہے۔ عام روایت میں یا نہیں روایت ہے اس کا بھی کیا ہے۔ اور ہندو نے
فرمایا بھیجا میرے کہ ہندو روایت ہیں۔

دوسری روایت سے اس کے اگرچہ سند سے اعتبار سے اس روایت میں یا نہیں
ہے شریعت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں
روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں
اس کو کات دینے یا نہیں روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں
سند میں اس روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں
روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں
مشہور ہے اور اس کا حضور اہل قسٹ دینے یا نہیں روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں
نکتہ نقلی ہے کہ ہندو بچہ یا نہیں روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں
فی اور مان یا نہیں روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں
بجز ہندو کا نقلی قول ہے کہ ہندو بچہ یا نہیں روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں
روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں روایت میں یا نہیں

عورت کی روایت۔

امام بن مالکؒ نے روایت کیا کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کیا کہ میں نے
یہ کیا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا عورت کے قتل کے متعلق ہے کہ (عقوبہ) کی
روایت میں عورت کی روایت سے۔ لکھی ہے۔ صحیح بن منصور نے یہ روایت کی اسط

بیکل سمجھتے ہیں، یہی لے صدق قبول نہیں کرتے ان کو (ایم۔ اے۔ سانی) نے کی آیت میں ترمیم ہے۔

مسئلہ امام اعظمیؒ کے نزدیک مسلمان اور کافر کی امت نہ ہے۔ اگر وہ میں ایمان بھی ملاخیز روزہ رکھے سے وہ ایمانیت کو قبول کر لیا کسی دوسرے روزہ سے نہایت کوئی نہ ایمانی فیصلہ ہے کہ اس کو دوسرے روزہ سے رکھنا چاہیے، کیونکہ پھر پہلے مسلسل کے ساتھ روزہ رکھنا ضروری ہے لیکن جنس کی وجہ سے اگر صورت کو روزہ سے منع کرنے پر جائیں تو باخفاق ملاہی کو دوسرے روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں۔ جو غیر مسلم کو

كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مَقْبُوْلِيْنَ قَبْلَ هٰذَا لَمَّا كَانَ الْاَوَّلُ

تم بھی تو ایسے ہی تھے اس سے پہلے جبکہ اللہ نے تم پر لعن کیا سو اب

محبوب ہو

محبوب ہو

بلاتحقیق کلمہ کرنا:

تم ایسے ہی تھے اس سے پہلے یعنی اسلام سے پہلے دنیا کی غرض سے نہ حق و باطل کیا کرتے تھے لیکن اب مسلمان ہو کر بڑا ایمان لے کر چاہتے ہو جس پر مسلمان ہونے کا اعلان بھی ہوا تو اس کے قبل سے چاہا یہ مطلب ہے کہ اس سے پہلے شروع کیا اسلام میں تم بھی کافروں کے شریک تھے۔ جسے تھوڑی مستقل حکومت اور مستقل بادشاہ تھی تو جیسا اس حالت میں تھا، اسلام منہج بھی کیا اور تہجد ہے جان و مال کی حفاظت و دولت کی نگہبانی اب جسکو اس طرح کے مسلمانوں کی رعایت اور حفاظت لازم ہے بلاتحقیق میں کوئی مسئلہ نہ کہ خلیفہ اور غور سے نام کر دیا جائے۔ جو نمونہ ملے گا

محبوب کا بیان:

اگر کوئی شخص مجھ کو ترانہ بیان کر اظہار کرے تو دینی احکام اسلام جاری ہونے کے لئے اس کا ایمان صحیح مانا جائیگا۔

تحقیق و اجتہاد کی غلطی:

مجتہد سے بھی غلطی ہو جاتی ہے لیکن اگر اس نے اپنی جتنی سہولت اپنی کو تلاش سے خارج نہیں کیا پھر بھی جس حد تک اس کا غلط فیصلہ معاف ہے مجتہد کو وہاں خود فکر سے کام لینا چاہئے۔ اہل انظار میں جو بات سامنے آئے اس پر فیصلہ نہ کر لینا چاہئے۔ غور کرنا واجب ہے۔ غور

ہوں اور اگر وہ کافی نہیں تو ان کے قرب و جوار کے مسلمانوں پر فرض میں ہو جائے گا کہ بایک ہی دم اگر میرا۔

عام طور پر دو احکام جو اجتماعی اور قومی شرائط سے متعلق ہیں ان کو شریعت اسلام نے فرض کمالی ہی قرار دیا ہے تاکہ تقسیم مل کے حصوں پر تمام فراخ کی برائی ہو سکے، کیونکہ جہاد کا کام انھیں ہو گا۔ تاکہ تعلیم و تبلیغ کا ساتھ دوسری اسلامی ضروریات میں نہ مگر کیا کرنے کا وہ ملک کی ضرورت ہو تو ان کے قرب و جوار کے مسلمانوں پر جہاد فرض میں ہو جاتا ہے اور بھی کافی نہ ہو تو ان کے آگے پاس کے لوگوں پر فرض میں ہو جاتا ہے پھر دوسری کافی نہ رہیں تو دوسرے مسلمانوں پر یہاں تک کہ مشرق و مغرب کے ہر مسلمان کا یہ فرض ہو جاتا ہے یا اس میں شریک ہو۔ جو خلاف قرآن و سنت یعنی صاحب کا امام اعظمیؒ کے قول کی دلیل ہے کہ اللہ نے فرمایا

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّوْا مَنْ حَادَّ اِلٰهِيْهِمْ

ای لئے قلم اٹھانے سے کہ وہ ادب سے اس کے خلاف کو غلطی سے قبل نہ ہونے پر بدعت اور حیثیت آریت اس کی جان کا خطرہ لازم ہے۔ لہذا جسکی امت سے منع کیا جاتا ہے تمام کی امت سے منع ہوئی چاہے جسکے تمام کی آریت کا قصہ ہے۔ یعنی مشیروں سے وہاں ہے اور بعض جہات سے آئی۔ دیگر تہذیبوں کی امت باوجود یہ کہ وہ کمال ترقی والی سے تہذیبوں کی امت سے کم ہے لیکن اگر کسی قلم کو جس کی قیمت میں (۲۰) ہزار نفی غصب کر لیا اور غلام غاصب کے قبضہ میں کر لیا تو پوری قیمت دینی ہو گی خلاف حق کی یہ غصب کا اہانت محض نیست کے خلاف سے ۲۰۰ سے (۲۰۰) ملایں نہیں ہوتا

مسئلہ اگر غلام نے کسی کو غلطی سے قتل کر دیا تو غنی کر دیا تو ق سے نہا جائے گا نہ کسی اس جو اس کا عرض (مغرب یا اریا) معقول کو کر دیا تاوان اور اگر وہ اس مال لینی کے خلاف غلام کا جرم اس کی گردن سے وابستہ رہے گا۔ اس آئینہ کا ۲۰ تاوان اور ق سے غیر اس اختلاف کا حاصل اس وقت نکلے گا کہ تو دہی کے بعد (جہان اور کرنے سے پہلے حاصل امت۔ کے لئے غلام کو بچا جائے گا یا کو۔ امام غزالی کے نزدیک غلام کو بچا جائے گا۔ امام حنفی نے فرمایا اگر ۲۰ تاوان غلام کے جرم کا مل ہو گیا تو غلام نے بعد اس نے آزاد کیا تو ۲۰ تاوان غلام کے جرم کا مل ہو کر نہ کاغذ ہے اور اگر جرم کا مل حاصل کرنے سے پہلے آزاد کیا تو ۲۰ تاوان لازم ہے یا اسے قیمت ہوگی کم ہوگی دیا جائے گا۔ جو تفسیر مطہری ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بھائی صدق ہے۔ بخاری روایت جائزہ مسلم روایت حدیثہ جو لوگ صدق کے مال کو مال کا بیکل

اسے قتل کر دیا اور کبریاں لے کر چلے آئے۔ اس پر یہ آیت اتری۔

ایک قاصد اسلام کا واقعہ:

حضرت ابن عباسؓ سے صحیح بخاری میں مروی ہے۔ سعید ابن منصور میں بھی مروی ہے۔ ابن جریر اور ابن ابی عاتم میں ہے کہ ایک شخص کو اس کے والد اور اس کی قوم نے اپنے اسلام کی خبر پہنچانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ راستے میں اسے مشورہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہونے ایک لشکر کے ساتھ کی گئی تھی اور اسے دشمن سمجھ کر قتل کر ڈالا۔ ان کے والد کو جب یہ علم ہوا تو یہ ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اللہ بیان کیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہزار ہزار دیئے اور دیت ادا کی اور انہیں عزت کے ساتھ رخصت کیا۔ (بخاری میں ہے)

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

بعض نہیں رہتے والے مسلمان

غَيْرُ أُولَى الصَّرِيرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي

جن کو کوئی خطر نہیں اور وہ مسلمان جو لڑتے والے ہیں

سَبِيلِ اللَّهِ يَأْمُرُ اللَّهُمَّ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ

اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور جان سے اللہ نے

اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ يَأْمُرُ اللَّهُمَّ وَأَنْفُسِهِمْ

لڑنا دیا لڑنے والوں کا اپنے مال اور جان سے

عَلَى الْقُعَيْدِينَ دَرَجَةً وَكَذَلِكَ وَعَدَ اللَّهُ

بعض رہنے والوں پر دین اور ہر ایک سے وعدہ کیا اللہ نے

الْحُسْنَى وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى

بخاری کا اور زیادہ کیا اللہ نے لڑنے والوں کو

الْقُعَيْدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا وَدَرَجَاتٍ مِنْهُ

بخیر، بڑے مال سے اور عظیم سے درجہ اللہ کی طرف سے

کرنے کے بعد بھی غلطی ہو جائے تو (خود کرنے کا) اس کو ثواب ملے گا۔

لا اله الا الله کا قائل

لا اله الا الله کا اقرار اگرچہ دوسرے اہل کتاب اور مسلمانوں میں مشرک ہے اس کے باوجود اگر کوئی لا اله الا الله کا قائل ہو جائے تو اس کے کافر ہونے کا فیصلہ نہ کر دیا جائے (تا وقتیکہ دریافت کے بعد وہ ضرور بات دین میں سے کسی بات کا منکر نہ ہو) اور اس کو قتل کر دینے میں جلت سے کام نہ لیا جائے، یہاں تک کہ اس کا معاملہ واضح طور پر سامنے نہ آجائے اور پوری تحقیق نہ ہو جائے۔

مجاہدین کیلئے حکم:

اگر مجاہدین کو کسی شرعی یا اجتماعی میں اسلام کی خصوصی علامات نظر آجائیں تو وہاں کے باشندوں (کو قتل کرنے اور لوٹنے) سے دست کش رہنا واجب ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم پر لشکر کشی کرتے تھے اور وہاں اذان کی آواز کان میں آجاتی تھی تو حملہ کرنے سے دست کش ہو جاتے تھے اور اذان نہ سنانی دیتی تھی تو حملہ کر دیتے تھے۔

بخاری نے بطریق شافعی ابن عباسؓ کی وساطت سے ان کے باپ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم پر دست کو بچھتے تو چارے فرمادیتے کہ اگر تم کو (وہاں) مسجد نظر آئے یا مومن کی آوازیں آئیں کسی کو قتل نہ کرنا۔ واللہ اعلم بحقیقہ مطہری

إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا

وَلَقَدْ تَقَبَّلَ اللَّهُ قَبُولًا مِّنَ الْكَافِرِينَ

یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر اعمال اور دلی اغراض سب پر مطلع ہے تو اب جس کو قتل کر بخش اللہ کے حکم کے موافق قتل کروا دینی کسی غرض کا امتداد نہیں نہ وہاں پر بھی مقصد ہے کہ اگر کوئی کافر فتنہ اپنے جان و مال کے خوف سے تمہارے درپردہ اسلام ظاہر کرے اور دھوکا دے کہ اپنی جان بچالے تو اللہ تعالیٰ کو سب بخیر معلوم ہے اس کے عذاب سے نہیں بچ سکتا مگر تم اس کو کچھ مت کہو یہ تمہارے کرنے کی بات نہیں ہم کو یہ نہیں لگے۔ (بخاری میں ہے)

سبب نزول:

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ تو مسلم کا ایک شخص کبریاں چڑھا دیا اس کا یہ ایک جماعت کے پاس سے گزرا اور سلام کیا تو سب آگاہ میں کہنے یہ مسلمان تو ہے نہیں عرف اپنی جان پالنے کے لئے سلام کرتا ہے، چنانچہ

وَمَغْفِرَةٌ وَرَحْمَةٌ

اور بخشش ہے اور مہربانی ہے

رابطہ: اس سے پہلے مسلمان کو نہ راہنہیں اور چوک سے گھر کر رہے تھے۔
 قرآن مجید فرمائی گئی اس لئے یہ احتمال تھا کہ کوئی جہاد کرنے سے روک
 جائے کیونکہ مجاہدین کو انکی صورت پیش آتی جاتی ہے۔ اس لئے مجاہدین
 کی انضباط پر ان فرما کر جہاد کی بڑھت دلائی گئی۔

معدورین کا حکم اور جہاد کی حیثیت:

خلاصہ آیت کا یہ ہے کہ لشکر سے ملے جہاد سے یہ مسلمان لوگوں کو جہاد
 کرنے کا حکم نہیں دیتی سب مسلمانوں میں جہاد کرنے والوں کے ذریعے
 وہ سچے ہیں جو جہاد کرنے والوں کے نہیں مگر چاہتی ہیں اور جہاد نہیں
 کرتے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ جہاد فرض تکلیف ہے مین نہیں۔ یعنی
 اگر مسلمانوں کی کوئی مقدار اور ضرورت کے مطابق جماعت جہاد کرتی رہے تو
 جہاد کرنے والوں پر کوئی تکلیف نہ رہے نہ سب مجاہدوں کو اس کے سونپے ہوئے
 مجاہد فی سبیل اللہ کی مثال:

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا وقت ان تک مجاہد فی سبیل اللہ کی حالت اس شخص کے ختم ہوتی
 ہے جو (بیشرون کو) روانہ رکھے اور (رات بھر) نماز پڑھے اور منہ کی
 آیات سے اس پر قنوت طاری ہو جائے۔ متفق علیہ۔

وَمَا وَدَّ اللَّهُ الْحَيَاةَ، اور ہر ایک سے (خود مجاہد ہو جائے)
 مذکور کے جہاد سے چھوڑ دینا والا اللہ نے ایسے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔ یعنی
 ایمان کی جگہ سے بہشت دینے کا۔

خلیفہ کا فرض:

طاہر کا اجماع ہے کہ کفار و کفار پر ملک میں (ہی) برقرار رہیں اور
 مسلمانوں پر حملہ نہ کرے ہر ملکتی جگہ کا خلیفہ پر واجب ہے کہ کوئی سال
 انبر جہاد کے پھول سے خود اور خود بھی شریک ہو یا تو ملکی دستوں کو بھیج دے
 اور جہاد مطلق ہو جائے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین
 نے ترک جہاد بالکل بھی نہیں کیا۔

جہاد اور حقوق العباد:

اگر مسلمانوں کا ایک گروہ جہاد کے لئے کھڑا ہو جائے جس کی وجہ سے
 کافروں کا شر لٹے اور اللہ کا بول والا ہو جائے تو باقی (شریک نہ ہونے

والے) لوگوں کے سر سے فرض ساقط رہ جاتا ہے۔ انکی حالت میں آقا کی
 اجازت کے بغیر حکام، شہر کی اجازت کے بغیر جی۔ قرآن خواہ کی
 اجازت کے بغیر قرآن اور دار و ماں باپ کی اجازت کے بغیر ہر ایک جہاد کا نہیں
 جاسکتا۔ شریک ہونے والی جماعت جب کافی ہے تو ہر حقوق عباد کو تکلیف
 کرنے کی کیا ضرورت ہے اور اگر جہاد کے لئے کوئی بھی ٹکڑا نہ ہو گا تو
 سب تباہ و برباد ہوں گے اہل بیت خدا کے لئے کھڑا نہ ہوں گے۔

أَلَا قُرْبٌ لَّا قُرْبُ:

طاہر کا اجماع ہے کہ کفار کی ہر قسمی اور ہر شے سے متصل رہنے والے
 مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنے مشعل کا کفر سے بچا کر دیں۔ اگر ان کی
 جماعت کمزور ہو تو جو مسلمان ان سے قریب رہے ہوں وہ ان کی مدد کریں
 اور وہ بھی کافی نہ ہوں تو ان سے متصل رہنے والے مدد کریں۔ یہی طرف
 الاقریب خلافت کا مسئلہ پہلا پانچواں۔ یہی حالت اس وقت ہوگی جب کفار
 سے متصل رہنے والے مسلمان سست نہ جائیں اور جہاد نہ کریں تو ان سے
 قریب رہنے والوں پر پھر ان سے قریب رہنے والوں پر پھر اس قریب سے
 مسلسل مدد میں سے کوئی کفار کو تک مسلمانوں پر جہاد کا واجب ہے۔

مسئلہ: طاہر کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ جب انہوں میں سے ایک باجمعی مقابلہ
 ہو جائے اور مسلمان وہیں موجود ہوں تو کا مقابلہ سے نہ بھڑک کر بھاگنا جائز
 نہیں بلکہ بھڑک کر لڑنے کے لئے پانی جماعت میں آزمائش ہونے کے لئے
 مقابلہ سے لڑنا جائز ہے اور اگر کفار کی تعداد مسلمانوں کے دو گنے سے بھی
 زیادہ ہو تو مقابلہ سے بھاگ جانا جائز ہے اس وقت بھی جہاد سے افضل ہے۔

مسئلہ: دوسرے اسباب و آلات کے ساتھ ساتھ جہاد کے لئے
 مائیں اور ساری عطا و کام ایک کے باقی قتل و امروں کے ذریعہ شرف
 ہے۔ صرف امام باک اس شرع کے قائل نہیں۔ اہل قول کی دلیل یہ ہے
 کہ اللہ نے غزوہ موی العذر فرمایا اور اس کے پاس کھانا چھ اور ساری
 نہ ہو و اہل ضرورت میں ہے۔

مسئلہ: طاہر کا اتفاق ہے کہ اگر مسلمانوں کی ہستی پر کافر جن حملہ
 کرے تو اس ہستی کے ہر پانچ مرد پر جہاد کو اٹھنا فرض میں ہو جاتا ہے
 (فرض تکلیف نہیں)۔ چنانچہ اگر وہ اس نام اللہ پر اٹھا دے اس وقت جہاد کا قسم
 نماز روزہ کی طرح ہو جاتا ہے۔ تاکہ کلام پر واجب خواہ کافر مرد یا
 ماں باپ کا اور لاد پر ہو تو اس وقت اس کی کوئی پروا نہیں کی جاتی۔
 (اگر وہ کلام کفر میں قبول نہ کرے تو اگر وہ اس باپ یا ماں کو جہاد میں لگنے سے
 روکیں تو ان کے احکام کی تعمیل نہیں کی جاتی گی۔ جیسے فرض نماز روزہ سے

حدیث قدسی:

طبرانی میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص ہماری راہ میں خود کو مارنے کے لئے نکلا صرف میرے وعدوں کو سمجھا جان کر اور میرے رسولوں پر ایمان رکھ کر جس وہ اللہ تعالیٰ کی عنایت میں ہے۔ یا تو ظفر کے ساتھ فوت ہو کر جنت میں پہنچے گا یا اللہ کی عنایت میں واپس لوٹے گا۔ اگر غیرت اور فضائل خدا کے لئے کرے۔ اگر وہ اپنی موت مر جائے یا مارا لگا جائے یا گھوڑے سے گر جائے یا اذان پر پتے گر پڑے یا کوئی زہریلا یا نور کا تیل لے یا اپنے بستر پر کسی طرح کی فوت ہو جائے وہ شہید ہے۔ البتہ اگر وہ اپنی راہ میں لگتا ہے کہ وہ جنتی ہے۔ بعض الفاظ ابوراد اور میں نہیں ہیں۔ البتہ میں ہے جو شخص حج کے لئے نکلا اور عمر گیا، قیامت تک اس کے لئے حج کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ (صحیح ابی یوسف)

حجرت کی تعریف:

لغت میں ہجرت ہجران اور ہجر کے معنی ہیں کسی چیز سے بچ کر ہونے کے اسے چھوڑ دینا اور ایسی حالت میں ہجرت کا لفظ ترک وطن کرنے کے لئے بولا جاتا ہے۔ اصطلاح شرع میں دارالکفر کو چھوڑ کر دارالاسلام میں چلے جانے کو ہجرت کہتے ہیں۔ (ابن النبی)

اور ماضی قاضی نے شرع مخلوق میں فرمایا کہ کسی وطن کو رہی و جو وہی نام نہ چھوڑ دینا بھی ہجرت میں داخل ہے۔ (مذہب و ۳۹ ص ۱۵۱)

سورہ ممتحنہ کی آیت لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَخْرَجَهُمْ مِنَ الدِّيارِ الْمَکْرُہِ۔ جو مہاجرین کو اپنے ہاں سے نکال دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی ملک کے کفار مسلمانوں کو ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے زبردستی نکال دیں تو یہ بھی ہجرت میں داخل ہے۔

ہندوستان سے پاکستان کی طرف ہجرت:

اس تعریف سے معلوم ہوا کہ ہندوستان سے پاکستان کی طرف مٹل نہ جانے والے مسلمان جو دارالکفر سے ہجرت کی وجہ سے پاکستان کی طرف آئے ہیں یا جن کو غیر مسلموں نے مٹل ان کے لئے وطن ہونے کی وجہ سے نہ ہوتی نکال دیا ہے۔ یہ لوگ شرقی مٹل کے اعتبار سے مہاجر ہیں البتہ جو جمہوری ترقی و اصلاح کی سبیلوں کی سبیل سے مٹل ہوئے وہ مہاجر نہیں۔

حقیقی ہجرت:

ابو یوسف بخاری اور مسلم کی ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

ارٹا ہے۔ اَلْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا لَيْسَ فِيهِ اللَّهُ عَزَّ وَ اَسْمُ لَيْسَ لَيْسَ "مہاجر وہ ہے جو ان تمام چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔"

اس کا مطلب اسی حدیث کے پہلے حصے سے ظاہر ہو جاتا ہے جس میں یہ ارشاد ہے۔

"الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَبَدَنِهِ"

یعنی "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کی تکلیف سے سب مسلمان محفوظ اور سلامت رہے ہوں۔"

اس کی ظاہر ہے کہ کچھ ایسا مسلمان وہی ہے جو وہ اس کو اپنے آپ کا تارخ کی شہادت:

تاریخ عالم شام ہے کہ جب کسی نے اللہ کے لئے وطن چھوڑا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو وطن کے مکان سے ہجر مکان و وطن کی عزت و شرف سے زیادہ عزت و وطن کے آرام سے زیادہ آرام عطا کیا ہے۔ حضرت ابراہیم نے اپنے عراقی وطن کو چھوڑ کر شام کی طرف ہجرت فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ سب چیزیں ان کو نصیب فرمائیں۔ حضرت موسیٰ اور ان کے ساتھ نبی اسرائیل نے اللہ کے لئے اپنے وطن مصر کو چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے ہجرت و وطن ملک شام کو عطا فرمایا اور پھر مصر بھی ان کو مل گیا۔ ہمارے آقا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اللہ و رسول کے لئے مکہ کو چھوڑا تو مہاجرین کو مکہ سے ہجرت کرنا عطا ہوا۔ ہر طرح کی عزت و طلب اور راحت و ثروت عطا ہوئی۔ ہجرت کے ابتدائی دور میں چند روز تکلیف و مشقت کا اعتبار نہیں اس کی وجہ سے بعد دو عین حق تعالیٰ کی ان حضرات کو عطا ہوئیں اور ان کی اکیسوں میں جاری رہیں۔ اسی کا اعتبار ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا فقر و فاقہ:

صحابہ کرام کے فقر و فاقہ کے بارے میں احادیث تاریخی میں شہید ہیں وہ عموماً ہجرت کے ابتدائی دور کے ہیں یا وہ فقیر اختیار کیے ہیں کہ انہوں نے دنیا و مال و دولت کو پسند ہی نہیں کیا اور جو حاصل ہوا اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ جیسے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا حال یہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر و فاقہ حسن اختیار ہی تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنہ و مال واری کو اختیار ہی نہیں فرمایا اور اس کے باوجود ہجرت کے پچھتے سال میں حج تیسرے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب دلی و عیال کے گزارہ کا کافی انتظام

یہاں ستر تین منزل کا ہوا ضروری ہے۔ اس سے کم ہوگا تو قصر جائز نہ ہوگا اور کافراں کے ساتھ ساتھ اس وقت موجود تھا جب یہ عجم کا نزل ہوا۔ جب یہ دور ہوتا تھا تو ان کے بعد بھی آپ ستر میں دو رکعت ہی پڑھتے رہے اور صحابہ کو بھی اسی کی تاکید فرمائی۔ سب بیٹھ ستر میں قصر کرنے کا علم ہے خوف نہ ہو کہ وہ پانچ ہوں اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ شریک کے ساتھ قول کرنا لازم ہے یہاں تک حدیث میں ارشاد ہے۔ حج التبرکاتی ۱۰

ستر اور قصر کے احکام:

مسئلہ: جو ستر تین منزل سے کم ہو اس ستر میں نماز پڑھنی چاہی جاتی ہے مسئلہ: اور جب ستر ختم کر کے منزل پر پہنچے تو اگر وہاں پندرہ روز سے کم عجم کے کارواہ ہو تب تو وہ عجم ستر میں ہے فرض نماز کا رکعت آدھی پڑھی جائے گی اور اس کو قصر کہتے ہیں اور اگر پندرہ روز یا زیادہ رہے گا ایک ہی اہلی میں اس اور دو تو دو منزل یا قنات ہو جائے گا۔ وہاں بھی وطن اصلی کی طرف قصر نہیں ہوگا، نماز پڑھنی چاہی جائے گی۔ اور اولیٰ الرحمن صلی صاب ۱۰

مسئلہ: احمد میں ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب نے حضرت عمر فاروقؓ سے پوچھا کہ نماز کی تکلیف کا حکم تو خوف کی رعایت میں ہے اور اب تو ان سے حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ میں خیال رکھتا ہوں کہ وہاں تک کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا صدقہ جو اس نے چاہا ہے اس کے بعد اسے قبول کرو عجم میں نماز پڑھنا

وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ

اور جب تو ان میں موجود ہو پھر نماز میں کھڑا کر دے

فَلْتَقُمْ مِثْلَهُ مِمَّا فَنَّهُمْ مَعَكَ وَلِيَأْخُذُوا

تو جگہ پر ایک جماعت ان کی کھڑی ہو کر۔ ساتھ اور ساتھ لے

أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْهُمْ وَارِثًا

لیو رہے ہیں اور جب یہ سجدہ کریں تو تیرے پاس سے ہوں

وَلَمَّا تَرَ طَائِفَهُ أُخْرَى لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا

تو اس وقت کہ جب تو دیکھیں کہ کچھ نہیں پڑھیں تو اس پر

مَعَكَ وَلِيَأْخُذُوا بِحِزْبِهِمْ وَأَسْلِحَتِهِمْ

تیرے ساتھ اور ساتھ لیو رہے ہیں اپنا ہتھیار اور اس کے ساتھ

ہو گیا تھا۔ اسی طرح غلغلے رائدہ بڑ میں سب کا یہی حال تھا کہ یہ جنگ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو سب بکھرا دیا لیکن اسلامی ضرورت پیش آئے یہ حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنے گھر کا پر مال لاکر پیش کر دیا۔ ام المومنین حضرت زینبؓ کو جو بچہ و خلیفہ کا دو سب فقرہ دو سالین میں عجم کر کے خود فقیرانہ زندگی گزارتی تھیں۔ اسی وجہ سے ان کا لقب ام الماسکین ہو گیا تھا۔ اور اس کے باوجود ان کا یہ صحابہ و پیغمبروں نے بڑی مقدار میں مال دیا لیکن چھوڑی۔ ان کی مقدار بھی صحابہ کرام میں کم نہیں۔ بہت سے حضرات صحابہؓ ایسے بھی تھے جو اپنے وطن کو عجم میں ملتے رہا کرتے تھے۔ ہجرت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو مال و دولت اور ہر طرح کی رفائیت عطا فرمائی۔ حضرت ابو بکرؓ کو جب ایک سو پانچ والی بنا دیا گئے تو ان کے لطف سے اپنی ساری زندگی کا کٹھن اچھا کرتے تھے اور اپنے گھر کو خطاب کر کے فرمایا کرتے تھے کہ اسے ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ ان کو قلیل کا کر قنات اور حیرتی کو اور صرف بیٹ بھرائی روٹی تھی اور حیرتی روٹی یہ بھی کہ جب وہ لوگ ستر میں جائیں تو یہ بیل ان کے ساتھ چلے اور جب وہ کسی منزل پر آتے تو ان کے لئے جانے کی ٹھکانے چن کر لاتے۔ آج اسلامی جدوت کہاں سے کہاں پہنچا تھا کہ امام اور امیر المومنین کہا جاتا ہے۔ (مفتی)

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ

اور جب تم سفر کرو ملک میں تو تم پر گناہ

جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنَّ

نہیں کہ کچھ کم کرو نماز میں سے اگر تم

خِفْتُمْ أَنْ يُفْتِنَكُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ

کو ڈر ہو کہ بتائیں گے تم کو کافر البتہ

الْكُفْرَيْنَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُبِينًا

کافر تمہارے سرخ روشن ہیں

قصر نماز:

یعنی جب تم جہاد وغیرہ کیلئے سفر کرو اور کافروں سے جو کہ تمہارے سرخ روشن ہیں ان کا خوف ہو کہ وہ موقع پا کر تمہاری گتہ نماز کو ٹھکرانے لگیں جو نماز ستر میں پندرہ رکعت کی ہوں کی دو رکعت یا چھ رکعت کا قنات ہوگا۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ

کافر چاہتے ہیں کسی طرح تم سے غفلت ہو

أَسْلَحْتُمْ وَأَمِيتَ كُمْ فَيَمُوتُونَ عَلَىٰ كُفْرِهِمْ

ایسے ہتھیاروں سے اور اسباب سے آکر تم کو

مَیْلَتُهُمْ وَأُحَدِّثُ

صلہ کر رہی ہیں کہ

نہاؤ خوف:

پچھلے نماز گزار کا بون بھار خوف کا این ہے یعنی کاروائی کی طرف متوجہ
ہیں ہوتے مسلمانوں کی فوجی دھمکے ہو جانے تک اسلام کے ساتھ آؤ گی تو
چراغ کر گھنٹے کے مقابلہ میں جا کر کھڑا ہونا ہے دوسرا حصہ انعام کے ساتھ
تصفیہ دہی پر ہے امام کے سلام کے بعد وہوں پر تحسین الہی ہوشی نماز
دی ہوئی چدی چدی ہو کر پس اگر مقرب کی تو: ہر سوال سے عفت اور رکت
اور سوئی: عفت تہذیب، عفت امام کے ساتھ پڑھے اور اس حالت میں ہر
نے نماز عادت صوف سے اور تلواریں ہر ہر کے اپنے ساتھ رکھے گا
ہوگا اور نماز پڑھتا رہے گا اور پھر پکار کر کہہ دی کہ تہذیب

تھیں گے کہ تمہیں میں حضرت جاہلی روایت سے لکھتے ہیں۔ حضرت
چوڑے فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم کتاب چلے جب
ذات اربعہ میں پہنچے اس روایت سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک گروہ کو اور تھیں پڑھا میں۔ پھر ہر گروہ پیچھے ہٹ آیا اور حضور صلی
اللہ علیہ وسلم نے دوسرے گروہ کو اور تھیں پڑھا میں۔ اس طرح رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی چاروں دوسرے لوگوں کی اور دو تھیں ہو گئی۔

۴۔ تہذیب اور نبیؐ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت سے
بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ اور مسلمان کے
درمیان پڑاؤ کیا مشرکوں کے کیا ان (مسلمانوں) کی ایک گروہ ہے اور
ان کو کہاں بیٹھ اور دلا سے بھی نہ ہونا چاہی ہے۔ یہ عمری فار ہے اس
لئے اپنی پوری قوت جمع کر کے (نماز کے اندر) ان پر یکدم غلہ کر دے۔
اور حضرت جبریل علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشرکوں کے
نادا کی اطلاع نے نہ آئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضورؐ اور ان کے
ساتھ جو ساتھ وہ گئے کہ ایک حصہ نماز پڑھا میں اور دوسرا حصہ نماز
پڑھنے والوں کے پیچھے کھڑا ہے اور عباد کا سامان اور اس سے رہے۔

اس طرح ہر گروہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رکت
ہوئی اور آپ کی دو رکعتیں ہو جائیں گی۔

۵۔ بخاری نے شیخ الحدیث امام بن عمر کی روایت سے حضرت عمر رضی
اللہ عنہ کا بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیکن
جانب چھوڑا اور ان کے ساتھ جب پرہیز نے صف بندی نہی (النا) کا وقت
آ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھانے کے لئے کہے۔
چنانچہ ایک گروہ آپ کے ساتھ نماز کو کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ آپ کے
ساتھ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گروہ کے ساتھ رکوع اور دو
رکت پڑھیں۔ پھر یہ گروہ رکت تیس گروہ کی چلے گئے تھے جس نے نماز تیس
پڑھ لی تھی اور گروہ آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی لے کر
ایک رکعت پڑھ لی اور دو رکعت لگے۔ پھر تمام پھیراں اور اعتدالوں میں
سے ہر قسم نماز ہو گئی اور ایک رکعت پڑھ لی اور دو رکعت لگے۔

۶۔ کفر کشا کرنے میں کاشی تہذیب سے حضور اور مسلمان کی طرف سے
فانی ہو تو دوسرے ہم پر یکدم فٹ پڑے۔ یہ تہذیب و تہذیب کا ہے۔ لیکن وہ
محدود کی گئی ہو سکتا ہے۔ یعنی اگر تہذیب کا عمل ہو تو وہ یکدم مل کر دیں۔ تو
میں سنا ہے کہ کلمہ کی وجہ سے ان کی تھی۔

آئندہ آیت کا شان نزول:

لکھنا کے اوصاف کے واسطے سے حضرت ابی حمزہ کی روایت بیان
کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عذاب اور نبیؐ کے عذاب سے بہر
کرنے غریب سے گئے۔ ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ اہل دشمن کا کوئی آہنی ٹکڑ
تھیں: ہاتھ۔ ٹوکوں نے تھپکا رکھ لیا دیے اور دوسرا اہل اللہ علیہ وسلم
اور صحابہ کے درمیان دایہ میں ہو گئی تھی۔ ایک درخت کے نیچے فٹائے
جانتے کے نیچے تھے۔ غریب میں ہاتھ بھاری تھے۔ اسے آپ
توڑ کر لیا اور کہنے لگے: اللہ تعالیٰ تھپکے کرے۔ اگر میں اس کو ٹکڑ کر دوں۔ پھر
تو اسے رکت نہ ہوا سے پیچھے آیا اور (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ تم کو
میرے ساتھ سے گونجائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ
تعالیٰ! مجھ کو۔ کی دے اللہ تعالیٰ تو جس طرف چاہے مجھے غریب میں
عادت سے بچاؤ غریب سے نہانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف کھڑا ہوا۔ عافیت کو کہ یکدم اس نے دونوں شانوں سے درمیان اور
اطوار اور دو رکعتی جگہ سے نہانے کی گروہ کو کہہ دیا کہ اسے بیٹھ کر ایک
جاؤ پڑی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً کھڑے ہو کر لے لی اور لڑی۔ غریب!
اب مجھے میرے ساتھ سے کون بچائے گا؟ ہوا کوئی نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ

وہم لے امانی تیری طرف کتاب پڑھی کہ

يَبَيِّنَ النَّاسَ بِمَا أَرَادَ اللَّهُ وَلَا تَكُنْ

تو انصاف کرے لوگوں میں جو کچھ لکھا ہے تجھ کو اللہ اور تو مت ہو

لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا ۝

دھماکوں کی طرف سے بچھڑنے والا

ایک منافق کی خیانت کا واقعہ:

منافق اور ضعیف اسلام کو گلوں میں جپ کوئی کسی کتا اور مرغابی کا مگر بھلا کتا
سزاوارہ بدنامی سے بچنے کے لئے قلعہ کھڑے اور آپ کی خدمت میں ایسے
گدا گدا سے اس کا اظہار کرتے کہ آپ ان کو یہی سمجھ جائیں۔ بلکہ یہی بقی الملامت
کے باعث استیجاب رکھیں کہ ان کے کفر میں جانے میں حق کرتے اور ان کو کہہ دیا کہ ہم
گرتے۔ چنانچہ ایک دفعہ یہ گدا کہ ایک ایسے ہی مسلمان نے دوسرے مسلمان
کے گھر میں نقب دیا ایک تھپالہ آنے کا اور اس کے ساتھ کچھ تمباکو چرا کر لے
گیا۔ اس قصے میں اچھا کتا سواراغ تھا۔ چور کے گھر تک رسد میں آ کر تپ گیا۔
چور نے یہ سن کر ہی کہ مال اپنے گھر میں نہ رکھا۔ بلکہ راست ہی میں وہ مال لے
چا کر ایک بیڑی دے کے پاس لاناٹ رکھا یا چاروں اس واقعہ قاضی کو کہہ گئے
آئے کے سراغ پر چڑھ کر پکڑا مگر تلافی پر اس کے گھر میں جانو نہ نکلا۔ دوسرے
چور نے قسم کھائی کہ مجھ کو پھر نہیں چھوڑے گا۔ آئے کا سراغ آگئے کہ چھپنا نکلا یا تو مالک
نے اسی سراغ پر بیڑی کو چاڑھا۔ اس نے مال کا قتل کر لیا کہ میرے گھر میں
موجود ہے مگر میرے پاس تو راست نکلاں قصص لاناٹ رکھا ہے۔ میں چور نہیں
ہوں۔ مالک نے مقدمہ حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچایا۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اسے رسول انہم نے اپنی ہی کتاب چھپا

تعلیم میں بڑا عشا کا وقت ثلاثہ شب یا نصف شب تک بیان کیا گیا ہے تو اس سے مراد غیر مکروہ مستحب وقت ہے ایسے لئے امام ابوحنیفہؒ نے غرضاً پہلے وقت سے مغرب کی نماز میں تاخیر کرو ہے مگر حواشیی مکروہ اور حرمی نہیں ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سترہ اشفاق میں مغرب میں تاخیر کیا تھی۔ مگر عشا کی نماز میں اس وقت سے تاخیر کرنا جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (دوسرے دن) نماز پڑھی تھی اور آفتاب میں زبردی آئے تک صریح نماز میں تاخیر کرنا مکروہ اور حرمی ہے۔

امام اعظمؒ نے اپنے مسلک کی جانیو میں حضرت براءؓ کو وحی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے موافق حضرت براءؓ نے حکم کی اقتامت لکھ کر پڑھ لی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کی نماز کو بے غصہ ہو کر پڑھی۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ جب سخت گرمی ہو تو نماز کو غلط کرو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی آگ سے ہوتی ہے۔ (رواہ ابن ماجہ صحیح علیہ السلام)

وَلَا تَهْنُؤُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ إِن تَكُونُوا

اور ہم نے باروان کا بیچا کرنے سے اگر تم بے آرام ہوتے

(Handwritten musical notation)

تَالَهُونَ وَإِلَهُمْ يُهَونُ لَهُمَا بَعْرُ الْأُفُقِ

ہو تو وہ بھی ہے آرام ہوتے ہیں کسی طرح تم ہو گئے ہو

وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ وَكَانَ

اور تم کو اللہ سے امید ہے جو ان کو نہیں اور اللہ سب کچھ

$\frac{1}{2} \left(\frac{1}{2} + \frac{1}{2} \right) = \frac{1}{2}$

اللَّهُ عَلَيْهِمَا صَلَواتُهُ

جائے والا صحت والا ہے

تند بارو:

یعنی کھاری کی جستجو، اور ان کے حلقہ میں سے کام لیا اور کوٹا:

داگر تم کو ان کی لڑائی سے زخم اور درد پہنچا ہے تو اس تعریف میں غور

ایک ہیں۔ اور انکو وہم کو حق تعالیٰ سے دوامید ہیں جو ان کو

دن دنیا میں کفار پر غلبہ اور آخرت میں تو اب سیم۔ اور اللہ تعالیٰ ہمہا

سماج اور تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے۔ اسی کا جوہر ہے اس

ہمارے لئے بڑے مناج اور تھیل ہیں اور وہ کیا دلوں سے

اس کے امتحان کو بہت اچانک ہی ملتے ہوئے۔

اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ

پرہیزگار کرتے ہیں سب اللہ کے قادر ہیں

ایک امکان کی خوش ہندی:

مکملیت سے میں: جب ان لوگوں کی رفتار برائی صاف نکال دی گئی تو شاہد رہوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھلے شفقت جو آپ کو تمام ملحقہ شخصوں پر کیا اس پر حقانیت دلی سے ان غلطیوں کی معافی دے دی اس پر مشاوارہ کا زمانہ وہ زمانہ کی طرف ہو کر نہتے کیوں چلتے تھے؟ وہ ایسے لوگ اللہ کو نہیں سمجھتے تھے یہ تو کوس سے پھپھ کرنا تھا وہاں پر مشورہ کرتے ہیں اور اللہ سے نہیں شرم تھے جو یہ ہمت ان کے ساتھ ہے وہ ان کے قورمہ پر چڑھ رہی ہے اور اگر آپ نے ان کی معافی مانگی مائی تو آپ معافی دینگے گا اسکی تو پانچیں موجود تھیں وہ بھی دیکھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بابت

(تَجَوَّبَتْ لِي الْمَسْئَلَةُ وَجِبْتَ عَلَيْهِمْ الْحَدِيثَ فَاتُخَذَتْ مِنْهُمْ تِلْكَ الْحُسُوفُ فَذُكِّرُوا بِالْجَنَّةِ)

اور حضرت ابراہیم جو آپ کی خوش ہندی کیسے حقانیت دلی سے رہا، فرما کر ان لوگوں کی معافی: ہے۔ یہ تو دیکھ دیا۔ واللہ اعلم۔ ترجمہ دلی:

هَآئِهِمْ قَوْلُكَ جَدُّ لَمْ نَعْنَاهُمْ فِي الْحَدِيثِ

یہ تو تم لوگ بھلا کرتے ہو ان کی طرف سے

الدُّنْيَا قَمِنْ يُجَادِلُ اللَّهُ عَنْهُمْ يَوْمَ

دنیا کی زندگی میں مکران مکران کر چکا کہ ہم سے اللہ سے قیامت

الْقِيَمَةِ اَمْ مَنْ يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا

کے دن یا کون ہوگا ان کا کارفرما

بے جا حمایت کی مذمت:

اس میں خطاب ہے چوری تو ساروں لوگوں کو جو چور کے طرف دار ہوئے تھے حق اللہ تعالیٰ کو سب کو مطلع ہو جائے گا یہ جانتے سے چور کو قیامت میں کوئی نئی نہیں نکلا۔ چنانچہ کہ

وہ انصاریوں کا واقعہ:

مستحق رحمت ہے کہ وہ انصاری ایک دہائی کے باوجود میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا قبیلہ لائے اور اللہ کو دیکھ کر فرمایا تھا شاہد ہوا کوئی یہ تھا تو اس راستہ کو ان کو اس میرے فیصلے کی بنا پر ہے معافی کا حق نہ

لے۔ اگر آپ نے اسے کافر سمجھ کر ان میں جہنم بھیج دیا تو کفر آئے گا۔ اب تو وہ دونوں بزرگ روئے گئے اور برپا کیے گئے ان میں ایک حق بھی اپنے بھائی کو دے رہا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم میرا ترک کر جاؤ اپنے مور پر یہاں تک کہ تم سے ہو سکتا ہو ایک شخص سے تقسیم کرو پھر قرقر وال کر دے گا۔ اور ہر ایک دوسرے کو اپنا رہا سہا سہا کا حق صاف کر دے۔ اور ان کو شرم بھی یہ حد پیش ہے۔

چوری کے واقعہ کی تفصیل:

قرقر کی کتاب التفسیر میں یہاں حضرت قتادہ اس طرح مروی ہے کہ ان سے کہا کہ تم نے جو چوری کی تھی کیا تم کو خدا جس میں شرم اور شرم تھے۔ چنانچہ کہ وہ حق نہیں تھا اور ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بڑے کا کرنا اور پھر ان اشعار کوئی اور کی طرف منسوب کر کے خوب مزے لے کر چلا کرتا۔ اب یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ کیا نصیحت ان شعوں کا کہنے والا ہے یہ لوگ جاہلیت کے زمانے سے ہی قاتل مست۔ چلتے آتے تھے۔ دہانے کے لوگوں کا کہہ کر چور اور چور بن جھپ۔ پس تو محمد کو مکہ شام کے فونے ہوئے قاتل ہوں سے یہ خبر یہ ہے، جسے وہ خود اپنے لئے مخصوص کر لیتے ابائی کہ دالے لوگ جو اور چور بن کر چلتے۔ میرے بچاؤ نہ نہتے یہ بھی شرم کے آئے ہوئے قاتل سے ایک وجہ یہ وہ خرید اور اپنے بار مانے میں اسے محفوظ کر دیا۔ یہاں انصاریوں میں کھادی۔ یہ دیکھو بھی کبھی کوئی نہیں۔ راتوں کو چوڑیوں کے پیچے سے قبیلہ کا کرنا چاند بھی نکال دیا اور چھوڑا دیا اٹھائے گئے۔ کیا میرے چچا میرے چچا آئے اور سارا اللہ بیان کیا۔ اب ہم تمہیں کہہ رہے تھے تو یہ چاکر قیامت کو خارج حق کے کہ میں ایک جملہ دینی اور ایک کھانا ہے۔ جسے خانا دو چھپا ہے وہاں سے چوری کر گئے ہیں۔ اس سے پہلے حق جب اپنے کھانے کو اس سے چور ہو کر رہے تو اس قبیلہ کے لوگوں نے ہم سے کہا تو کہ تمہارا چور دینا میں کب ہے۔ تم جانتے تھے کہ قبیلہ کا کام نہیں رہا ایک رات ان سچ مسلمان شخص خود حضرت عبیدہ کو جب یہ خبر ملی تو وہ آپ سے باہر ہو گئے۔ خود ان کے امیر بنی کے پاس آئے اور کہنے لگے یا قوم میری پوری قوم کرو اور وہ میں تمہیں لکھ کر دوں گا ان لوگوں نے ان کی برکت کی اور معافی چاہی۔ دو چہرے گئے۔ ہم سب کے سب پر اس کیفیت کے بعد ایسی خبر پر پہنچے کہ چوری اتنا ہی ہے کہ ہے۔ میرے چچا نے مجھ سے کہا کہ تم کہہ کر دو اب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر تو کرو۔ میں نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کوئی بھائی کے گریہ سے پاس نہیں آیا بلکہ مسلمان ہی کے کہہ کے اٹھارے کر آیا ہے میں تجھے اپنے ہاں نہیں گھرانے کی۔ یہ روایت بہت سی کتابوں میں بہت سی سندوں سے منقول اور مختصر مروی ہے۔ جو مختصر این ہے کہ

وَمَنْ يَمُنْ سَوْءًا أَوْ يَطْلُبْ نَفْسَهُ لَمْ يَسْتَغْفِرْ

اور جو کوئی گرسے گناہ یا اپنا برا کرے مگر اللہ سے

لِلّٰهِ يَحِبُّ اللّٰهُ عَفْوَ رَاجِعًا

بازگشتہ سے تو چاہے اللہ کو بخشے والا مہربان

گناہ و ظلم اور ان کا علاج:

سوال اور ظلم سے بڑے چوڑے گناہ مہربان ہیں یا سوسے دو گناہ مہربان ہے جس سے دوسرے کو دلچسپیتے جیسے کسی پرست گناہی اور ظلم ہو نہ کہ اس کی خرابی اپنے ہی غصے تک رہے یعنی گناہ و گناہی سے اس کا علاج استغفار اور توبہ ہے توبہ کے بعد اللہ تعالیٰ الہت معاف فرما دیتا ہے اگر آدمیوں نے جان بوجھ کر غریب سے کسی جرم کی برأت عادت کر دی یا غلطی سے جرم کو بے قصور سمجھ گئے تو اس سے اس کے جرم میں تخفیف بھی نہیں ہوتی۔ البتہ توبہ سے باطل معاف ہو سکتا ہے اس میں اس پر اور اس کے سب طرف داریوں کو جو بدو و راست طرف داری جتنے ہوں یا غلطی سے کسی کو توبہ اور استغفار کا کارند ہو گیا اور ایسا رو لایک اس طرف بھی ہو گیا کہ اب بھی اگر کوئی اپنی بات پر ہمارے گناہ توبہ نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ ہی بخشش اور اس کی رحمت سے عزم ہوگا۔

صحابیہ گرامی کی حالت:

انہی راوی نے سند میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اَجِبْ آيَةُ مَنْ يَعْلَمُ نَبِيَّ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَمُنْ ذَوْنُ الْفُتُوَّةِ يَتَنَبَّأُ بِكَ تَحْصِيَةً اَنْزَلَ بَنِي تَوْبَةَ (ختم کے ماتے) اہل ہمارے لئے کھائے پیتے کا فائدہ ہمارا بار آور آیت

وَمَنْ يَمُنْ سَوْءًا أَوْ يَطْلُبْ نَفْسَهُ لَمْ يَسْتَغْفِرْ لِلّٰهِ يَحِبُّ اللّٰهُ عَفْوَ رَاجِعًا

بازل ہوئی۔

گناہ و بخشوانے کا طریقہ:

مذہب اہل حقوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بیان آیا ہے کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے سارا واقعہ کہا اور یہ بھی کہا کہ آپ ہمیں ہمارے اختیار و لواہیتے ملادی و انہی کی ضرورت تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اطمینان دلا دیا کہ اپنا میں اس کی تحقیق کروں گا۔ یہ خبر جب انوار حق کو ہوئی تو انہوں نے اپنا ایک آدمی آپ کے پاس بھیجا جس کا نام اسید بن عمرو تھا انہوں نے آکر کہا کہ یا رسول اللہ ایہ تو علم ہو رہا ہے انوار حق تو عبادت اور اسلام والے لوگ ہیں انہیں فائدہ ان نعمان اور ان کے بچا پور لگاتے ہیں اور بغیر کسی ثبوت اور دلیل کے چندی کا بد نما اکر ان پر رکھتے ہیں اور بغیر دیکھ و سب میں خدمت نبوی میں پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا یہ قسم بہت بُرا کرتے ہو کہ دیکھ اور اور دیکھ لوگوں کے ذمہ چندی دیکھتے ہو اور تمہارے پاس کوئی ثبوت اس امر کا نہیں۔ میں چپ چاپ وہاں چلا آیا اور دل میں سخت چہرمان اور پریشان فکر خیال آتا تھا کہ کاش کہ میں اس مال سے چپ چپا دے دست بردار ہو جاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا کوئی نہ کرتا تو چھوڑتا۔ اسے میں سے بچا آئے اور مجھ سے پوچھا کہ تم نے کیا کیا اُمیں نے سارا واقعہ ان سے بیان کیا۔ ان سے نہ کہ انہوں نے کہا اللہ امیر صحت دہائی سے ہم بدو چاہتے ہیں۔ ان کا یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بدو یہ وہی یہ آیتیں اتریں۔ پس خاتین سے مراد انوار حق ہیں۔ آپ کو استغفار کا علم ہوا اس فرمان سے جو آپ نے حضرت قواد کو فرمایا تھا۔ پھر ساتھ ہی فرمایا گیا کہ اگر یہ لوگ استغفار کریں تو اللہ انہیں بخش دے گا۔ پھر فرمایا کہ اگر وہ گناہ کے ذمہ آئے گا تو توبہ پانچ تین جرم ہے (توبہ تحفہ) تک یعنی انہوں نے جو حضرت یونس کی نسبت کہا کہ چار یہ ہیں۔ جب یہ آیتیں اتریں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انوار حق سے ہمارے اختیار دلائے۔ میں انہیں لے کر اپنے بچا کے پاس آیا۔ یہ بچا سے بڑھے تھے۔ انھوں سے بھی تم نظر آتا تھا۔ مجھ سے فرمانے لگے جینا جانا یہ سب اختیار اللہ کے نام خیرات کر دو۔ میں ان تک اپنے بچا کی نسبت قدر سے دو گنا تھا کہ یہ دل سے اسلام میں پورے طور پر داخل نہیں ہوئے لیکن اس واقعہ سے یہ بدگمانی میرے دل سے دور کر دی اور میں ان کے سچے اسلام کا قائل ہو گیا۔ بشریہ آیتیں سن کر مشرکین میں جا ملا اور علاقہ بنت امہ بن سید کے ہاں جا کر اپنا قیام کیا۔ اس کے بارے میں اس کے بعد کی دو آیتیں وَمَنْ يَفْضَلْ الْفُتُوَّةَ يَسْتَغْفِرْ لِلّٰهِ يَحِبُّ اللّٰهُ عَفْوَ رَاجِعًا ہوئیں۔ اور حضرت حسان نے اس کے اس فعل کی خدمت اور اس کی بدو اپنے شعروں میں کی۔ ان اشعار کو سن کر اس صورت کو بدی ظہر آئی اور پھر کب سب اسباب اپنے سر پر نہ کہ کر ان میدان میں پھینک آئی اور کہا تو

چھوڑ دو چھوڑ کر دینا میں گیا۔ واللہ اعلم۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ

وَمَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ

اس کے سوا جس کو چاہے

یعنی شرک سے بچنے کے لئے کچھ نہیں ہے، اللہ بخش دے گا۔ مگر شرک کو ہرگز نہیں بخشتے، بلکہ اللہ کے لئے طلب ہی مقرر فرما چکا تو چوری کرنا اور تبت جیسی لٹکانا اگرچہ کبھی ہو گا تو بھی بخشتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس چور کو بخش دیتا۔ لیکن وہ چور رسول کے حکم سے بھاگا اور مشرکوں میں جا ملا۔ تو اب اس کی معفرت کا احتمال بھی نہ رہا۔

شرک کا مقہوم:

فائدہ: اس سے یہ معلوم ہوا کہ شرک یہی نہیں کہ اللہ کے سوا کسی کی پرستش کرے، بلکہ اللہ کے حکم کے مقابلہ میں کسی سے حکم کو پسند کرنا، یہ بھی شرک ہے۔ جو تحریر چلی

شرک اور کفر کی سزا کا دیا ہوتا:

یہاں بعض لوگ شاید کہتے ہیں کہ سزا اللہ پر عمل ہوتی چاہئے۔ شرک اور کافر نے جو جرم کفر اور شرک کا کیا ہے، وہی وہ حد و عت کر کے لٹا دیا ہے تو اس کی سزا غیر حد و عت اور دینی کیوں ہوگی؟ جواب یہ ہے کہ کفر و شرک کر کے ۱۰۰ بچنے والے کو جرم ہی نہیں بھگتا ہے، اس لئے اس کا سزا ہم قطعاً نہیں دیتے کہ ہمیشہ اسی حال پر قائم رہے گا۔ اور جب مرتے ہیں تو اس پر قائم رہا تو اپنے اعتبار کی حد تک اس نے جرم دیا ہی کر لیا۔ اس لئے سزا بھی دینی ہوگی۔

قلم کی تین قسمیں:

قلم کی ایک قسم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہ بخشے گا۔ دوسری قسم وہ ہے جس کی معفرت ہو سکتی گی۔ اور تیسری قسم وہ ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے بغیر نہ چھوڑا ہے۔

پہلی قسم کا قلم شرک ہے، دوسری قسم کا قلم حقوق اللہ میں کوتاہی ہے اور تیسری قسم کا قلم حقوق العباد کی خلاف ورزی ہے۔ جو ان کو عذاب سزا دیا جائے۔

شرک کی حقیقت:

شرک کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مخلوق کو عبادت یا محبت و

تعظیم میں اللہ تعالیٰ کے برابر سمجھنا ہے۔ قرآن کریم نے مشرکین کے اس قول کو جو وہ جہنم میں بھیج کر رکھیں گے، نقل کیا ہے۔

تَالَيْتُكُمْ لَئِنْ آتَاكُمْ مِنْهُ لَتَكُونُنَّ مِنْ الْقَاطِلِينَ

”یعنی تم خدا کی قسم کھلی کر رہی میں تھے۔ جب کہ تم نے تم کو اللہ رب العالمین کے بارے میں قرار دیا تھا“ عارف القرآن مفتی صاحب نے شرک کے علاوہ ہر گناہ معاف ہو سکتا ہے:

بقیہ نے یہ روایت شہاک حضرت امین عباس کا قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا نزول ایک روز ہے اعرابی کے حق میں ہوا تھا۔ جس نے خدمت گمراہی میں حاضر ہو کر عرض کیا تھا، یا رسول اللہ! میں گناہوں میں غرق ہوں۔ اتنی بات ضرور ہے کہ جب سے میں نے خدا کو پہچانا اور مانا ہے، اس وقت سے کسی بھی چیز کو اس کا شریک نہیں قرار دیا۔ اور نہ اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو کبار مانا، اور نہ اللہ کے خلاف جری ہو کر گناہوں کا ارتکاب کیا، نہ میرے دماغ میں کبھی یہ بات آئی کہ میں اللہ سے بھلا کر بے گناہ گردوں کا۔ اب میں (گناہوں پر) پشیمان ہوں، تو یہ کرتا ہوں، معافی چاہتا ہوں۔ میرا کیا حال ہوگا؟ اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ چنانچہ شہاک کی یہ روایت بیان کی ہے۔ بقیہ نے لکھا ہے کہ اہل حد کے متعلق آیت ذیل نازل ہوئی۔ جو تحریر تھی

وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ صُلًى كَبُوعِيدًا

اور جس نے شرک قسم کیا اللہ کا وہ بیکہ کر دور جا چلا

مشرک کی گمراہی:

اور جہاں اس لئے کہ وہ شخص تو اللہ ہی سے صریح منحرف ہو گیا اور اللہ کے مقابلہ میں دوسرا معبود بنا کر شیطان کا پورا مطیع ہو چکا۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی رحمت سے مستغنی ہو بیٹھا اور جو اتنی دور جا چلا تو اللہ کی رحمت اور اس کی مغفرت کا کبھی مستحق ہو سکتا ہے۔ بلکہ ایسے شخص کی مغفرت تو خلاف حکمت ہوتی چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے لوگوں کو مغفرت سے صاف باہر فرما دیا گیا اور مسلمان کتنا ہی سخت گناہ کرے، چونکہ اس کی غرابی صرف اعمال تک ہے، اس کا عقیدہ اور تعلق اور توقع سب جوں کی توں موجود ہیں۔ اس کی مغفرت ضرور ہوگی، جلدی یا دیر کے بعد۔ اللہ اس پر چاہے گا، خلق اسے گا۔ جو تحریر تھی

ہزار میں ایک ہفتی:

حسن نے کہا، ہر ہزار میں سے ۹۹۹ دوزخ کو اور ایک جنت کو جانے گا۔ میں کہتا ہوں، حدیث بہت النار میں ایسا ہی آیا ہے۔ یا مفرطہ کا معنی ہے ہزار ایک۔ یعنی خوش نصیبوں سے ایک ہر ہفتوں کی ہمارے۔

(وَلَا تُخْذِلُكُمْ) اور سرور (واقعی سے) ان کو بھلاؤں گا۔ یعنی ان کے دلوں میں سو سے ۱۰۰۰ ان کو خواہشات نفس کو آراستہ و چراستہ نفس میں ان کے سامنے لاؤں گا۔ گمراہ کرنے کی بہت شیطان کی طرف بخاری سے (حقیقت میں گمراہ کرنے والا اور جاہل باب بائیں والا) اللہ ہی ہے۔ شیطان تو گمراہی کا ایک ذریعہ ہے۔

شیطان کا طریقہ:

حضرت ابو ہریرہؓ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے بعض لوگوں کے پاس شیطان آکر کہتا ہے، اس کو کس نے پیدا کیا (پھر) اس کو کس نے پیدا کیا۔ (بندہ کہتا چلا جاتا ہے کہ سب کو رب نے پیدا کیا)۔ لہذا اگر کوئی اس وجہ پہنچ جائے تو اس کو اللہ کی پناہ مانگی جائے (کیونکہ یہ تو شیطان کی تہمت ہے) اور (اپنے تہمت سے) باز آجانا چاہئے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو محفوظ رکھے گا۔

(وَلَا تُخْذِلُكُمْ) اور میں یقیناً ان کو (باطل) اور میں اللہ کے کائنات قیامت ہوگی۔ نہ عذاب ہوگا اور نہ کوئی بھی بہت لمبی ہے۔ اور باوجود عبادان کو کسی کے سعادت آخرت تم کو ملے گی۔

شیطان کا خون کی طرح دھوڑنا:

حضرت انسؓ روایت ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انسان کے اندر جہاں خون دھڑکتا ہے، شیطان بھی وہاں دھڑکتا ہے۔ (ابو داؤد، ترمذی، مسلم)

حضرت ابن مسعودؓ روایت ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آدمی کو ایک کچھکا شیطان کا اور ایک کچھکا قریش کا ہوتا ہے۔ شیطان کا کچھکا تو شر کا آرزو مند کرنا اور قریش کو چھٹا ہے۔ اور قریش کا کچھکا تو شر کا وعدہ والا اور حق کی تہمت دینا کرتا ہے۔ اگر کسی کو یہ چیزوں جانے تو یقین کر لے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے، واللہ کا شکر کہ یہ حق ہے۔ (صحیح بخاری، ترمذی، ابن ماجہ)

وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّن دُونِ

اور جو کوئی اللہ سے شیطان کو دوست اللہ کو چھوڑ کر

اللَّهُ فَقَدْ خَسِرَ خَسْرًا قَبِيًّا اَلَا يَعِدُكُمْ

تو وہ چاہتا ہے کہ تم انسان میں ان کو وعدہ دیتا ہے

دار و دنیا، پانچوں کے سر پر چوٹیاں رکھتی کسی کے نامی۔ مسلمانوں کو ان کاموں سے بچنا ضرور ہے۔ (ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ) اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے ہتھے لگام میں کسی میں تکبیر کرنا بہت سخت بات ہے۔ جو چیز اس نے حلال کر دی، اس کو حرام کرنا، یا حرام کو حلال کرنا اسلام سے نکال دیتا ہے۔ تو جو کوئی ان باتوں میں جتنا، وہاں کو یقین کر لیتا، چاہے کہ میں شیطان کے مقررہ حصہ میں داخل ہوں، جس کا ذکر کرنا۔ (صحیح بخاری)

تغییر قطع اللہ میں منہ پر ذیل امور داخل ہیں۔ حامی (ترسانہ) کی ایک آنکھ پھوڑ دینا (مہربا کر مشرک کیا کرتے تھے)۔ غلاموں کو خضی بنانا، گونا (یعنی سوئی) سے گوارا اس میں کامل بھرنے کا کھال پر تیل بولنے یا کسی مندر وغیرہ کی تصویر کھد جائے) اور انہوں کو ریت کر تیز کرنا، (لاش کو) ملکہ کرنا (یعنی ناک کان یا تاجہ پاؤں کا بند دینا) اور اوست یا مفرطہ کا آپس میں خلق کرنا، چاند سورج اور چتران (اور ششوں اور پاؤں وغیرہ) کی پوجا کرنا، ہاتھ پاؤں اور بدنی طاقتوں کو ان کاموں میں صرف کرنا جس میں کسی طرح کا کمال پیدا کرنے والے نہیں، حضرت محمدؐ کوئی شیطان یعنی اسلام کو بگاڑ دینا۔

فُطْرَةُ اللَّهِ:

حضرت ابو ہریرہؓ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا عیسائی یا مجوسی بناتے ہیں۔ جس طرح چوپایوں کا بچہ پورے اعضا دکھایا ہوتا ہے (تہذیب لگا ہوتا ہے نہ نکالنا چاہیے)۔ کیا تم (پیدا ہونے کے بعد) جانور کے بچے کے) ناک، کان، لب، ہاتھ، پاؤں، کتے ہونے پاتے ہو؟ اس بیان کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قَدْ فَطَرْتُ اللَّهَ الْبَرَّ فَطَرْتُ النَّاسَ عَلَیْهِ اَدَمَ بَنِي اَدَمَ لِيْ فَطَرْتُ الْبَرَّ

(رواہ البخاری و مسلم فی صحیحہما)

گودنے اور گودانے والی:

حضرت عائشہؓ روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطرت کرتے تھے گودنے والی، گودانے والی، بال جوڑنے والی اور جودانے والی۔

جانوروں کو خضی کرنا:

حضرت ابن عمرؓ بیان ہے کہ حضرت عمرؓ جانوروں کو خضی کرنے سے منع کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے، (یہ صحوتری) تو زہل میں ہی ہے (ان کی تعظیم درست نہیں)۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جانوروں کو خضی کرنے میں کوئی گناہ نہیں (ابو داؤد)

کر سکا۔ مجھے اللہ کی طرف سے وہ چیزیں نظر آ رہی ہیں جو تم کو نظر نہیں آتیں۔
وَيُفَسِّدُهَا اور ان کو امید میں ڈالتا ہے۔ باطل امید میں جن کو وہ
 بھی نہیں پاتے، مثلاً طویل عمر اور کثرت مال کی امیدیں۔

وَمَا يَعْزُبُ عَنْهُ الشَّيْطَانُ مِنْ شَيْءٍ اور شیطان کا وعدہ و وعس
 فریب ہی ہوتا ہے۔ نقصان رساں فعل کو قطع مطلق اور سو سو مرتبہ کام کو مکرر
 آفریں دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: شیطان بعد علم انفسہ یعنی شیطان تم
 کو اٹھاس سے ڈراتا ہے۔ کہتا ہے اگر اللہ کی راہ میں خرچہ کر کے یا رشتہ
 داروں کو دے دو گے تو جہنم نہ پہنچاؤ گے۔ یا خبر گیری کہ

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل کے اچھے

سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

انہو ہم داخل کریں گے جنوں میں کہ جن کے نیچے جنتی ہیں

الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا

شہریں رہا کریں ان ہی میں ہمیشہ وعدہ ہے اللہ کا سچا

وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَقًّا

اور اللہ سے سچا کون

شیطان سے محفوظ رہنے والوں کے ساتھ اللہ کا وعدہ:

مَن كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَفْوَاجًا مِمَّنْ هُمْ أَقْرَبُ إِلَى اللَّهِ وَأَبْغَى إِلَى الْأَعْيُنِ وَأَنزَلُ فِي الْقُلُوبِ أَلْفَ سَلَامٍ
 ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے والے لوگوں کے لئے بڑا ہوا، میں رہے ہیں۔ اور یہ اللہ کا
 وعدہ ہے کہ جس سے جی کسی کی بات نہیں ہو سکتی، بھلائیے یہ وعدہ ہے کہ جو لوگوں کو شیطان
 کی بھولی باتوں میں آ کر نہ گمراہی اور غفلت کی ذی صفت نہ کر لیا ہے۔ اور اللہ عزوجل

لَيْسَ بِأَمَانِيكُمْ وَلَا أَمَانِي أَهْلِ الْكِتَابِ

نہ تمہاری امیدوں پر نہ ہمارے اور نہ ان کتاب کی امیدوں پر جو کوئی

مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزِيهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ

بڑا کام کرے گا ال کی سزا پانچ اور نہ پاتے گا

مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا اور

اللہ کے سوا اپنا کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار اور

وَيُفَسِّدُهَا اور ان کو امید میں ڈالتا ہے اور جو کچھ وعدہ دیتا ہے

الْأَعْرُورَ اور ان کو امید میں ڈالتا ہے اور جو کچھ وعدہ دیتا ہے

ان کو شیطان سو سب فریب ہے انوں کا لٹکا ہوا ہے اور انوں

يُعَذُّونَ عَنْهَا مَحِيضًا

پاؤں لگے ہاں سے لکھن بھاگے گا کچھ

یعنی سب شیطان کی غیبت و شرارت اور اس کی عداوت کی کیفیت
 خوب معلوم ہو چکی تو اب اس میں کچھ شک نہ رہا کہ اپنے سچے معبود سے
 منحرف ہو کر یہ کوئی اس کی موافقت کرے گا، غیبت نقصان میں نہ لگے گا۔
 اس کے تمام وعدے اور امیدیں محض فریب ہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ ان سب کا
 ٹھکانہ دروغ ہے۔ اس سے غفلت کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ اور اللہ عزوجل کا
وَمَنْ يَلْعَبْ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِ اور جو شخص خدا تعالیٰ
 کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنائے گا، یعنی جو شیطان کو اپنا رب بنائے
 گا کہ اللہ کے حکم کے خلاف شیطان کے حکم کو مانے گا۔

نکلت: آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ شرک کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا
 مقبول نہیں۔ اللہ کی شرک آمیز عبادت درحقیقت اللہ کی عبادت نہیں، بلکہ یہی
 عبادت ہے۔ اللہ کی عبادت، یہی عبادت کے ساتھ ہی نہیں ہو سکتی۔

شرک کے ساتھ اللہ کا معاملہ:

حضرت ابوہریرہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ
 نے ارشاد فرمایا ہے، میں تمام شرکیوں سے زیادہ شرک سے نفی ہوں۔ جو شخص
 اپنے عمل میں میرے ساتھ وہ عمل کرے جو شرک کرتا ہے، میں اس کو لوہاں کے
 شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔ اور یہی آیت میں آیا ہے، میں اس سے نفی ہوں۔ اس
 کا عمل ہی (شرک) کیلئے ہے جس کے لئے اس نے کیا ہے۔ اور اللہ عزوجل
يُعَذِّبُهُ شیطان ان کو دھت سے دیتا ہے۔ یعنی باغیوں میں فاسد و

شیطان پیدا کرتا ہے، وہ اپنے دوستوں کی رہائی ایسے وعدہ سے کرتا ہے جن کو
 وہ جی چاہے کرے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ شیطان خود آدمی کی عقل میں آ کر
 کامیابی کے لالچ دیتا ہو۔ جیسے ملک بدر میں کیا تھا اور کہا تھا، لا غالب لكم
 اليوم۔ آج تم پر کوئی غلبہ نہ پائے والا نہیں، میں حاضر ہوں۔ لیکن،
فَلَنْ تَرَوُنَّ الْعِثْنَ عَلَى عَذَابِهِ سب آدمیوں کے لئے آگ
 سامانہ اور آگیاں سامانہ کر بھانگ گئی۔ اور کہیں کہ آج تمہاری کوئی حمایت نہیں

مومن کی بیماری:

ابن ابی حنیہ اور احمد، بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ ان دونوں بزرگوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ مومن پر جو بیماری آئے، اگر آجائے۔ خدا اس کو اس کے گناہوں کا عفو کر دیتا ہے۔ صحیحین و غیرہ میں حضرت عائشہؓ و غیرہ کی روایت سے بھی ایسا آیا ہے۔ ابن ابی اللہ یونس، بخاری نے حضرت زید بن اسلمؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادے تھے: جس کسی مسلمان کو کوئی عیب آجائے، وہ یہاں تک کہ کوئی کاٹنا بھی لگے ہے، اس کا تیرہ روز تو ہوتا ہے۔ یہ ایسے ذلت خیز ہوتی ہے۔ یا تو کسی عیب کے مرض اللہ کا کوئی مکر و معاف کر دیتا ہے جو پھر اس کے معاف ہونے اور نیک ہونے کی اس کو کئی فرصت پر پہنچا دیتا ہے یا اس میں مصیبت کے بغیر اس کو عزت پر پہنچا لیتا ہے۔

ابن سعد و بخاری نے حضرت ابو طلحہؓ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کے بعد میں میری جان ہے، اللہ اللہ نہ کرے کہ وہ کبھی بیمار ہو جائے۔ اور یہ صرف اللہ کی طرف سے ہندو نہیں ہوتی ہے۔ سنت۔ کہ اس کا عفو کیا اور عافیت ہوگا جس پر پھر اس کو دس سال جلا ہونے کے اور کئی مہینے اور کئی برس بخاری نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے بھی ایسی حدیث نقل کی ہے۔

صحابہ پر اس آیت کا اثر

جامع ترمذی و ترمذی ابن جریر و غیرہ نے حضرت صدیق اکبرؓ کی حدیث سے روایت کر کے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ آیت قرآن پڑھی تو فرمایا: یہ اس کو سنانا تو اس پر یہ اثر ہوا جیسے گھوٹے کی رو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اثر دیکھ کر فرمایا کہ یہ بات ہے؟ تو صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کون ایسا ہے۔ جس نے کوئی بھائی نہیں کیا، جب وہ میری بی بی بنتی ہے تو ہمیں سے کون بٹے گا؟ یہ فرمایا: وہ کوئی آپ اور آپ کے مومن بھائی کوئی گھر نہ کرے۔ ایسا کہ: یہ کیا کالیف کے ذریعہ آپ لوگوں کے گھر میں کا کھانا ہو گا۔

یہ حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ یہ آپؐ کا بھائی ہو گا۔ آپ کوئی مسرت اور نہیں پہنچے۔ صدیق اکبرؓ نے عرض کیا: یہ کب تک چلی جائے گی۔ آپؐ نے فرمایا: یہی روز ہے کہ اللہ کے جلال کی

يَعْمَلُ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى

یہ کوئی کام کرے ایسے مرد جو یا عورت

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا

ہو اور انہیں دکن ہو وہ دونوں داخل ہوں گے جنت میں

يُضِلُّونَ نَقِيرًا

اور ان کو حق سے غمگین ہو گا کل عمر

معرفت کیسے تک عیس کی ضرورت:

کتاب والوں یعنی یوں ہیں اور خیرانوں کو خیر کی حق ہمہ خاص بندے میں دس گناہوں پر غفلت۔ بیک وقت ہوتے ہوتے ہمارے جانیں گے۔ ہمارے پیغمبر بیت کر کے ہم کو ہمیں گے۔ ہر وہاں اہل اسلام میں اپنے حق میں یہی خیال کر لیا کرتے ہیں۔ ہمارے دیکھو کہ ہمارے خواب کسی کی امید ہو۔ خبر پر غفلت اور غفلتیں۔ خود کر کے گا بکرا جائے گا۔ کوئی یہ اللہ کے عذاب سے بچنے کی صورت ہمیں آگئی۔ اللہ میں نہ بچا۔ یہی چیز ہے جہنم۔ وہی کی مصیبت۔ چاروں کو یہاں کرنا۔ اور جوئی عمل نیک کرے گا۔ یہ طریق ایمان بھی سمجھا دیا ہے۔ ایک سنت میں جا میں نے اور دینی ٹیڈی ہر چار خواب یا میرے گے۔ غافل ہو کر خواب و بھوک کا غفلت نہال ہے۔ یہ کوئی امید اور آرزو ہے تو نہیں ہوتا۔ یہ امیدیں چارہ ہوتی ہیں۔ ہر ایک کے ہونے ہوتے۔ وہ خیر ہوتی ہے۔

بیعت نبوی

حضرت ہارونؓ نے اس کی روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس کو سنانا تو اس پر یہ اثر ہوا جیسے گھوٹے کی رو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اثر دیکھ کر فرمایا کہ یہ بات ہے؟ تو صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کون ایسا ہے۔ جس نے کوئی بھائی نہیں کیا، جب وہ میری بی بی بنتی ہے تو ہمیں سے کون بٹے گا؟ یہ فرمایا: وہ کوئی آپ اور آپ کے مومن بھائی کوئی گھر نہ کرے۔ ایسا کہ: یہ کیا کالیف کے ذریعہ آپ لوگوں کے گھر میں کا کھانا ہو گا۔

حضرت ابو بکرؓ ظہر کی بجائے کسی اور بیانی میں ہے کہ آپ صرف اللہ
تعالیٰ ہی تھے مگر ان کے سامنے اپنی وحدت تک پیش کرتے تھے۔ آپ
رہنے سے لیتے تھے وہ اللہ سے سوا کسی کی طرف چار نہیں کرتے تھے۔
مکتبہ کاغذی لکھنؤ میں موجود ایک خط میں حضرت ابو بکرؓ کا نام میں
اس کا ذکر چار مرتبہ آیا ہے جس سے وہ آپ کو خدا پر نماز کرنے کے
لئے اپنی طرف سے جو شخص سے اس کے غریب پر تو نہ ہو کہ اللہ
اس کو اپنا ظلم نہ کرے اور حسیب کے ذکاوت پر نہ کرے۔

حضرت ابو بکرؓ کا ایک عجیب واقعہ:

عبداللہ بن ابی اسد بن ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے تئیں اس
میں اپنے ہی اسم کے ساتھ سب کا بیانیات کیا کہ میں پر سب سے اول ہوں
شروع تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوا۔ مگر پھر وہ دینے ہی
اور سب لوگوں کے ساتھ تھیں پھر حضرت ابو بکرؓ کی آمد سے بعد اپنے لئے
جب تک کہ اس کے پاس پہنچے تو اس نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے عرض
کیا آپ انہی سے خدا پرست ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نے اپنے لئے اللہ اور آپ
پہنچے تو خدا پرست ہو گیا۔ آپ نے کہا میں نے حضرت ابو بکرؓ کے بعد اللہ پرست
ہے جس کے بعد میں ہوں اور اللہ ہی ہے میرا خدا ہے۔ یہاں بھی اس وقت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سب کو شرف سے لایا ہے اور ان کے
سب پر ہے اور ان کے لئے اللہ اور آپ کے شرف سے ہے۔ یہ وہی ہے
کہ وہ منکر خدا کا نام لے کر حضرت ابو بکرؓ کے بعد اللہ پرست ہو گیا۔
اور ابھی میں آپ کو گھر جاتا تھا۔ سب کے ایک دین کے لئے کہ میں نے اس طرف
سے جو آپ نے جو کہ تمہارے والدین کو پرانے کے لئے جس میں دین کے
لئے لایا جائے۔ مگر جو کہ وہ پہنچے ہی ان کو یہی سن کر فوراً تھوڑے سے
بعد میں ہی تو کہہ کر چلے گئے اور یہی سنا کر آپ نے کہا یہ بت لے لی اور کچھ
نہی ماننا نہ کر رہا تھا۔ اس کے بعد میں نے اس کی بات میں کہا کہ وہ
لو کہ میں نے تم کا نام لکھا ہے اس کے فوراً میں نے کہہ دیا۔ لے لے لکھا پھر ان
اور اراکین کے سامنے لے کر ان کے پاس پہنچے جس وقت کہ وہ گھر میں آئے
کھا انہیں خطاب کرتا کرتا کہ آؤ پھر یہ کہ جس سے تیار کیا ہو وہی نے کہا
ہی تم سے چڑھ گیا کی ہے آپ نے کہا کہ میں نے تم سے چھٹا آپ کو کہہ دیا
یہ سن کر وہ غصہ مچا دیا۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا۔

امت کے اعمال اور کمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اعمال و کمال ہیں
ظہر صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ ہے کہ جو شخص کوئی اچھا طریقہ جاری

کرے گا۔ اس کو اس طریقہ پر کرنے کا ثواب بھی ہوگا اور ان کو نبی کے گھر
کا بھی ثواب ہوگا۔ اور اس طریقہ پر جس کے گھر میں ہیں۔ ان کے ثواب
میں اس سے کوئی کمی نہیں ہے۔ کی۔ حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ نبی کا استقامت
نے والا بھی نکل کر آئے والے کی طرف ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ
امت کے میں اور ان کے ساتھ ہر حال میں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال اور
کلمات میں ہے۔ انہوں نے آپ سے اپنی امت کے لئے ان کی مثال
کلمات کو ثواب کرنے کے لئے ہی دعا کی تھی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت ابو بکرؓ کے لئے دعا فرمائی تھی کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی اور ان کے لئے
جو یہ دعا حضرت ابو بکرؓ کے لئے دعا فرمائی تھی وہ دعا قبول فرمائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام:

قرآن مجید اور حدیث میں جو روایت ہے حضرت ابو بکرؓ کی روایت ہے۔ وہ ان کا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک شخص اللہ سے روایت
میں روایت کرتا ہے۔ ان میں سے کسی کو بھی اللہ کا صاحب نہیں اور وہ اللہ کا
نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے۔ یہ پہلے میں ہی خلافت کو رکھا اور
اس سے پہلے میں ہی خلافت کو قبول کر لی اور یہ کہ میں نے جو اللہ سے
پہلے میں ہی خلافت کی تھی۔ یہ اللہ کا ہے اس کو قبول کر لیا۔ وہ اللہ کا
نہیں ہے۔ ان کے لئے یہ دعا فرمائی تھی کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پہلے میں ہی امت سے ان تمام احوال پر جس سے انہوں نے ہر روز ہر روز کہا اور
پھر فرمایا ہے۔ ان میں سے ہر ایک نے دعا کی کہ میں نے کائنات میں یا ہے
کہ اللہ نے انہیں کو امت کے لئے اور سب کو کام کے لئے اور کون سے
میں اللہ کو پرست کرنے کے لئے۔

امت محمدیہ کی مثال:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا میری امت کی حدت
بارش میں ہے کہ میں نے اس کا دل صاف کر دیا ہے۔ یہ اللہ کا ہے یا اللہ
کی طرف سے جس سے ایک سال ایک ہفتہ کو اور دوسرے سال دوسری
ہفتہ کو کھانا کھانا ہے جو کھانا ہے کہ دوسرے سال دوسری ہفتہ
ہفتہ سے زیادہ اور اس کا واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں
ہو۔ اور ان کی امت میں ہر روز ہر روز۔

عمل کے مقبول ہونے کی شرطیں:

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر ایک عمل کے مقبول ہونے کی اور

تَقْوُوا لِلَّهِ الْمَخْشَى بِالْقَبْضِ

قیوموں کے حق میں انصاف پر

سبب نزول:

اس سورت کے اول میں تاکید فرمائی گئی تھی جسوں کے حق اور کرنے کی اور نہ، بالفاظِ قدیم، ان کی جس کا وہی شکلا جیسا کہ جو اُس پر جانتے کہیں اس کا حق پر اور ان کے کھوں کا تو خدا اس کی سے کائن نہ کرے۔ بلکہ کسی دور سے اس کا کائن کر دے اور آپ نے اُن کو مہربانی دے اس پر مسئلوں نے اس کی عیون سے کائن کرنا سورت کا یہ مختصر قرآن ہے معلوم، اور کچھ ایسی جگہ لڑائی کے حق میں میں بھیجے کہ اس کا وہی حق ایسے کائن میں لائے جسکی نہایت دور سے گا غیر نہ کرنا کاتب مسرتوں نے معصرت علی اللہ مایہ وسلم سے کائن کی اجازت مائی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور نصرت نئی گئی اور فرمایا کہ وہ جو پلہ نہایت جانی کی حق اور دعائیں مسرت میں تھی کہ ان کا حق پر اور ان کے اور پیشوں سے حق دکر نے کی تاکید کی گئی تھی اور ان تھیں کے ساتھ سلطان اور بھائی کر نے سماد اور سالیان کا کیا جائے تو اجازت ہے۔ اور نہ کائن

فائدہ: عرب اور قرآن میں تھیں کو بعض حقوق میں عہدہ رکھتے تھے میراث نہ دے تھے اور سب سے بڑے کہ یہ ان اس کا حق ہے جو انھوں سے لائی کرے۔ نیز لڑکیوں سے ان کے اولیاء کائن کر کے لفظ اور میراث کی اور ان کے دل میں بے جا تصرف کرتے تھے۔ چنانچہ اس سورت کے اول میں ان باتوں کی تاکیدات کر دی گئیں اب اس سورج پر چند کتب پہلے سے جو ارشاد ہوا ہے اس کا خلاصہ ہے۔ جبکہ واجب لکھا جائے ہم اللہ کی بات کی کہ کسی کا دستور کسی کا نہیں کسی کی آمد اور اور جیس کا قابل قہر نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی کی بات سنی اور اللہ کے حکم کا پھڑ کر اس پر عمل کرنا سورج حکم اور اگر ان سے اور اس مسنون کو طرح طرح سے تاکیدات علیہ کے ساتھ ظاہر کر کے رکھنا چاہے اب ان سے بعد قیامت ساتھ حوالہ کر کے کہ جسے اور مساک امور حق اور شیخ لڑکیوں سے نکاح کے متعلق طائے جانتے ہیں تاکہ ان تاکیدات کے بعد کسی کا وہ حق دے جس میں کی بات باقی نہ رہے نہایت ہے کہ جب عورتوں کے متعلق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم میراث ظاہر فرمایا تو بعض عرب کے سر اور آپ کی خدمت میں آئے اور قہر سے کیا کہ ہم نے سہا ہے کہ آپ میں اور بھی کبیر سے دعوئے جیوں اور فائدہ میراث تو ان

کا حق ہے جو انھوں سے لڑیں اور نصرت کا مال ان میں۔ آپ نے فرمایا وہ ملک حق تعالیٰ کا ہے کسی حکم کے کہ ان کو میراث میں جانتے تھے ارشاد ہوا اس طرف کہ ارشاد: **وَأَمَّا الْكُفَّارُ الْكَاسِبُ فَلَهُنَّ أَصْحَابُ الْمَالَ** کے بعد ان حضرات سے یہ فرعون بن علیہم وعلیہم السلام ہیں کہ کائن میراث کے معاملات میں اپنے زیر دستوں کی اولیٰ حق میں رکھے اور انھیں رکھتے اور حکم خداوندی کے قائل میں اپنے متابع اور اغراض دانی اور ان کی قوم سے جو میراث دانی اصلاح ان میں کرتے تھے قہر ان کی فساد کے متعلق سے بھی پرہیز کرتے ہیں جو کرتے ہیں سبقت اجازت لینے کے بعد کرتے ہیں۔ اہل علم وادب

وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ

اور جو کرو گے بھائی سو اللہ کو

یہ علیہ السلام

معلوم ہے

یعنی اللہ تعالیٰ کو بھائی اور ذرا دیر الی معصوم ہے۔ قہر میں اور عورتوں کے حق میں جو بھائی کر گئے ان کا جواب ضرور دیا گئے

وَأِنْ أَمْرًا كُنْتَ خِيفَتْ مِنْهُمْ فَأُفْضِلْ

اور اگر کوئی صورت ڈرے ایسے خائف کے کرنے سے

أَوْ أَعْرَضُوا فَأَعْلَمْ عَنْهُمْ أَنْ يُضْلِعُوا

یا خفا کر جانے سے تو کچھ نہ کہیں دانی پر کہ کہیں

بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ

تھیں کسی طرح میں اور صلح خوب چیز ہے

یعنی اگر کوئی صورت خوف کا مال ہے۔ نہ میراث دیکھ اور اس کا خوش اور متوجہ نہ کرے گا پس اس اختلاف فیہ میں سے کچھ میراث میں اور ان کی کرنے تو اس میں مصالحت میں کسی کے اسے کہ نہ کہیں دانی میں مصالحت اور مصالحت بہت ہی اچھی بات ہے نہایت ہے وہ میراث کو لگے کر اور بار بار اس کے کہنا میں مصالحت کر دینا ہے۔ جو وہ چاہے

اور دوا کی زندگی کے متعلق چند قرآنی ہدایات:

وَلَا يَأْتِيكُمُ الْفِتْنَةُ مِنْ فُلُكُمُ الْمُنَافِقِينَ (المنافقہ) اور سچا حکم میں جن آدموں میں منافقین شامل تھے اور دوا کی زندگی کے اس صحاح اور حکم

ہم۔ جو تقسیم ہو کر

مسئلہ: صاحبِ رسولان صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کیا انتقام ہے کہ قرآن مجید کی باری (اور معارف) کی تقسیم میں برابری رکھ کر شوہر پر واجب ہے۔ برابری نہ رکھے۔ جس میں ان کی ہدف بندی ہے۔ ناقص پر بھی واجب ہے کہ جس صورت کی حق تکلیف ہو رہی ہو اس کو ڈرتی رہے۔ لیکن جو یہ اور بڑی بڑی جو مع میں ضروری ہے۔ لیکن جہاں علیٰ غرض اللہ کے نہیں دلا اور علیٰ غرض نشان کے عقیدہ میں نہیں ہے۔ ہاں شب و آفتاب میں برابری واجب ہے۔

حق اور پرانی ہوئی:

حق کی باری بھی پرانی نہیں کی طرف ادا کی تقسیم میں نام الہیہ کے نزدیک برابر ہے۔ کیونکہ حدیث مذکور مطلق ہے۔ ہوتی ممکن آدموں کے نزدیک باری کی فکر نہ ہو۔ یہ تو اس کے پاس یکم ایک ملک تھوڑا ہے اور دلچیز ہوتی ہو تو حق بات تسلیم کر۔ اس بات کے بعد مسک کی باری برابر کر دے۔ حق کی باری کے پاس زندہ اور مائیں کو مرنے والی ہیں حق میں ملے کے اس کی کٹائی واجب نہیں۔

اور حق باقی رہا ہے کہ حضرت اُٹھنے سے فرما رہا ہے کہ اگر کسی نے اپنی کوئی ضروری سے نشان کر۔ تو اس کے پاس بات۔ اس ہے۔ اور اگر غیر روایت سے نکاح کیا ہو تو اس کے پاس نہیں رہا۔ ہے۔ بلکہ رات اور حق تو اس کے بعد ہوئی کی (برابر) تقسیم کر۔ اس طرح ہے۔ روایت میں کہنے کے بعد کہا۔ اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ حضرت اُٹھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بیان کیا تھا۔ لیکن طیبہ

حالت سفر کا حکم:

قرآن کی بعض ضروریات تو عام پوزیشن کے نزدیک حاجت سفر میں کسی کی باری کو باری کا حق میں ہے۔ اس لئے جس کو چاہے جائے۔ لیکن مستحب ہے کہ اگر خداوندی مرد سے اور جس کا نام لگنا ہے تو اس کا ساتھ لے جائے۔ حاجت سفر میں کسی صورت کا کوئی حق نہیں۔ دیکھو۔ اگر مرد کسی کو بھی ساتھ نہ لے جائے تو اس کا ساتھ ساتھ مرد اس کا حق ہے۔ لہذا کسی ایک کو ساتھ لے جائے تو بھی حق ہے۔

اپنی باری کی کوئی عین:

اگر کسی نے اپنی اپنی دینی سائن کو اسے دین و تو اس کی باری ساتھ ہوئے گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے اپنی باری کو ساتھ لے کر دیا۔ چنانچہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے درویش کر دیے تھے۔ ایک دن خیران کا اور یک دن حضرت سیدہ اور ان۔ حق طیبہ۔

ہوئی نے طبعاً ان کی روایت کی روایت سے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس نے آیت (لَا تَجْنَسُوا خَنَازِيرَ) میں خصوصاً (لَا تَجْنَسُوا خَنَازِيرَ) کے قول میں فرمایا۔ اگر صورت اپنے اعضاء معارف باری کو ساتھ لے کر دے تو رضا مند ہوگی ہوتی جب تک وہ رضا مند ہے جائز ہے۔ اور اگر وہ رضا مند کے بعد پھر انکار کرے تو اس کا حق میں کو باطل کر جائے گا۔

مسئلہ: عرض کیا کہ حضرت کی رضا مندی کے بغیر اس کی باری کو ساتھ لے کر دینا جائز نہیں۔ اور رضا مند ہو کر دینا ہے۔ حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرضِ اذات کی حالت میں (روزانہ) فرماتے تھے۔ جو کل کہاں ہیں۔ اس سے آپ کی مرض حضرت عائشہ کی باری معصوم کرنا ہوتی تھی۔ (یہ دیکھ کر) انہوں نے اپنی عزت دیدی کہ آپ یہاں عاجز رہیں۔ چنانچہ آپ حضرت عائشہ کے گھر رہنے لگے۔ اور میں دعوت پائی۔ جو خیر طوبی

وَلَيْسَ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

اور اللہ حق ہے جو کہ ہے آسمانوں میں اور زمین میں

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ

اور ہم نے حکم دیا ہے جسے کتاب والوں کو

قَبْلُكُمْ وَإِنَّا كُنَّا لَنَكُونُ اللَّهُ وَرَنَّا

اور ہم کو کہہ دیتے رہو اللہ سے اور اگر نہ لے

فَرَنَّا لَكُمْ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

قرآن کی آیت ہے جو کہ ہے آسمانوں میں اور زمین میں

وَكُنَّا اللَّهُ غَنِيًّا حَمِيدًا ۚ وَلَيْسَ مَا فِي

اور اللہ سے ہے جو واسطہ فرجوں والا اور اللہ ہی کا ہے جو کہ ہے

السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكُنَّا لِلَّهِ

آسمانوں میں اور زمین میں اور نہ

وَكِيلًا ۚ

اور کھلا

اور نہ کھلا

اَوِّالِدَيْنِ وَالْاٰقِرَيْنِ

تمہارا بچہ یا اس باب کا آخرت والوں کا

گہنی گواہی:

یعنی گواہی تھی اور اللہ کے حکم کے موافق دینی چاہئے۔ اگرچہ اس میں تمہارا بچہ یا تمہارے کسی عزیز قریب کا نقصان ہو جائے جو جو حق ہوا اس کو عافیت بخار کر دینا چاہئے یعنی نفع کے لئے آخرت کا نقصان نہ ہو۔ چہ عسریٰ ہو۔
بہترین گواہ:

حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ بہترین گواہ وہ ہیں جو دریاخت کرنے سے پہلے ہی گہنی گواہی دیدیں، جو عسریٰ نہ کچھ

آیت کا دوسرا مطلب:

شہداء اللہ کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ کی وحدانیت ذات کمال صفات اس کی کتابوں اور پیغمبروں کی صداقت اور احکام کی حقانیت کے گواہ بن جاؤ خواہ اس شہادت سے تمہاری اپنی ذات والدین اور اقارب کو بھٹکایا جائے نقل کر دینے جاؤ یا مال جاؤ ہو جائے اور مطمئن ہو جاؤ کیونکہ کوئی مالدار ہو یا داروہیوں کے لئے ان کی جان و مال سے زیادہ اللہ اولیٰ اور اعلیٰ سمجھائے جان سے زیادہ اللہ کے احکام قابل طاعت ہونے چاہئیں۔

بچ کی ذمہ داری:

قاضی پر واجب ہے کہ عدلی اور مدعی علیہ دونوں سے مساویانہ سلوک کرے یعنی اور کسی کی طرف متوجہ ہونے میں امتیاز سے کام نہ لے۔ حضرت ام سلمہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قاضی ہونے کی حیثیت میں جہاد کر دیا جائے تو قریشین کی آشتی اٹھارہ اور نظر میں مساوات کے کسی ایک پر دوسرے سے زیادہ نہ پیچھے (یعنی اب و بچہ اور آراء میں بھی دونوں کے ساتھ مساوی سلوک کرے۔)

اور اور اس میں راجحیٰ اہل السنۃ والجماعہ کی

اِنْ يَكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ اَوَّلٰى بِيْهِمَا

اگر کوئی مالدار ہے یا محتاج ہے تو اللہ ان کا شریعہ اور حق سے زیادہ ہے

فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰى اَنْ تَعْدُوْا

وہم چاہویں نہ کہ وہ ان کی خواہش کی پیروی نہ کرے

ہیں۔ ہفت سالگی سے کہا جاتا ہے کہ ان قول میں کوئی بچہ نہیں کیونکہ اس قدر میں سے کوئی بھی امام ابو حنیفہ اور آپ کے ساتھیوں کے علمی دہے کو نہیں پہنچا۔ اور مسلمان قاری امام ابو حنیفہ کے بعد اعلیٰ تھے۔ اگر میں سرور و شہرہ معلوم ہو

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ

جو کوئی چاہتا ہو ثواب دنیا کا اس اللہ کے یہاں ہے

ثَوَابِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

ثواب دنیا کا اور آخرت کا

اطاعت الہی سے دنیا و آخرت کا بھلا ہے:

یعنی اگر اس کی تہجد کی کریم کو دیا بھی ہے دنیا آخرت بھی بھر صرف دنیا کے پیچھے نہ پڑا اور اس کی قربانی کر کے آخرت سے عزم و پختہ نہ ہوئی تھی۔

وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا

اور اللہ سب کو سن سیکھتا ہے

یعنی اللہ تعالیٰ تمہارا سب کام دیکھتا ہے اور سب باتیں سن رہا ہے جس کے طالب ہو گئے ہوں شک۔ چہ عسریٰ ہو

حضرت عبداللہ بن رواحہ کا تقویٰ:

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر والوں کے گھنٹوں اور ہاتھوں کا انعام دے کر دیکھا تو انہوں نے آپ کو شہادت دینی چاہی کہ آپ مقدس تم ہیں تو آپ نے فرمایا سوا اللہ کی قسم نبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسے تمام حقوق سے زیادہ عزیز ہیں اور تم میرے نزدیک کون اور خیر ہوں سے بڑھ کر ہو لیکن باوجود اس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اگر تمہاری عداوت کو سامنے رکھ کر ناگھن ہے کہ میں انصاف سے ہمت جاؤں اور تم میں عدل نہ کروں۔ یہ سن کر وہ کہنے لگے میں اسی سے تو زمین و آسمان قائم ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ

اے ایمان والو قائم رہو

بِالْقِسْطِ شَهِدْآءَ بَيْنِهِمْ وَلَا عَلَى الْاَنْفُسِ كُذِّ

انصاف پر گواہی دو اللہ کی طرف کی اگرچہ نقصان ہو

يُرَادُّونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ

لوگوں کے دھوکے کو اور یاد نہ کریں اللہ کو

يَا قَلِيلًا

کچھ تو کم

منافقوں کی غرض:

یعنی خدا کو بھانپتے ضروری اور خاص مہمانت ہے اور ان سے اور کرنے میں جوئی دل کی مسرت کا بھی اثر پڑے نہیں مطلقاً وہ ان کے دل میں جان چا رہے ہیں بخیر وہ ان سے دھوکے کو اور دھوکا دینے کا چاہتے ہیں کہ ان کے کفر کی کسی کو اطلاع نہ ہو اور مسلمان بچے بچاویں ہر انہوں سے اور کسی بات کی کیا توقع نہ کرنی ہے اور ان کیسے مسلمان ہو سکتے ہیں۔ (تفسیر مکی)

مَذْبِذِينَ بَيْنَ ذَلِكَ لَا إِلَى هَؤُلَاءِ

اور میں گنتے ہیں دونوں کے درمیان کسی طرف

وَلَا إِلَى هَؤُلَاءِ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ

اور نہ ان کی طرف اور جس کو گمراہ کرے اللہ

فَلَنْ يَجْدَلَكَ سَيِّئًا

تو ہرگز نہ پائے گا تو اس سے واسعے گفتار

منافقوں کی پریشان حالی:

یعنی نہ عقیم تو باطل اور اور حجت میں گرفتار ہیں۔ سناہ پر امینان ہے نہ کفر پر سخت پر پھنسی میں مبتلا ہیں کسی ایک طرف تھکے ہیں کسی دوسری طرف اور اللہ جس کو ہکا اور گمراہ کرنا چاہے اس کو کھاتے گا نہ نہایت مل سکتا ہے۔ (وضوح جاز)

نہ از شوق سے پڑھو:

حضرت ابن عباس صحیح ہمارے ہوئے دین سے تسخیر کرتا پڑھنا کہ وہ جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ لازمی کو چاہئے کہ اہل شوق سے راضی خوشی پوری رغبت اور مانتہ نہ تو جیسے کے ساتھ نماز میں گزارا اور عقین مانے کہ اس کی دوبارہ خدا تعالیٰ کے کام میں۔ اس کی طلب پوری کرنے کو خدا تعالیٰ سے وہ مانتہ مانے

وہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اخلاص کے ساتھ نہ اللہ الباقی نہ کبریا میں، اہل ہو گیا۔ عرض کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اخلاص کیا ہے فرمایا ہے: اے اللہ کے رکھ رکھتے سے باز کرے۔ یہ اخلاص کفر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت:

نقلی نے شعب الایمان میں اور حاکم نے معارف معانی میں نقل کیا: ہدایت سے نکالے گا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حاکم نہ کر بھی نہ بھیجنا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ عبادت فرمائیے۔ فرمایا ہے: دین کو خاص رکھنا میرے لئے تمہارے عمل کی کوئی سزا۔ (تفسیر سلیمان)

فَاللَّهُ يَجْعَلُ كَيْدَكُمْ سَيْئًا وَلَكِنْ يَجْعَلُ

اللہ پیدا کرے گا تم میں فریب سے ان اور ہرگز نہ دے گا

اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَيِّئًا

اللہ کافروں کو مسلمانیوں پر قلب کی دہ

کافر بھی کامیاب نہ ہوں گے:

یعنی نہ قابل نہیں اور ان میں علم بعض فرما دے گا کہ تو ہدایت دیکھا دین تو جہنم میں آگے گا دین میں جو جہنم سے ہونے لڑو بھیجیں گراں ایمان کی حاجت بھی پڑا نہ کر بھیجے جو حق کی آیت ہے۔ (تفسیر جلال)

إِنَّ السَّافِرِينَ يُخَيِّبُونَ اللَّهُ وَهُوَ خَالِدٌ فِيهِمْ

بجہت حق و دعا پڑی کرتے ہیں اللہ سے اور وہ ان کو دعا دیکھا

دعا کی سزا:

یعنی دل سے کافر ہیں اور ظاہر میں مسلمان تاکہ دونوں طرف کی معصرت اور اذیت سے محفوظ رہیں اور دونوں سے فائدہ و حق ہے۔ نیز ان تھائی جن کی مس دعا پڑی کی یہ دعا پڑی کہ ان کی قدم ہر وقت اور بھی دشمنوں سے اپنے کی دعا پڑی فرما کر یہ دیکھ گیا کہ ان کا دل سے دوسرا سب دعا پڑی مسلمان پر عمل گئی اور آخرت میں جو اس کی سزا ملے گی وہ بھی ظاہر فرمادی جائے تو یہ آیت آئندہ میں ذکر کرتا ہے ظاہر کہ نہ تو دھوکہ دانی سے تو بچو کہ۔ (تفسیر نے نہ) اب دیکھیں کہ ان کو یہ آیت آخرت دونوں طرف سے ہوگی۔

وَلَا تَقَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ مُؤَاظِمًا

اور جب کھڑے ہوئی نماز کو تو گھر سے ہوں ہمارے حق سے

لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالشُّوْهِ مِنَ الْقَوْلِ

اللہ کو پسند نہیں کسی کی بری بات کا ظاہر کرنا کمر

الْأَمْسَ ظَلِمَ دُونَكَ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

جس پر ظلم ہوا ہو اور سنا ہے تھے وہاں جانتے وہ

غیبت کی ممانعت:

یعنی کسی میں دین یا دنیا کا عیب معلوم ہوتو اس کو ظہور نہ کرنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ سب کی بات سن رہا ہے اور سب کے کام کو جانتا ہے۔ ہر ایک کو اس کے موافق جزا دے گا۔ کسی کو غیبت کہتے ہیں وہ اپنے مظلوم پر غصہ ہے کہ ظالم کو ظلم کوئیوں سے جان کرے۔ ایسے ہی بعض اور صورتوں میں بھی غیبت رہا ہے۔ وہ یہ قسم بیان شایرہ سے لئے لڑائی کہ سلطان کو چاہئے کہ کسی منافق کا کام مشہور نہ کرے اور علی کا حال اس کو بدنام نہ کرے۔ اس میں اور بڑا کرشمہ یہ ہے پتہ نہ دیا جائے، بلکہ سب سمجھت کرے۔ منافق آپ کو بھوکے گا کہ خدائی میں سمجھت کرے اس طرف شاید یہ بات نہ لے کر ملے۔ چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسی ہی کرتے تھے، انہی کا کام لے کر مشہور نہیں فرماتے تھے۔ جو غیبت دینی تھی۔

مسبب سے زبردست عذاب والے:

عبد اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قرمت کے دن مسبب سے زیادہ دقت عذاب منافقین اور اصحاب، اندوہ والی فرعون کو ہوگا۔ اور قرآن کریم میں اس کی تصدیق موجود رہے۔

نام لے کر عیب بیان کرنا:

اللہ تعالیٰ نے کثر شایعات میں منافقین کے عیب بیان کئے مگر نام کسی کا نہیں لیا۔ اس سے مراد تو یہ ہے کہ کسی کا نام لے کر اس کو عیب بیان کرنا جائز ہے۔ اس کو مظلوم اپنے ظالم کو نام لے کر اس کا عیب بیان کرے۔ اس کی شکایت کرے اور یہ چاہے کہ وہ ظالم کی شکایت داخل غیبت نہیں لگے۔ چنانچہ یہ کہ ظالم کا نام لے کر اس کو عیب بیان کرنا جائز نہیں کر سکتا۔

مظلوم اگر ظالم کی برائی یا برائی کر اللہ کرے تو یہ کہ مظلوم نہیں لگے۔ لیکن اگر مظلوم خود برائی کر رہا ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ تعالیٰ کی عادت ہے اور اللہ تعالیٰ کے خلاف کامیابوں سے خلاف کرے۔ اور اگر کر دے گا کہ ہے۔ جو خلاف قرآن و حدیث ہے۔

مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَدُوِّهِمْ إِنَّ شَرَّ لَدُنْهُ وَأَمْسَمُهُ

نہا کرے کہ اللہ عذاب کرے کہ اگر تم حق کو مانو اور یقین نہ کرو

وَكَانَ اللَّهُ شَهِيدًا لِّمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ

اور اللہ تعالیٰ ان سے سب کچھ جانتا رہا ہے

اللہ قدر رواں ہے:

یعنی اللہ تعالیٰ نیک کاموں کا قدر دان ہے اور بدکاریوں کی سب باتوں کو خوب بد نہ ہے۔ جو شخص اس سے حکم کو مانویت اور شکرگزاری کے ساتھ سمجھتا رہے اور اس پر یقین رکھتا ہے تو اللہ دل و جسم کو ایسے نصیب پر عذاب کرنے سے کوئی قفل نہیں نکلتا۔ یعنی ایسے شخص کو ہرگز عذاب نہ دے گا۔ اور کئی اور فراموشی کو عذاب دیتا ہے۔ جو غیبت نہ کرے گا۔

شکرگزاری اور دل کا انعام:

اللہ شکرگزاری کو عذاب نہیں دے گا، کیونکہ بدو کو عذاب اچھا ہے۔ ان کے اللہ میں اللہ فرما دیتا ہے کہ اللہ عذاب نہ دے گا۔ عذاب سے حکومت میں کوئی کمی آجاتی ہے۔ کسی فائدہ کو وہ عمل کرنا یا ضرر کو دفع کرنا تو عذاب دینے کا مقصد ہی نہیں ہے۔

ایمان اور شکر سے علاج:

جبے حرج کے گزرنے سے مراد یہ ہے کہ ایمان اور شکر کی وجہ سے آدمی کی غلطی یا برائی جتنی خفاقی و فکر کا زائل ہو جائے اور اس کو پتہ نہ کرنا ہو جائے کہ آدمی نے توبہ کی تھی یا نہیں ہو رہا ہے۔

شکر اور ایمان:

میں کہتا ہوں شاید شکر سے مراد ہے ایمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور ایمان سے مراد ہے ایمان جلیل اور ایمان کا زوال نہ ہو گا۔ ایمان جلیلی کا زوال نہ ہو گا۔ ظاہری ایمان جلیلی سے ہی حق تعالیٰ کے آدمی میں حقیقی نیک ہو چکا ہے۔ اس لئے شکرگزاری سے پہلے ذکر کیا۔ جو غیبت نہ کرے۔

چلو پارہ پنجم ختم ہوا

الحمد لله

مذہب میں غیر ملکہ ضرورت اس لئے کہ یہ کتب نہ ہوں۔
یہودیوں کے سوا اس کے جوابات

وَقُلْنَا لَهُمْ ادْخُلُوا الْبَابَ سِجِّدًا

اور ہم نے کہا کہ ان کو دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے

بعد سے کے حکم کی نافرمانی:

یہودیوں کو یہ حکم دیا گیا کہ جب وہ اپنے دروازے پر پہنچیں تو سجدہ کریں۔
انہوں نے سجدہ نہ کیا۔ یہودیوں نے کہا کہ یہودیوں کو یہ حکم دیا گیا کہ جب وہ اپنے دروازے پر پہنچیں تو سجدہ کریں۔

وَقُلْنَا لَهُمْ اَنْعَمُوا وَافِيَ السُّبْحِ وَأَخَذْنَا

اور ہم نے کہا کہ ان کو سجدہ کرتے ہوئے صبح کے وقت

مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا

ان سے ایک سخت عہد نامہ

آخوند کے حکم کی نافرمانی:

یہودیوں کو یہ حکم دیا گیا کہ جب وہ اپنے دروازے پر پہنچیں تو سجدہ کریں۔
انہوں نے سجدہ نہ کیا۔ یہودیوں نے کہا کہ یہودیوں کو یہ حکم دیا گیا کہ جب وہ اپنے دروازے پر پہنچیں تو سجدہ کریں۔

فَمَا لَكُمْ لَنْتَقِصَهُمْ فِيمَا قَامُوا وَكَفَرُوا بِآيَاتِ

اور یہودیوں کو یہ حکم دیا گیا کہ جب وہ اپنے دروازے پر پہنچیں تو سجدہ کریں۔

لِللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ بَعْدَ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ

اور یہودیوں کو یہ حکم دیا گیا کہ جب وہ اپنے دروازے پر پہنچیں تو سجدہ کریں۔

فَلْيُؤْنَسُوا عَلَىٰ بَيْتِ طَبَعِ اللَّهِ عَلَيْهِمْ كُفْرُهُمْ

اور یہودیوں کو یہ حکم دیا گیا کہ جب وہ اپنے دروازے پر پہنچیں تو سجدہ کریں۔

فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا

اور یہودیوں کو یہ حکم دیا گیا کہ جب وہ اپنے دروازے پر پہنچیں تو سجدہ کریں۔

یہودیوں پر عذاب کے اسباب:

یہودیوں کو یہ حکم دیا گیا کہ جب وہ اپنے دروازے پر پہنچیں تو سجدہ کریں۔

وَأَتَيْنَاهُمُوسَىٰ سُلْطٰنًا مُّبِينًا

اور ہم نے اے موسیٰ کو ایک واضح حکم دیا

موسیٰ کو یہ حکم دیا گیا کہ جب وہ اپنے دروازے پر پہنچیں تو سجدہ کریں۔
انہوں نے سجدہ نہ کیا۔ یہودیوں نے کہا کہ یہودیوں کو یہ حکم دیا گیا کہ جب وہ اپنے دروازے پر پہنچیں تو سجدہ کریں۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ بِبَشَآئِهِمْ

اور ہم نے ان کے اوپر طور کو اٹھایا

یہودیوں کی سرکشی:

یہودیوں کو یہ حکم دیا گیا کہ جب وہ اپنے دروازے پر پہنچیں تو سجدہ کریں۔
انہوں نے سجدہ نہ کیا۔ یہودیوں نے کہا کہ یہودیوں کو یہ حکم دیا گیا کہ جب وہ اپنے دروازے پر پہنچیں تو سجدہ کریں۔

زمین میں لی جانا اور پھر ان کا نہ ہو جانا۔ یہ چار ہے۔

(۵) تیز بخاری کے نزدیک پہلی مسلم ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے پید ہوئے کے بعد بتدریج نشوونما پائی اور ان کے صوف اور عرق میں زہریلی بوئی تھی کہ جن میں ہوئے۔

یہودیوں میں شہسب میں کیسے پڑے:

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو نبوت سے مرفراز فرمایا کہ مجھ کو اور آپ کے ہاتھ پر جسے وہ نے مجھ سے اٹھائے۔ مشن بھیجائی اندھوں کو کھانا کھانوں کو چھانکارا اور ان کو زندہ کر دینی کے چکر پڑ کر پھٹک مارا اور ان کا جاندار ہو کر انا زمانہ دیکھو۔ قریہ و یوں کو بہت شمس آواز اور حالات پر کمر بستہ ہو گئے اور ہر طرح سے ایذا اور سنی شروع کر دی۔ آپ کی زمین تلک کر دی، کھیتی باشتی میں چند دن آرام کر لی، آپ کو نصیب نہ ہوا۔ ساری کر چنگوں اور یہ یوں میں اپنی والدہ کے ساتھ یہ دہشت میں کر دی، پھر بھی انہیں جیت نہ آیا۔

بادشاہ و حضرت مسیح کے خلاف اکسایا اور کہہ کر کہ یوں بڑا منہ ہے، لوگوں کو بھگا رہا ہے، وہاں سے بھاگنے کو کہتے ہیں، ان میں مصلحت ادا ہے، لوگوں کو بھگت سکھاتا ہے وغیرہ۔ زندہ ہونے اپنے گورنروں جو بیت انھوں میں تھا، ایک نرمان لکھا کہ وہ (حضرت مسیح کو گرفتار کر لے اور سولی پر چڑھا کر ماروں کے سر کا ٹکڑا کاٹ کر وہ دن کو اس دن کے نبیات دوائے۔ ان سے لڑا، مٹی پڑا، پھر یہودیوں کے ایک گروہ کو بچا کر تھکے کر انی مکان کا کاغذ و کر لیا، جس میں دروازہ تھا، آپ کے ساتھ اس وقت (۱۲) یا تیرہ (۱۳) یا زیادہ سے زیادہ ستر آدمی تھے، جس دن وہ صبح کے جداس نے جو صبح کر لیا، وہ بھٹکی رات تک مکان کو گھیرے میں لے رہا۔ جب حضرت مسیح نے یہ یوں کر لیا کہ آپ یا تو درواں میں گھر کر آپ کو گرفتار کر لیں گے، آپ کو خود باہر لھٹ پڑے گا، تو آپ نے سچا پڑے فرمایا تم میں سے ہوں ان بات کو پسند کرتے ہیں کہ اس پر میری مشابہت نہ ہو سکی جائے۔ یعنی اس کی صورت اللہ تعالیٰ جو بھی جو دے اور وہ ان کے ہاتھوں میں نہ ہو اور اچھے خدا نکلیں گے، اس کے لئے بہت کا کاغذ میں ہوں۔ یہ سن کر ایک جوان نے کہ تم مجھے حضور ہے۔ لیکن حضرت مسیح نے انھیں اس قائل نہ جان کر بار بار یہی کہہ تیسری دفعہ کہا مگر ہر مرتبہ صرف یہی تیار ہوئے، دوسری دفعہ تو لی عرض اب نہ لے گی، مغرور نہ ہو، یہ لکھا دیکھئے، دیکھئے اس کی صورت نہ دیکھیں مٹی، بالکل یہ عظیم ہونے کا کہ حضرت مسیح ایک ہیں۔ اور چھت کی

حرف روزن نمودار ہو گیا اور حضرت مسیح ہر آنکھ کی عفت بخاری ہو گئی۔ اور اسی طرح آواز آجانب پر اٹھائے گئے۔

یہودیوں کی ناعت نے اس بڑے کچھ پچھو کی، یہ سب کچھ علیہ السلام کی شہادت دال دلی تھی، یعنی کچھ کر لیا اور ان وقت اسے سولی پر چڑھا کر اس کے سر کا ٹکڑا کاٹ کر کھانے کو ایک ایک یہودیوں میں دے گئے۔

دو وقت پہنچ کر علیہ السلام کے ساتھ وہی مکان میں تھے، ان میں چھٹی طور پر عظیم تھا کہ آسمان پر چڑھائے گئے، وہ یہی سب کچھ ہے، وہ اس کے میں ان کی تھوڑی سی ہو گیا، باقی یہاں بھی یہودیوں کی دیکھی گئی تھی۔

حضرت مسیح علیہ السلام کا نازل ہونا:

امام بخاری صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں یہ حدیث ملے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی قسم میں نے ہاتھ میں پیر کرنا ہے کہ فقیر ترین میں ان مرید علیہ السلام ہوں گے، خاصہ کہ کہیں کہ سبب کو توڑ دین گئے، تو یہی کوئی کریں گے، یہ پڑا رہیں گے، مال اس قدر بڑھا جائے گا کہ اسے کوئی لیں محفوظ نہ کرے گا، یہ عہد کر لینا اور دنیا کی سبب حج وین سے عجب نہ ہوگا۔

مجمع بخاری میں ہے اس حدیث کا ہوا کہ جب یہود سے درمیان میں تین مرتبہ علیہ السلام اس میں سے اور تہہ زلزم میں تھے، سے بھگا، اور ان کو مسدود اور غیرہ میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء تمام علیہم السلام سب ایک، آپ کے لئے ہوئی کی طرف ہیں، انہیں جو عہد اور دین ایک۔ یعنی بنی مرجم سے زیادہ تر نزدیک میں ہوں، اس لئے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی اور نہ ہو۔ جیتا دے اترنے والے ہیں، جس قرآن میں بھجانا دار میاں تھا ہے، سرخ سفید، گندہ، وہ دھیر کپڑے اور اسے باندھے ہوئے ہوں گے، ان کے سر سے قلعے لٹکے رہے ہوں گے، اور چوڑی نہ پہنچی ہو، صلیب توڑیں گے، پڑیں گے، جو یہ قول نہ کریں گے۔ لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں گے، ان کے زمانہ میں تمام مٹیں مٹ جائیں گی، صرف اسلام ہی اسلام ہے، ان کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی دعا ہو جائے کہ اسے بگاڑ دین میں ہر امانت واقع ہوگی، یہاں تک کہ اسے ناک اٹھوں کے ساتھ چھتے گایوں کے سر تھو اور بھڑے فراریں گے ساتھ چھتے پھریں گے، اور اپنے جانوں سے کھلیں گے، انھیں وہ کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے، چالیس (۴۰) میں ان کی قبر پڑی گئی، پھر فوت ہوں گے، یہ مسلمان اپنے کے جنازے کی ترانہ اور کہنے گئے۔

مسیحیوں میں سب سے پہلے مت نامہ نہ ہوئی، سب تک دینی کوئی باقی میں

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ جنہوں نے
اگر دنیا کو صحیح حقیقت سے آگاہ کیا کہ حضرت مسیحی علیہ السلام مقتول و
مصلوب نہیں ہوئے بلکہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ حافظ ابن کثیر
فرماتے ہیں کہ ان میں سے ایک روایت اس مندرجہ کے ہے۔ اور اسی طرح
نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح بہت سے مفسرین نے ذکر کیا
ہے کہ حضرت مسیحی علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ جس پر میری شہادت آئی
جائے اور وہ میرے پس منظر میں آئے تو وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ اسی
(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۵۵ ج ۱ اور بیاضی تفسیر قریشی ج ۱ ص ۴۰۰)

اور اس پر وہ صحابہ مدنی کا مسئلہ نہ چاہا۔ جمعی حنفی قادیان یہ کہتا ہے کہ
مسیحی علیہ السلام قتل ہوئیں ہوئے مگر ہاں وہ دوسری ضرورت دے گئے۔ جب وہ
سبے ہوئی ہو گئے تو یہود نے ان کو مردہ سمجھ کر قبر میں دفن کر دیا۔ جب قبر میں
ان کو ہوش آیا تو وہ قبر سے ٹپٹپٹ پڑ پڑ کر اُٹھ گئے اور راستہ کشمیر کے
مشرق شہر سری نگر میں جا کر قیام کیا اور خفیہ طور پر اپنے دشمنوں کا علاج کرتے
رہے۔ اور تاہی (۸۷) سال زندہ وہ کثرت ہوئے اور وہیں مکمل خان پار
میں مدفون ہوئے۔ اور وہیں ان کا حجاز ہے۔ یہ سب مرزا نے قادیان کی
بجائے ہے جس پر کسی قسم کی کوئی دلیل نہیں۔ دیوان لکنت اہل باور کرد کا
صدائق ہے۔ مرزا نے قادیان کے قول کی بناء پر آیت اس طرح بتائی
چاہئے تھی: ﴿وَمَا تَقُولُوا خَيْرًا لَّنِ وَلَا لِقَوْمِكُمْ﴾ اَللّٰہِ كَشَمِير۔

روح منہ یعنی حضرت مسیحی اللہ کی طرف سے ایک پاکیزہ اور لطیف
روح جیسا کہ روح الامیں کے پھول تار مارنے سے ظہور پذیر ہوئی ہے۔
صورت آپ کی اگرچہ بشری ہے مگر فطرت اور اندرونی حقیقت مکی اور
جبرئیلیا ہے۔

نکلتی آدم ایک معنی جبرئیل رست از بلبل ہوا وقال قیل
اور عجیب نہیں کہ اسی بناء پر آپ کو لکھتے اللہ کیا گیا ہو کہ جس طرح مکہ
کے الفاظ اور حروف میں ایک لطیف معنی مستور ہوتے ہیں، اسی طرح
حضرت مکی کی صورت بشری میں ایک نہایت لطیف شے یعنی حقیقت
ملکہ اور معنی جبرئیل مستور اور چھپی تھی۔

خصوصیت برسر من زمین کتبہ فرد ہشت ہر عارض و ظریب
معانی است در زمر حرف سیاہ چو در دو معشوق و در صفی ہا
اور اس وصف میں اشارہ اس طرف تھا کہ جب آپ کی فطرت مکی اور
روحانی ہے تو ظاہر اور دو عالمین کی طرف آپ کے لئے ہر طرح میں ایک
مرتبہ روحانی الہی اور نزول شہر و پیشانی کے گاہ تھا قال تعالیٰ:

ہم کس کو گرفتار کر رہے ہیں۔ ان کو یقین نہ تھا کہ جس نے حضرت مکی کو قتل کیا
ہے۔ لیکن وہی کے مطابق ایک شخص کو مکی سمجھ کر قتل کیا۔ پس کیا پولیس
کے ایسے چند خبر ترقی اس میں کی خبر کو خبر نہ لیا کہ جاسکتا ہے؟ اور کیا اہل
مغل کے نزدیک اسکی خبر سے کوئی جرم اور یقین حاصل ہو سکتا ہے؟

امام ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب
حق تعالیٰ نے حضرت مسیحی کو آسمان پر اُٹھانے کا اور فرمایا تو کمر میں ایک
چتر تھا وہاں جا کر حضرت مسیحی نے غسل فرمایا اور غسل فرما کر باہر مجلس میں
تشریف لائے، جہاں بارہ حواری موجود تھے (غالباً یہ غسل آپ نے چاہئے
کے لئے تھا، جیسے مسجد میں آنے سے پہلے وضو کرتے ہیں)۔ حواریوں کو دیکھ
کر یہ ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ تم میں سے ایک شخص مجھ پر ایمان لائے کے بعد
بارہ مرتبہ (اکثر) کرے گا۔ بعد ازاں یہ فرمایا کہ تم میں سے کون شخص
اس پر راضی ہے کہ اس پر میری شہادت ادا دی جائے اور وہ میری جگہ لے لے
اور پھر وہ جنت میں میرا رفیق بنے۔ یہ سنتے ہی ایک نوجوان کھڑا ہو گیا اور
اپنے آپ کو آپ جان تباری ادا قدا ایت کے لئے پیش کیا۔ مسیحی علیہ السلام
نے فرمایا میرے چاہئے اور پھر مسیحی علیہ السلام نے اپنے اسی مطابق کام کا اعادہ
فرمایا۔ پھر وہی نوجوان کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ میں حاضر ہوں۔

انفرد نصیب دشمن کہ شو بازک حقیقت
سروستان سلامت کہ تو خنجر آزمائی

مسیحی علیہ السلام نے فرمایا، اچھا تو ہی وہ شخص ہے۔ اس کے فوراً بعد
اسی نوجوان نے مسیحی علیہ السلام کی شہادت ادا دی کہ اے مسیحی علیہ السلام
مکان کے ایک درمندان سے آسمان پر اٹھائے گئے۔ بعد ازاں یہود کے
بنیاد سے مسیحی علیہ السلام کے پکارتے کے لئے گھر میں داخل ہوئے اور
اسی شہر کو مسیحی علیہ السلام سمجھ کر گرفتار کر لیا۔ اور قتل کر کے صلیب پر لٹکا دیا۔
اور ایک شخص نے بارہ مرتبہ حضرت مسیحی کا اظہار کیا۔ بعد ازاں ان کو ان میں
تین فرقے ہو گئے۔ ایک فرقہ نے تو یہ کہا کہ اللہ ہمارے درمیان میں
جب تک چاہا رہا۔ پھر وہ آسمان پر چڑھ گیا۔ اس فرقہ کو یسوعیہ کہتے ہیں۔
دوسرے فرقہ نے کہا کہ اللہ کا بیٹا ہمارے درمیان تھا جب تک چاہا، پھر اللہ
نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اس فرقہ کو نسطور یہ کہتے ہیں۔ تیسرے فرقہ
نے یہ کہا کہ حضرت مسیحی اللہ کے برگزیدہ بندے اور رسول تھے، جب تک
قدائے چاہا ہمارے درمیان رہے، پھر اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔ یہ
لوگ مسلمان تھے۔ اول کے دو کا فرقہ فرقوں نے اس مسلمان فرقہ پر چڑھائی
کر کے اس کو قتل کر لیا۔ اس دن سے اسلام یعنی حق سے کام لینے والے ہو گیا

(مکتبہ اسلامیہ لاہور)

فرشتے اور روح (جبریل) آسمانی پہنچے تھے۔

(مکتبہ اسلامیہ لاہور)

فرشتے اور روح (جبریل) آسمانی پہنچے تھے۔

میں جس طرح روح الامیں کے لئے کربوں اور زبوں ۳۰ ہوتے ہیں، اسی طرح جناب سجاد علیہ السلام جو خدا کی ایک خاص دون ہیں، اور روح الامیں کے مختلف روئے سے ظہور پا رہے ہوتے ہیں ان کے لئے بھی ضرور مجروح علی السلام اور زبوں فی الارض ہوگا۔

نہایتی عقیدہ کا انکار سب سے پہلے سرسید مل کر کسی نے کیا۔ اور پھر اس کی تقلید میں مرزا قاسم علیہ السلام نے اپنی کیا اور وقت تک کو ایک حد وقت کا سہارا قرار دیا۔

حالانکہ بزرگ بھائی اگر تھوڑی دیر کے لئے حضرت مسیح کی وفات کو، ان بھی لپکا جائے تو اس سے مرزا کے تو بیان کی نوبت کیسے ثابت ہو سکتی ہے؟ مان فرماؤ ایک بار مگر کیا اور اس کا تعلق بھی خالی ہے اور باوجود اس کا حد بھی نہ گذرے جو کہ کہیں نہ کسی عقل پر چارہ کی پادشہ بہت دہشت اور ملتی ہے؟ جس میں کسی قسم کی قیامت ہے اور ہر کوئی لوٹ کر جس میں وہ تمام شخص موجود ہیں جو مصعب پوشا کی کے باطنی سبب اور اختلاف ہیں۔ کسی لپکا یہ بڑا سنا ہے۔ اور جانا زبان شواہد عدم

الہی

ہر مسلمان کو جانے کہ جب کسی مرزائی شخص سے بحث کا موقع آجائے تو یہ کہہ کر نہ چلتا اور وقت کی بحث ملایا چھوڑ دو۔ مرزا صاحب میں اصحاب نبوت کو ثابت کرنا خود مرزا کو اپنے مرقع اور خرقہ کا فائدہ کا اقرار ہے۔ کیا معاذ اللہ عقلی اور مرقعی بھی ہو سکتا ہے۔ اور علماء اسلام نے کہاں میں مرزا کے جھوٹے نفس کے چرچا ہونے کو بھی نہیں ہوسکتا ہے؟

وہاں سے نہ سے پہلے خود مرزا کے کادوں کا کبھی عقیدہ تھا۔ چنانچہ مرزا صاحب اپنی "الہامی" کتاب میں لکھتے ہیں،
"اور سب تک علیہ اسلام اور پادشہ دینا میں شریک نہیں ہیں کہ تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام پہنچاؤ لی واقعات میں بھیجے جانے کو۔" اور مرزا صاحب ۱۹۹۱ء میں ۳۹۹ صفحہ مرزا صاحب "اور مرزا نے خود ہی لکھتے ہیں،
"اس بات پر ہم سب مطلقاً کافرانہ دیکھتے ہیں۔" اور مرزا صاحب ۵۶۹ء

عقیدہ و شہادت (مکتبہ)

حضرت محمد علیہ السلام عقلی مل شہادت کے زمانہ پر تھے اور تو یہ خاص کے سزاوی تھے۔ حضرت محمد علیہ السلام کے خدائیں اور ان صاحب سب کے ساتھ حقیقہ و توحید کا عقیدہ رکھتے تھے۔ قرابت انہیں میں اسی عقیدہ کا کہیں نہ ہوا تھا، انہیں بھی نہیں اور کسی کی نے اس کی تعلیم دی عقیدہ و شہادت (حقیقت) اور وہی رسول کے جہ سے وہی سبکی میں داخل ہوا اور انہیں رت الامیت کا سبب بن گیا اور پیغمبر و صاحب کلمہ کے عقیدہ میں کیا عقیدہ و شہادت کا سبب ظہور آئے نہ ہوا تھا، علماء و حضار میں اس کے رد و قبول پر چڑی بھینس اڑیں اور عقیدہ لڑتے پیدا ہو گئے۔ فرق آج بھی یہ کیا تھا کہ خدا احد لا شریک ہے۔ اور حضرت سجاد تمام کائنات سے افضل اور برتر ہیں۔ اور فرشتہ مائیں یہ کیا تھا کہ خدا مخلوقات اور ہے اور اب میں اور روح القدس پر ایمان نہ تھا اور ایک مختلف صورت میں جس کا تعلق شہادتوں سے ذات واحد پر ایمانی کیا ہے۔ بعد میں مجاہد کی فاضل متفقہ ۲۳۵ اور قطعیہ کی شہادت متفقہ ۲۳۵ نے دعوت (حقیقت) کو کسی عقیدہ کی بنیاد تسلیم کر لیا۔ اور چاہا کہ کو ایک سبب اور انہیں اور روح القدس نے نہیں جدا ہوا اور مستقل انہوں میں۔ اور یہی کسی سے جس پر ایمان نہ لایا سبب ہے۔ اور اس کا نام عقیدہ و شہادت رکھا جس کا شہادت اور انہوں نے اور الجواب تسلیم میں نہ رہے اور دوسرے فرقوں نے حلقہ قوی صادر کر دیا کہ جو حقیقت کا عقیدہ و شہادت دے دے وہی ہے۔ اور عقیدہ و شہادت کو بدعت قرار دیا۔ اب عام طور پر نصاریٰ کا یہی عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ اقوام (عقل) ہیں۔ باپ۔ بیٹا۔ اور روح القدس۔ اور ان ہی نے انہوں کے مجموعی حقیقت کا نام خدا ہے اور اس توحید حقیقی میں شہادت حضرت۔

اکالیم شہادت یعنی اقوام اب اور اقوام اس اور اقوام روح القدس میں تمایز اور فرق حقیقی ماننے ہیں چنانچہ مطالعہ الاسرار کی فصل اول باب دوم کے آخر میں خود فرمودہ ہے کہ یہی میں ہے۔ بروئے خدا کی بات میں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے درمیان حقیقی امتیاز ہے۔ پھر اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ اس حقیقت کی تعلیم سے ذات کو نقصان اور نقصان نہیں پہنچتا کہ حقیقت میں سبب ایک خدا ہے اور عقل ہے۔

اور پھر میں صوبی جیسی کے متعدد فرقوں نے یہ مطالبہ جو کہ دیا کہ عقیدہ و شہادت۔ عقل اور نفس دونوں کے خلاف ہے اور عقلی تعلیم ہے مگر قوی معیشت نے ان کو اسلامی عقیدہ و شہادت کرنے سے باز کر دیا۔

ابن اسلام کا سبب میں کے ساتھ زمانہ میں صورت میں کہ سبب میں

۵۔ نیز نصاریٰ یہ کہتے ہیں کہ باپ کی طرح بیٹے نے بھی تمام کائنات کو پیدا کیا۔ گویا کائنات کے دو خالق ہو گئے۔ ایک باپ اور ایک بیٹا۔ اگر باپ تمام کائنات کا خالق ہے تو بیٹے کے لئے کیا رہی؟ اور اگر بیٹا خالق کائنات ہے تو باپ کے لئے کیا رہی؟

۶۔ نیز حقیقت کائنات میں یہ کہا کہ وہ خدا انسان سے جڑی اور ہوا اور جسم ہو کر نکلا ہی کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اگر عالم کی خلاصی اور نجات کا سبب بیٹے ہوئے اور سر اسر خیر قبول ہوا اور وہ بارگاہِ اعلیٰ قبول نہیں۔ مالِ حق یہ کہ یہ اعلیٰ بارگاہِ اعلیٰ سے جس خدا تعالیٰ اور اس کے برگزیدہ بندہ مسیحی سرسبز پر صریح بہتان اور افتراء ہے۔ اور ولایت اور نبوت کی حقیرانہ کجی کی ایک عجیب و غریب نئی مکتبہ و احسان ہے جس کو کوئی کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ اچھی مائے کے لئے چاہئیں۔ اور اگر بغیر کئی کوئی دیکھ سکتا ہے۔ لے یہ تسلیم کر لیا جائے کہ مسیحی علیٰ السلام کا نازل اور مسمیٰ عالم کی خلاصی اور نجات کے لئے ہوا تھا۔ تو علم و شہادت اور عقائد و سمیت۔ بتائیں کہ تمہارے دھرم کے مطابق حضرت مسیح نے بزمِ مسیت اور ذلت تہذیبی خلاصی اور نجات کے لئے اختیار فرمایا وہ تمہاری کس مسیت اور ذلت سے نجات دینے کے لئے اختیار فرمایا۔ اگر یہ کہیں کہ مسیح مسیح نے ہم کو دنیا کی تکالیف اور مصائب و آلام اور سرافراز و احوال اور موت سے نجات دلائی تو مشاہدات کی ایک کتاب کرے گا۔ کوئی فرد بشر دنیا میں نہیں کہ جو طلب معاش میں سرسبز اور جو بن نہ ہو اور اور غلام اور دیوانہ اور موت سے نجات پا گیا ہو۔ اور اگر یہ کہیں کہ نفس و شیطان کے بچے سے ہم نجات دلائی تو یہ بھی مشاہدہ۔ کہ خوف ہے۔ نصاریٰ کی جس کلمہ میں چاہے چھ جگہ اور آتم سے لے لیا اور نفس اور شیطان نے نصاریٰ کا کس طرح خلیل اور قاتل بنا رکھا ہے۔ نصاریٰ سے جو کہ کوئی تو نفس و شیطان کی اسیر نہیں۔ وہ اگر یہ نہیں خلاصی اور نجات سے مدد جاری مرا۔ ہے کہ اور دنیا میں۔ حکام خداوندی کی بجا آوری اور پابندی ہے خلاصی اور اور آزاد ہوئے اور نماز اور روزہ اور ہم پر سرور و فریاد فرض نہیں رہا۔ اور ہم جو چاہتے کریں۔ خدا کا ہم پر کوئی مواظفہ نہیں۔ تو حلقہ سے مسیح اور اس کے حواریین کے اقوال ان کی خدمت کریں۔ جو خدا تعالیٰ کی اطاعت اور ان کی عزت کے حقائق ان سے امتثال میں متقول ہیں۔ اور اگر یہ نہیں کہ خلاصی اور نجات۔ ہے۔ نہ دی مراد یہ ہے کہ ہمارے خیر کے احکام سے خلاص ہو گئے اور نجات پا گئے۔ مسیحی دنیا میں چاہتے چاہتے کریں یا نہ کریں اور بدکاری اور شراب نوشی کریں۔ اور نفس و سرور کی تکلیفیں کریں یا غرض یہ کہ جو چاہتے نفس و شیطان کے مطابق کام کریں۔ آخرت

نور اور عارفین خلاصی اور چھڑا رہے کے لئے آسمان سے اتر اور روح القدس اور ہم سے تشبہ ہو کر انسان بن کر اور روح القدس سے اس کا مکمل قرار پایا۔ اور ہم کس کسطن سے پیدا ہوا اور نہ دور دورہ کھائے۔ اور چلا اسی کے تمام خلقت میں سولی پر لٹکا گیا۔ اور پھر تیسرے روز مردوں میں سے نئی اٹھا۔ جیسا کہ فرقہ فتنوں میں تھا۔ پھر آسمان پر چڑھ گیا اور باپ کے رانگیں جانب چا کر بیٹھ گیا۔ اور وہ وہاں آنے کے لئے تیار ہے۔ کہ مردوں اور زندوں کے اور میں فیصلہ کرے اور ہم روح القدس کی بھی زبان لاتے ہیں جو فیکہ سے دور رہتی تھی۔ اور باپ سے لگی ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں۔ مسیحات پر نہ نیک۔ پندہ گناہوں کی مغفرت کے لئے کافی ہے۔ اور اس بات کا وصف کرتے ہیں کہ کاکوٹکی مباحثہ پاک اور مقدس جہودیت ہے (جس نے یہ عقیدہ کائنات ایجاد کیا ہے)۔ اور ہم بیٹھ بیٹھ کر دیکھ رہے ہیں کہ وہاں ہیں جو اہل آبادیہ ہے۔ (یہ عقیدہ کائنات کا تو جرم ختم ہوا)۔ نیز وہ ان کا نام دیکھ کر ہم نہیں کہ جسے ان کی تمہارے شکر اور ہم اور محمد اور اسما۔ سے سرب ہے۔ ان سے خداوندہ ان بات اور مزہ ہے۔ پس ایک ایسی آدمی اور اس سرگم کا مکمل جو بر خداوندہ جس کے اصل جو بر کے ساتھ کسی خیمے ہو سکتے ہے۔

۴۔ نیز تمام عقائد عالم کا اس پر تعلق ہے کہ حادث اور قدیم کی حقیقت جدا جدا ہے۔ بلکہ خداوندہ قدیم اور ایک شیر خواہ۔ یہ کی حقیقت ایک کیسے ہو سکتی ہے۔ ہم اور روح کی حقیقت ایک نہیں تو قدیم اور حادث کی حقیقت ایک کیسے ہو سکتی ہے۔

۳۔ نیز اگر ایک الٰہ حق سے دوسرا الٰہ حق پیدا ہو سکتا ہے تو دوسرے الٰہ سے تیسرا الٰہ تیسرا الٰہ سے چوتھا الٰہ اور پچھلے الٰہ سے پانچویں الٰہ کا پیدا ہوا بھی ممکن ہوگا۔ (بلکہ ایسے ہی خدا سے بے شمار الٰہوں کا پیدا ہونا ممکن ہوگا۔ اس لئے کہ جس انسان سے ایک بیٹے کا پیدا ہوا ممکن ہے۔ اسی سے اس بیٹوں کا پیدا ہونا بھی جو شہر نہیں۔ اور وہ خداوندہ قدیم کی صفات کمال تو میر ہوگا۔ اور غیر متماثل ہیں۔ تو اگر بغیر مثال بغیر خداوندہ و ذات خداوندہ قدیم کی صفت ہے تو کئی ہے تو میر و غیر متماثل ہوتی چاہئے۔ ایک بیٹے پر اس تو قسم کرنا نامناسب نہیں۔

۲۔ نیز عقیدہ کائنات میں یہ کہ کس کے ساتھ منہ جو چیز پیدا ہوئی اس سے آزاد ہے کہ ان کے وہ وہ جو دھرم صدیق کی ان کی تلقین ہوئی۔ جلد من کے ساتھ پیدا ہوئی۔ کہ کائنات میں۔ کہ کس چیز میں ہوگی داخل ہیں اور مولود اور علی اللہ عا دینے آیا۔ ایجاد کا خالق کہہ دینے کا کام ہے۔

وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَمُوسَىٰ
 اور ایوب پر اور یونس پر اور ہارون پر اور موسیٰ پر
وَأَتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا وَنُوحًا قَصَصًا
 اور ہم نے دیکھا داؤد کو زبور اور نوح کو قصہ
عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَوْ نَفَضْتَهُمْ
 تیرے پہلے اور ایسے رسول جن کا احوال تمہیں بتایا
عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا
 تجھ کو اور انہیں کہیں اللہ نے موسیٰ سے بول کر

یہودی کی جماعت، حضرت نوح علیہ السلام کے بعد جو انبیاء ہوئے ان سب بالا احوال ذکر فرما کر ان میں اولوالعزم ہیں اور یہ مشہور اور معلوم القدر ہیں مگر تفصیل و تفصیل کے ساتھ ذرا درج فرمائیں سے غریب معلوم ہو گیا کہ آپ کے اوپر جو وحی نازل ہوئی اس کا حق یہ ہے اور اس کا اسرار ضروری ہے جیسا تمام احوال احصاء اور مشاہیر انبیاء کی وحی کو اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ انبیاء پر جو وحی آئی ہے کسی فرشتہ بیابان لکھا ہے کسی کتاب لکھی ہوئی مل جاتی ہے کسی لکھیر پیغام اور وہ ان واسطے کے خدا تعالیٰ اپنے رسول سے بات کرتا ہے مگر ان سب رسولوں میں پختہ و اللہ کا حکم ہے لکھا دوسرے کا حکم نہیں تو ہندوں پر ان کی جماعت کیسا فرض ہے ہندوں تک پہنچنے کا طریقہ غریب و عذرا و غیرہ جو خود پیغام ہزار آپ یہود کا یہ بتا کر تو بہت کی طرح پوری کتاب ایک دفعہ میں آملان ۔ تاؤ کے تو ہم تو کچا جانیں گے وہ لکھیں لکھی ہے یا نبی اور حجت ہے جب انی عذر دیتی ہے اور اہل کے نازل ہونے کی صورتیں الجستہ متعدد ہیں تو پھر کسی صورت میں آئے اہل کے سامنے میں تو ہزار ہا نکار کیا یہ کہنا کہ غلام خاص مریت سے آئے گئے انہوں کا وہ نہیں سوچا کرتے ہمارے اہل جماعت کو کیر جتنی

حضرت داؤد علیہ السلام

وَأَتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا
 اور ہم نے داؤد کو زبور عطا فرمایا۔ زبور اہل کتاب کا نام ہے جو حضرت داؤد پر اتاری گئی تھی۔ پہلی نسخہ ہے گزیرہ میں اہل کی حمد و ثناء پر کیا گیا تھا۔ حضرت داؤد پر یہ باہر جنگ میں جا کر کھڑے ہو کر یہودی کی طاقت کرتے تھے۔ ان جنت عطا ہوئی اس وقت آپ کے پیچھے صف بستہ تھے اور علماء کے پیچھے دوسرے لوگ اور سر

آدمیوں کے پیچھے رکات سب تھوڑے دھڑکڑے ہوئے تھے۔ چنانچہ چاہئے بھی آپ کے سامنے ذکر کر کے ہو جاتے اور قریب سے خلافت کرتے تھے۔ اور نہ یہ بازو پھیلائے لوگوں کے سروں پر سنا لاتے تھے۔ حضرت ایسا کہ انہوں نے مشہور کیا کہ میں نے جب کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات تم مجھ کو لکھتے تھے تمہاری قرأت میں، پھر تم کو اذان دے رہی تھی میں سے ایک مرد آیا گیا۔ اب ابوسہیل نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ نہ میرے ہیہ تو خدا کی قسم میں خوب لکھتا ہوں سے کام لیتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جب حضرت ابوسہیل سے طعانت ہوئی تو آپ فرماتے یا ابوسہیل! تم کو کچھ نصیحت کر دو یا پھر قرآن پڑھ کر سناؤ کہ تم کچھ نصیحت حاصل کر لیں۔ حضرت ابوسہیل کچھ پڑھا کہ غارت۔

حضرت ابو ذرؓ نے فرمایا آپؐ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے کون پڑھا تھا فرمایا آدمؑ میں نے عرض کیا دوسری تھے یا فرمایا بل کی تھے میں نے سے حکام کیا کیا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہؐ کتنے ہوئے؟ فرمایا اتنی جہاد و ہار کچھ پڑھ کر دینا آئیے دینی جماعت۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! انبیاء کی پوری فتح تھی تھی؟ فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار تین میں میں جو چہرہ کی ایک بڑی جماعت رسولوں کی ہوئی۔ وہ ہر ایک میں علی حاتم۔ مگر انہوں نے ضعیف سند سے ہزار ہا پہنچ گئے اور علیہ میں اللہ نے یہ بیان کیا کہ حضرت ابراہیمؑ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے آتمہ ہزار انبیاء ہزار فرمائے۔ چار ہزار تین اسرائیل میں سے ہزار چار ہزار باقی لوگیں گئے۔ ہم کھائی کا انتہائی درجہ:

وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا

”اللہ نے موسیٰ سے بات کی“ اور اللہ نے موسیٰ سے بات کی کہ ہم نے اللہ کا کام کرنا اہل کا انتہائی درجہ ہے یہ فضیلت اللہ نے ہم پیغمبروں میں سے حضرت موسیٰ کو عطا فرمائی تھی مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بھی زیادہ فضیلت عطا کی اور آپؐ سے کہہ جاتا ہے کہ فرمایا: **رُسُلُكُمْ خَلْقٌ مِنْ خَلْقِي فَخَلِّفْتُمْ خَلْقِي فَخَلِّفُوا**۔

میں سے زیادہ باغیرت اور عذر قبول کرنے والے:

حضرت علیؓ نے بھی یہی روایت ہے کہ یہی حدیث ہمارے ہمارے میں کسی کو اپنا بھائی کے پاس دیکھ لوں تو کھڑائی دوسرے اس وقت ہر گز نہ کروں۔ اس قول کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا یا نبیؐ! یہ حدیث غیرت سے عجیب ہے کہ ہے۔ خدا کی قسم میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں

حضر ہے اور تمہاری آپ کی کائنات کا نام ہے جس سے بیوقوف و پل
مردم کوئی اور اس کے خیالات کی تجدید رائج ہوئی۔ (تفسیر حنفی)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ

اے لوگو تمہارے پاس رسول آپ کا تعلیم بات سے کر

مِنْ رَبِّكُمْ فَامْتُوا حَذَرًا لَّكُمْ وَإِنْ

تمہارے رب کی ساری باتوں کو بھلا ہو قہر اور اگر نہ

تَكْفُرُوا وَإِنْ يَنْدِي فَا فِي السَّمَوَاتِ

وہو کے تر انداز کا ہے جو تم سے آسمانوں میں

وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمًا

اور زمین میں اور ہے اللہ سب باتوں پر حکمت والا

صدائے عام

آئی اور آئی کتاب کی حمد میں آپ کے کائنات میں کتاب کی حمد
اور تھیں ان پر آپ کا نام سب لوگوں کو ملانی کی جاتی ہے کہ اسے کو
رسول کی کتاب اور چاہیں لے کر تہجد۔ اس میں کتاب تہجد کی تہجد
میں ہے کہ ان کی بات اور قورن ہوتے تو خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کی بات ہے جو کہ
آسمان اور زمین میں ہے اور تہجد سے تمام جہاں میں اللہ تعالیٰ سے تہجد ہے
انہی کا پورا حساب کتاب ہو کر اس کا پورا ہے۔ غرض اس بار میں اس کی صف
مقدمہ کیا کہ جس کی تہجد میں اس کا نام اور اس کا نام ہے۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ اتَّقُوا اللَّهَ وَذُرُوا

اے کتاب والو تم اللہ کو ڈرو اور اپنے دین کی بات میں اور مت کو

عَلَى اللَّهِ إِلَّا السَّعْيَ إِلَيْهَا الْمَسِيرَ عَنِ

اللہ کی شان میں مگر اپنی بات چلنے سے نہ ہے جس

ابْنِ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَكَلِمَاتٍ أَنْفُهَا

مریم کا بیٹا رسول ہے اللہ کا اور اس کا نام ہے جس کو اللہ

إِلَى مَرْيَمَ وَرَوْحُ قِنَةٍ قَامُوا يَا لِلَّهِ

مریم کی طرف اور روح ہے اس کے ہاں کی ساری اللہ کو

کا نام کوئی ہے اور اس پر کتاب ہاں کی ہے۔ اور اس بات کو کہ نہ
تو ان کا بیٹا رسول کی طرف سے اس کے لئے کسی چیز کی ضرورت ہے۔

خدائی شہادت:

(تاکل ہفہم شہدائے) اور اللہ کی شہادت کافی ہے بخیر آپ کی

شہادت کے جو دائرے اللہ نے قائم کر اپنے دین کی ساری چیز کی

دوسرے شہادت طلب کر لی ضرورت نہیں۔ آپ مراد ہے کہ مومن

کا دین کی بار دینا قیامت سے دن ہی سے ہاتھ میں ہو گا لہذا اسی کی

شہادت کافی ہے مختلف ماکہ کو اللہ کا نام ہو اور خود شاہد ہو تو پھر کسی

دوسرے کی شہادت کی ضرورت نہیں باقی ہو قیامت

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ

جو کفر کافر ہوئے اور رکا اللہ کی راہ سے

الَّذِينَ قَدْ ضَلُّوا أَضَلُّوا لِيُعِيدَ إِلَهُ الَّذِينَ

اللہ ایک کر اور ہر پرے ہو لوگ

كَفَرُوا وَظَلَمُوا الْخَيْرَ لِيُنْزِلَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ

کافر ہوئے اور حق دیا دیکھو ہرگز اللہ بخشنے والا نہیں ہو

وَلِيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ

اور نہ دیکھو کہ ان کو سیدھی راہ کو راہ دوزخ کی

خَلِيدِينَ فِيهَا أَبَدًا وَكَانَ ذَلِكُمْ عَلَى

ہا کہیں اس میں ہمیشہ اور یہ اللہ کی

الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ

آسمان ہے

ہدایت و گمراہی کا معیار

قرآن مجید ۱۰ حضرت زکریا علیہ السلام کی قصہ میں اور اللہ کی

بعد فرماتے ہیں کہ آپ جو فرقہ آپ سے ملے ہوئے اور قوریت میں جو

آپ کے اوصاف اور حالات موجود تھے ان کو چھ لیا اور لوگوں پر پھو کا

یہ کو ظاہر کر کے ان کو گمراہی میں سے باز رکھا اور انہوں کو متعجب نصیب

ہوئے ہدایت جس سے خوب واضح ہو کہ ہدایت آپ کی شہادت میں

فصل سے دینی تعلیمیں ان کے کتاب سے نہ رہیں گی ان کو مصلحت ہو گی اور
 بہنوں نے اللہ تعالیٰ کی بدعت سے کاف کے چھلے اور سرنگی کی رو عذاب عظیم
 میں گرفتار ہو گئے تھے کہ ان کا شرعاً اور مذہباً جو کچھ کثرت حق کی بدعتی
 میں شریک کر کے عذاب میں جا رہے تھے وہی نام تکبیر کے سوا سب نام
 خوب کچھ ہیں کہ ان دونوں صورتوں میں سے ان کے ساتھ نہ ملایا جائے اور
 حضرت سید علیہ السلام کے صحابی تھیں ان کا یہ ہے۔ (تفسیر جلی)

برہان سے کیا مراد ہے؟
 (قولہ تعالیٰ) **لَا تَقُولُوا لِلّٰہِ عِدَّتَانِ** (اور ان سے نفی میں دلیل ہے
 ہیں اس سے مراد مختصہ علیٰ ائمہ علیہ السلام ذات قدس سے۔ اور نہ
 حضرت ان میں سے جو مانے ہیں کہ وہ علیٰ علیہ السلام ذات قدس
 کو عذاب میں سے اس لیے نہیں لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذات مبارک اور
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انفرادی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عزت ہو
 آپ کا یہ آپ کا زائل ہے جب چرنا آپ کی عزت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 عزت کے یکساں تھے، ہاں چرنا کو کچھ سے ہوئی ہو کہ اس کی استغنیائی
 تھی ہاں چرنا کو کچھ ہے کہ آپ کی ذات خود ہی ایک ہے اور آپ۔
 نور سے کیا مراد ہے؟

اور نور سے مراد قرآن مجید (دارِ حجاب) ہے کہ سورۃ ناولیٰ اس آیت
 سے بھی معلوم ہوتا ہے جاہِ محمدیؐ کا نور کتب میں۔ یعنی تبارہ۔ چون
 اللہ کی طرف سے ایک روش پرانی ہے اور وہ ایک قرآن۔ واضح معنی
 قرآن ہے۔ (ابن القریآن) اس آیت میں اس کو نور نہایا ہے اس کے
 کو کتاب میں کہ کیا یہاں یہ شریعت لایا جائے کہ مختلف و کثرت لایا جائے
 بلکہ نور اور کتب ایک چیز تھیں ہو سکتے۔ اس سے کہیں وہاں کا کتب
 ہے مگر یہ حدیث اور سخون ایک ہی ہے۔ وہان۔
 اور انور سے مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذات قدس ہے۔
 کتاب سے مراد قرآن مجید خود ہی چلے گئے ہے (روایت) لیکن اس سے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا نور نہیں ہوتا کہایت نہیں ۳۲۰ جو بشریت
 نور و حسانت سے کہی ہو) جو صاف قرآن یعنی نور ہے

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَامِ
 (تو پوچھتے ہیں تجھ سے کہ اللہ تم کو کلام میں فتویٰ دے گا)

جس کا باپ و راولا موجود نہ ہو:
 شروں دعوت میں آیت میراث میں ذوالبیّنہ کا ذکر ہے کہ اگر خدا
 ہے جس کے بعد جو بعض صحابہ دینی ائمہ عظیم نے ان سے حقیقی زیادہ
 تفصیل پوچھنی چاہی تو اس پر چاہتے زائل ہوئے۔ کہ ان کے علیٰ کثرت اور
 ضعیف۔ یہ سادہ کلام ہے جس کے دائروں میں باپ اور اولاد
 سے کوئی نہ ہو جو اس کا پہلے چلے جان ہو کہ اس کی اولاد نہ ہو بلکہ اس کے
 جس کے لیے یہی تو اس کے انتقال بعد ہی کہیں کوئی نہیں کا ضابطہ اور تفسیر نہ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ
 (اے لوگو! یہ ہے اس کا کچھ حق تمہارے سب کی طرف سے منہ)
وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا ۝ فَأَوَّاكُمُ الْيَتِيمَ
 اور انہی ہم سے تم پر روشنی واضح ہو گئی۔ سو جو لوگ
أَمْوَالِ اللَّهِ وَأَعْتَصَمُوا بِهَا فَوَيْدُ اللَّهِ
 انہی سے نہ ہوا۔ اس میں مضبوطی کہ ان کو باطل پر کیا
فَارَحِمَهُ فَبِئْسَ الْفَضْلُ وَيَهْدِيَهُمْ
 انہی رحمت اور فضل میں اور پہنچا دے گا
إِلَيْهِمْ صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝
 ان کو اپنی طرف سے راست پر

اسی بات کی تاکید:

پہلے سے وہی اہی اور انصوم قرآن مجید کی عظمت اور اس کی
 حقانیت کا بیان اور اس کی حاجت اور اتباع کی تاکید سے کا ذکر تھا وہی
 کے زین میں حضرت سید علیہ السلام کی الوہیت اور ان کے ابن اللہ
 ہونے کا ذکر کیا تھا جس کے فاکل خدا ہی تھے جس کی نراہ اور وہ سب
 کے بعد جب انہیں میراثی اسی و شہرہ دینی بات کی سب کو تاکید فرمائی
 جاتی ہے کہ وہ کوئی نہ ہوا۔ پاس رب عالمین کی طرف سے جو
 کاس اور نور و شمع کے حج کے عروج و رست کے لئے کافی اور کافی ہے یعنی قرآن
 مجید۔ اب کو حال اور نراہ کی کجانی میں جو کوئی اللہ پر ایمان لائے گا
 اور اس مقدس کتب پر مضبوطی کرے گا وہ اللہ کی رحمت اور فضل میں
 داخل ہوگا اور ارادہ سے اس تک پہنچے گا اور اس کے ساتھ کرے گا
 ان کی گمراہی اور شافی کی تہ مجھ نیچے۔ و تفسیر جلی ۱۰

فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الشُّلُّثُنْ

پھر اگر تینیں دو ہوں تو ان کو چھپے دو چھائی اس مال کا جو

مِمَّا تَرَكَ

چھوڑا

اور اگر وہ تین یا دو تھیں چھوڑنے والے کو تو ان کو چھپے دو چھائی، چھاپنے کا۔ (تیسری جگہ)

وَأِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلَّذَكَرِ

اور اگر ان کے حصص ہوں اسی رشتہ کے بھروسہ اور بھروسہ تو ایک مرد کو

مِثْلَ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ

حصہ ہے برابر دو عورتوں کے

بھروسہ اور بھروسہ یعنی بھروسہ اور بھروسہ چھوڑنے والے کو چھپے دو چھائی کا
دو برابر اور ایک کبریا حصہ ہے جیسا کہ اولاد کا حصہ ہے۔ (تیسری جگہ)

يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُرَىٰ

بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے تاکہ تم کو مراد ہو

اللہ کے احکام ہدایت ہی ہدایت ہیں:

یعنی اللہ رحم کریم تم کو احکام کی ہدایت کے لئے اور ان کو گمراہی سے
بچانے کی غرض سے اپنے احکام کو مساوی بیان فرماتا ہے جیسا کہ یہاں میراث
کا لہ کو بیان فرمادیا اس کی اس میں کوئی غرض نہیں دوسرے سے نفی اور بے نیاز
ہے تو اب جو اس میراث کی قدر نہ کرے جگہ اس کے حکم سے افرار کرے اس
کی جگہ نہ لے لیا تو لگا لگا اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ وہ کہ جلد احکام کی چند جگہ
ازم ہے اگر ایک مصلحتی اور جزوی امر میں بھی خلاف کرے گا تو گمراہی ہے پھر
جو لوگ اس کی ذات پات اور اس کی صفات کمال میں اس کے حکم کا خلاف
کرتے ہیں وہ اپنی عقل اور اپنی خواہش کو اپنے مقابلہ میں اپنا مقتدا لیتے ہیں تو
ان کی غلطی اور غلطی کو اس سے کھینچنے کے لئے یہی حکم ہے۔ (تیسری جگہ)

وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اور اللہ ہر جگہ سے دانستہ ہے

مسائل پوچھ لینے کی تحسین و ترغیب

ان سے پہلے معلوم ہوا تھا کہ حق تعالیٰ اپنے رسول کی ہدایت کو بڑھاتا ہے

ہوں تو یہی حکم سوتیلوں کا ہے جو کہ باپ میں شریک ہوں ایک بہن ہو تو
آدھا اور دو بہن ہوں تو دو چھائی اور اگر بھائی اور بہن ہیں تو ہر کوئی ہر حصہ
اور عورت کو ایک حصہ کا اور اگر بیٹے بھائی ہوں بہن کوئی نہ ہو تو دو بہن کے
مال کے وارث ہو گئے یعنی ان کے حصص نہیں کیونکہ وہ عصبہ ہیں
جیسا کہ آیت میں آگے یہ سب موصوں مذکور ہیں اب باقی رہ گئے وہ بھائی
بہن جو صرف مال میں شریک ہوں جن کو اخلاقی کتبے ہیں سو ان کا حکم
شروع سورت میں فرمایا گیا ان کا حصہ نہیں ہے۔ (تیسری جگہ)

شان نزول:

حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں اہل بیت ہمارے ہیں بے ہوش یا
تھا۔ جو خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلوایا اور دوپائی گھر پر بلا کر جس سے مجھے اتفاق ہوا
اور میں نے کہا حضور! اور ان کے لئے اس سے میں گانا ہوں میری عیادت کیسے
ہے گی؟ ان پر اللہ تعالیٰ نے آیت فرمائی نازل فرمائی۔ (تیسری جگہ)

حضرت عمرؓ کا قول:

ان مہاسن فرماتے ہیں حضرت عمرؓ کے آخری وقت میں میں نے آپ
سے مناظر فرماتے تھے قول وہی ہے جو میں نے کہا تو میں نے پوچھا وہ کیا
فرمایا یہ کھانا دیتے جس کی اولاد نہ ہو۔ (تیسری جگہ)

إِنْ أَمْرٌ أَهْلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَدًا أُخْتُ

اگر کوئی مرد مر گیا اور اس کے بیٹے نہ ہوں اور اس کے ایک بہن ہے تو

فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ

اسکو چھپے آدھا اس کا جو چھوڑا

یعنی اگر کوئی مرد مر گیا اور اس کے ایک بہن چھوڑی نہ چھوڑا نہ
باپ تو اس کو میراث میں نصف مال ملے گا۔

وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ

اور وہ بھائی وارث ہے اس بہن کا اگر نہ ہو اس کے بیٹے

یعنی اور اگر اس کے بھائی نہ ہوں تو وہ بہن کے مال کا وارث ہو گا کیونکہ وہ عصبہ ہے
اور اس نے لڑکا چھوڑا تو بھائی کو کچھ نہ ملے گا اور لڑکی چھوڑی تو لڑکی سے
جو بیٹے کا وہ اس بھائی کو ملے گا اور بھائی یا بہن اخلاقی چھوڑے گی تو اس کیلئے
چھوڑا حصہ نہیں ہے جیسا کہ آیت میں فرمایا۔ (تیسری جگہ)

کو نہیں کاٹنا۔

اور اس میں ہے کہ محل اہل محلہ کے اہل محلہ اور اہل وطن
مذہب میں ایسے کا کہ ان کے ساتھ قرینی کا اور اور کے ساتھ
قرینی کے ساتھ ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔

مقابلہ بازی اور ریا کاری یا اول کا کھانا۔

اور ان کی کہ اس وقت میں جب ان کے محلہ کے اہل محلہ
مذہب میں ان کے ساتھ ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔
ان کے ساتھ ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔

نصیب:

اس میں کہ ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔
ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔
ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔

سب سے بڑا نصیب:

قریبیوں کو نصیب ہے۔ ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔
ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔
ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔

ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔
ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔
ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔

قریبی کا گوشت:

قریبی کا گوشت ہے۔ ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔
ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔
ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔

ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔
ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔
ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔

ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔
ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔
ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔

ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔
ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔
ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔

محمد متقی (رحمہ اللہ) نے اس مسئلے کی یہ حدیث سے استدلال کیا
ہو اور اس کی نقل کی ہے۔ ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔

وَاللَّهِ

اللہ

اللہ کے من جائے پر وقف کیا ہے۔

وَأَكْمَرُ الْخَيْرِ وَمَا أَهْلُ الْغَيْرِ الْخَيْرِ

ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔

وَالْمُتَصِفَةُ وَالْمُتَوَفُّوهُ وَالْمُتَوَفُّوهُ

ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔

وَمَا أَكْلُ السَّبْعِ إِلَّا مَا ذُكِرَ

ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔

عَلَى النَّصِيبِ

ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔

غیر الخ کے نام پر فریج کو بیوا لے کر فوراً

محمد متقی (رحمہ اللہ) نے اس مسئلے کی یہ حدیث سے استدلال کیا
ہو اور اس کی نقل کی ہے۔ ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔

ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔
ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔
ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔

ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔
ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔
ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔

ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔
ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔
ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔

ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔
ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔
ان کے من جائے پر وقف کیا ہے۔

خود کی کہانیاں اور دیگر اہم شخصیات کے بارے میں تفصیلات اور حقائق
کی صورت میں پیش کر دیے گئے ہیں۔ اس کتاب کی اہمیت اس لیے ہے کہ اس سے
محققین اور قاریوں کو بہت سی معلومات حاصل ہوں گی۔

محققین کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس کتاب کے بارے میں ہرگز کوئی شک
نہیں رہتا ہے کہ اس کتاب کی اہمیت اس لیے ہے کہ اس سے
محققین کو بہت سی معلومات حاصل ہوں گی۔

اس کتاب کے بارے میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس کتاب کے بارے میں
محققین کو بہت سی معلومات حاصل ہوں گی۔

اس کتاب کے بارے میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس کتاب کے بارے میں
محققین کو بہت سی معلومات حاصل ہوں گی۔

اس کتاب کے بارے میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس کتاب کے بارے میں
محققین کو بہت سی معلومات حاصل ہوں گی۔

اس کتاب کے بارے میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس کتاب کے بارے میں
محققین کو بہت سی معلومات حاصل ہوں گی۔

اس کتاب کے بارے میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس کتاب کے بارے میں
محققین کو بہت سی معلومات حاصل ہوں گی۔

اس کتاب کے بارے میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس کتاب کے بارے میں
محققین کو بہت سی معلومات حاصل ہوں گی۔

اس کتاب کے بارے میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس کتاب کے بارے میں
محققین کو بہت سی معلومات حاصل ہوں گی۔

فہرست اور ضمیمہ میں فرق

اس کتاب کے بارے میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس کتاب کے بارے میں
محققین کو بہت سی معلومات حاصل ہوں گی۔

اس کتاب کے بارے میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس کتاب کے بارے میں
محققین کو بہت سی معلومات حاصل ہوں گی۔

اس کتاب کے بارے میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس کتاب کے بارے میں
محققین کو بہت سی معلومات حاصل ہوں گی۔

وَأَنَّ تَنْقِصَهُ مَوَازِئُ زَكَاةٍ

اس کتاب کے بارے میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس کتاب کے بارے میں
محققین کو بہت سی معلومات حاصل ہوں گی۔

اس کتاب کے بارے میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس کتاب کے بارے میں
محققین کو بہت سی معلومات حاصل ہوں گی۔

سبب تراویح :

ان اہل علم میں سے کوئی شخص غافل نہ ہو، جس نے حضرت مولیٰ بن
حاجم کو روایات سنیں، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت سنی ہے کہ
مردم یہ کہہ رہے ہیں کہ اس نے اس پر بیعت کر لی، حضرت ابیہرہ قرظی
نے فرمایا کہ اس نے کہا ہے کہ پورا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

وَمَا عَلَّمْتُم مِّنْ جَدٍّ اَوْ رَجُلٍ مَّكِيٍّ نَّبِيًّا وَلَوْ نَهَضْنَا

اور جو مسلمان ہو، وہ اس کا جادو یا جادوگر نہ ہو، نہ وہ کسی کو علم دے گا۔

وَمَا عَلَّمْتُمُ اللّٰهَ فَكُلُّوْا مِمَّا اَنْشَرَكُمْ

اس میں سے نہ اوروں کو علم دے گا، نہ وہ مسلمانوں میں سے ہو، نہ وہ کفر میں

عَلَيْكُمْ وَادْكُرُوا اللّٰهَ عِلْمًا

تعلیم، اس میں سے نہ اوروں کو علم دے گا، نہ وہ مسلمانوں میں سے ہو، نہ وہ کفر میں

شکارتی کے اور پرندے کے شکار کا حکم

شکارتی کے پرندے اور وحشت کے جانور جو جانور ان کے شکار ہیں

(۱) شکارتی جانور و وحشت جانور

(۲) جانور و وحشت جانور

(۳) اس میں سے نہ اوروں کو علم دے گا، نہ وہ مسلمانوں میں سے ہو، نہ وہ کفر میں

سے بھی کہے کہ وہ مسلمانوں کے شکار کے جانور ہیں، نہ وہ کفر میں

کو یہ جاننا کہ وہ مسلمانوں کے شکار کے جانور ہیں، نہ وہ کفر میں

کے جانور ہیں، نہ وہ کفر میں

کے جانور ہیں، نہ وہ کفر میں

کے جانور ہیں، نہ وہ کفر میں

کے جانور ہیں، نہ وہ کفر میں

کے جانور ہیں، نہ وہ کفر میں

کے جانور ہیں، نہ وہ کفر میں

کے جانور ہیں، نہ وہ کفر میں

کے جانور ہیں، نہ وہ کفر میں

کے جانور ہیں، نہ وہ کفر میں

کے جانور ہیں، نہ وہ کفر میں

جو کہ اس میں سے کوئی شخص غافل نہ ہو، جس نے حضرت مولیٰ بن
حاجم کو روایات سنیں، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت سنی ہے کہ
مردم یہ کہہ رہے ہیں کہ اس نے اس پر بیعت کر لی، حضرت ابیہرہ قرظی
نے فرمایا کہ اس نے کہا ہے کہ پورا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

یہ روایت ہے کہ اس نے اس پر بیعت کر لی، حضرت ابیہرہ قرظی
نے فرمایا کہ اس نے کہا ہے کہ پورا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

یہ روایت ہے کہ اس نے اس پر بیعت کر لی، حضرت ابیہرہ قرظی
نے فرمایا کہ اس نے کہا ہے کہ پورا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا اٰتَيْنَا لَهُمْ فَاِنْ اٰتَيْنَا لَهُمْ
تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا دے گا ان کے لئے، ان کے لئے دے گا۔
لَكُمْ الْخَلِيْفَةُ
ان میں سے کوئی شخص

سوال اور جواب :

انہوں نے کہا کہ اس میں سے کوئی شخص غافل نہ ہو، جس نے حضرت مولیٰ بن
حاجم کو روایات سنیں، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت سنی ہے کہ
مردم یہ کہہ رہے ہیں کہ اس نے اس پر بیعت کر لی، حضرت ابیہرہ قرظی
نے فرمایا کہ اس نے کہا ہے کہ پورا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

بندیں مضبوط ہیں۔ یہ لایہ دو ٹکڑے جس میں انسان کو ڈھکس کرنا ہے۔
اس کی دو جھبیں ہیں۔ ایک وہ جس میں کوئی ایریا کام نہ کرے۔ جس کا یہ
سے کوئی تعلق نہ ہو۔ مثلاً اسے سے روٹی کا کاروبار سے تعلق نہ ہو۔
کافر دلی کی ایک چیز اس سے کوئی تعلق نہ ہو۔ جو شخص علی گڑھ کی بنا
پر ہوگا۔ اور وہی قسم۔ جس میں مکمل دنیا کا پڑنا ہے۔ اس کے لئے
دین اور دنیا کی ضرورت ہے۔ جو اگرچہ فی نفس کا کائنات ہے۔ مگر وہ فانی کائنات
اور وہ دلی کی طرف سے فانی کائنات ہے۔ جو نہ چاہے خدا کی عبادت کے
اس امرت کے لئے جس طور پر ان کے ایسا کار کر ائے اور ضرورت
اسی جہان کی اس لئے اس مسئلہ کو طواف قمر کی نیت کہ ہے۔

مکتبہ الیوم کا نام نہ لے تو:

تیسری فریقہ میں کاٹھا لایا ہے۔ مگر اس کا مذہب یہ ہے کہ کوئی اثر
یہ کہ اللہ کا نام نہ لے اور اللہ کے سوا کوئی نام نہ لے۔ اس کا کائنات
جس میں کوئی چیز ہو اور اللہ اور اللہ کی صامت اور صحت پر کوئی ایک
صامت نہ ہو۔ یہی اور خیرہ اور یہی صحت اور صحت کا مذہب ہے۔
لکھی اور لکھی اس لئے کائنات کو فروغ دیتے ہیں۔ اور یہی صحت ہے۔

مذہب کا تقابلیہ

نماز ہے کہ تمام اہل کتاب سے مراد وہی نیت میں کائنات
تیسرے وہ تمام ہے جس کی حکمت خدا پر اور عقیدہ پر موقوف ہے۔ یعنی وہ ہے۔
اس لئے کہ ہم میں اہل کتاب کے ساتھ ساتھ ایسا ہی ہو گیا۔ کائنات
وہی اللہ کی لکھی ہوئی کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان کے۔ وہی میں مقرر ہے۔
میں کی تحریک ہے۔ ان کے لئے وہی کو پیغمبروں کے ایسا ہی ہو گیا کہ شرک و کفر
میں پیدا ہو گئے۔ ان کو یہ نیت پرست مقرر ہیں کہ وہ کوئی عقلی کتاب ہو
نئی یا مصلحت پر ایمان کے وہ وہی بھی نہیں دیتے۔

اہل کتاب کے زچہ اور اہل کی

موجودوں سے کتاب کی اجازت کی وجہ

اہل کتاب یہود و مسیحی کا یہ اور ان کی عورتوں سے نکاح حلال
قرار ہے کہ وہ یہ کہ ان کے دین میں جھگڑوں کو نکاح دینے کے
پہرہوں اور مسئلوں میں ان کا مذہب بھی اسلام کے باطل حکام سے
لکھی اور یہی چاہئے وہ تمام ایسا عقیدہ جو کہی سمجھتے ہیں۔ اس کے عقیدہ کا وہ
مردانہ اور لایا نہ تمام قرار دیتے ہیں۔

اور تیسری کی نظر سے یہی قول اور صحت پر ایمان کا عقلی قریب۔ ان
کی عبادت یہ ہے۔

ابن عباس ابو امامہ ماجہ سعید بن خبیہ، عکرمہ، عطاء، حسن، یحییٰ،
برائیم، عقیلی، سہلی، وارتہ کل بن عوان، ابن جہل، کتاب کی تفسیر میں
نے ایسا ہی کے مقرر کی ہے۔ اور یہ مسئلہ مسلمانوں کے لئے یہاں اور اس
ہے کہ ان کے ایسے مسلمانوں نے عملی ہیں۔ اور یہ وہی ہے۔
لایا کہ ان کے لئے وہی ہو گئے ہیں۔ اور اپنے ان کے لئے وہی ہے۔
اور ان کے لئے وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔
جس سے وہی کتابی پاک اور جنتہ ہا ہے۔

ابن کثیر کے اس بیان میں ایک تیسرے مسلم ہونے کا نام لے اور اللہ
حضرت عطاء، انہیں نے لکھا ہے کہ یہ تمام اہل کتاب حلال ہیں۔
ہیں۔ اور ان کے حال ہونے پر ان کا ایمان ہے۔ اور ان کے حال ہونے پر۔

کتاب سے مراد

وہ تمام امت کتاب سے مراد وہی کتاب ہے جس کا کتاب اللہ
ہو۔ جس کی قوت و لکھی ہو۔ جس کا وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔
اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔
وہی کتاب ہے۔ اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔
وہی کتاب ہے۔ اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔
وہی کتاب ہے۔ اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔

موجودہ دور اور اس کے انجیل کے حکام

موجودہ دور اور اس کے انجیل کے مختلف زبانوں میں لکھی ہوئی ہیں۔ ان
میں اس کی تائید ہوتی ہے۔ اور ان میں ان کے ساتھ جو ہیں۔
اہل کے عہد کا یہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔
یہ کہ مسلم ہے۔

ان کے لئے یہ ہے

(۱) اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔
یہ کہ مسلم ہے۔ اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔
(۲) اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔
یہ کہ مسلم ہے۔ اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔
(۳) اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔

(۴) اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔ اور یہ وہی ہے۔

روئے گئے تھے۔ سختی بہرہ و فتنے نے احوالِ دہشت کے اظہار پر
بڑھنے سے روکے۔ سختی سبب وصول کرنے کے لئے اس کو ایک
مغربی زور دیا۔ چلی۔ حاکم نے اس کو اس کے دشمن پر نہیں
لیکھا۔ یہ سختی فتنے کی راہوں کی ترسکات کا جس طرح کہ وہ سب کے یہاں
انصاری حکمرانوں میں اعلیٰ درجے کے لئے عدلی ہوئی۔

نیکو اما موقوف بھی تھوڑے کے فوائد ڈیڑھ مہر اور شری کے
مہر سے ان کے یہ ہوئے۔ عامہ مسلمانوں کے قلب میں اس سے کسی دشمن
پیش نہ ہوا۔ اس بعد میں ان کی جگہ پر اس کے بعد اس کے بعد اس کے
نے اس کو امرانی قرار دیا۔

مسلمانانِ غور نے اس کتاب کیسے پوچھ کر نہیں ہے۔

اس کتاب کا یہ مسلمانوں کے لئے ایک مسلمانانہ اور ان کے
نے جو عورتوں کے لئے کیا یہ عورتوں کی اس کتاب کی عمر میں اس
کے لئے حال میں۔ نیز مسلمانانہ عورتوں کی کتاب ہے۔ اعلیٰ درجے

مرکزہ نوکر کی عورتوں نے انصاری کے لئے کافی عورتوں میں ہے
کو اس کو ایک مسلمانانہ عورتوں کے مرکزہ نوکر کی عورتوں میں ہے۔
اس کتاب میں۔ اعلیٰ درجے کے مرکزہ نوکر کے لئے اس کا ایک مسلمانانہ
اس میں ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ عورتوں کے لئے ایک مسلمانانہ
کی حج کا ایک مسلمانانہ ہے۔ مرکزہ نوکر کے لئے ایک مسلمانانہ
کو ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک
اور جو مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک

تو اس کتاب میں اعلیٰ درجے کے مرکزہ نوکر کے لئے ایک مسلمانانہ
تو اس کتاب میں اعلیٰ درجے کے مرکزہ نوکر کے لئے ایک مسلمانانہ
تو اس کتاب میں اعلیٰ درجے کے مرکزہ نوکر کے لئے ایک مسلمانانہ
تو اس کتاب میں اعلیٰ درجے کے مرکزہ نوکر کے لئے ایک مسلمانانہ

تو اس کتاب میں اعلیٰ درجے کے مرکزہ نوکر کے لئے ایک مسلمانانہ

وَمَا كَانَ مِثْلُ هَذَا

اور اس کے لئے ایک مسلمانانہ ہے

کتاب کی ایک مسلمانانہ کا کھانا چاہا ہے۔

اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔

تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔

تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔

تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔

اس کتاب کی ایک مسلمانانہ ہے۔

اس کتاب کی ایک مسلمانانہ ہے۔

تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔

تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔

تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔

تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔

تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔
تو اس کتاب میں ایک مسلمانانہ ہے۔ اس میں ایک مسلمانانہ ہے۔

کہتے کہ ان کا سر سے صلیبی کیا گیا۔ اور ان کو دو لوگ ہوتا تھا ایک سے دم کے ساتھ مرد مردی کے درجنوں میں یہودی یا نصرانی تھا۔ جس میں ان میں بہت سے لوگ تھے۔ اور جو عیسوی کے ساتھ یہودیت و کفر اور یہودیت کے ساتھ عیسویت تھے۔ ان کو تو اس وقت تک کہ وہ عیسوی کے ساتھ عیسویت و کفر اور یہودیت کے ساتھ عیسویت تھے۔ ان کو تو اس وقت تک کہ وہ عیسوی کے ساتھ عیسویت و کفر اور یہودیت کے ساتھ عیسویت تھے۔

ظاہر ہے کہ ان لوگوں کی عمریں مسلمان کے لئے کسی طرح کی حالت میں تھیں۔ اور ان کی عمریں اگر وہ اپنے مذہب کے بارے میں ان قرآن کو کسی مسلمان کے ساتھ مل کر دیکھتے ہیں۔ تو ان کے لئے یہی امر کافی واضح ہو جاتا ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ وہ اس امر کی دلیل ہیں اور یہی حقیقت ہے کہ ان کے لئے یہی امر کافی واضح ہو جاتا ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ وہ اس امر کی دلیل ہیں اور یہی حقیقت ہے کہ ان کے لئے یہی امر کافی واضح ہو جاتا ہے۔

غرض قرآن و سنت اور اسلام و مسلمانوں کے خلاف جو دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ وہ اس امر کی دلیل ہیں اور یہی حقیقت ہے کہ ان کے لئے یہی امر کافی واضح ہو جاتا ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ وہ اس امر کی دلیل ہیں اور یہی حقیقت ہے کہ ان کے لئے یہی امر کافی واضح ہو جاتا ہے۔

مَنْ قَتَلَ كُفْرًا إِذَا أَيْتَمَوْهُنَّ أَجُورَهُنَّ
مَنْ قَتَلَ كُفْرًا إِذَا أَيْتَمَوْهُنَّ أَجُورَهُنَّ
مَنْ قَتَلَ كُفْرًا إِذَا أَيْتَمَوْهُنَّ أَجُورَهُنَّ
مَنْ قَتَلَ كُفْرًا إِذَا أَيْتَمَوْهُنَّ أَجُورَهُنَّ

یہاں جو عورت کیلئے رحمت ہے:
یعنی یہ عورتوں کے لئے کہ ان کو اس خوف و غم و سوگنا کی حالت میں قید ہے۔ یعنی یہ عورتوں کے لئے کہ ان کو اس خوف و غم و سوگنا کی حالت میں قید ہے۔

بِئْسَ مَا لِي يَوْمَئِذٍ وَلَاسِيَّ فِي الْأَخْدَانِ
بِئْسَ مَا لِي يَوْمَئِذٍ وَلَاسِيَّ فِي الْأَخْدَانِ
بِئْسَ مَا لِي يَوْمَئِذٍ وَلَاسِيَّ فِي الْأَخْدَانِ
بِئْسَ مَا لِي يَوْمَئِذٍ وَلَاسِيَّ فِي الْأَخْدَانِ

اس میں ہے کہ جو عورتوں کو قتل کر دے۔ اس کو عیسوی کے ساتھ عیسویت و کفر اور یہودیت کے ساتھ عیسویت تھے۔ ان کو تو اس وقت تک کہ وہ عیسوی کے ساتھ عیسویت و کفر اور یہودیت کے ساتھ عیسویت تھے۔ ان کو تو اس وقت تک کہ وہ عیسوی کے ساتھ عیسویت و کفر اور یہودیت کے ساتھ عیسویت تھے۔

اسی واقعہ کو نقل کر کے حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ جب تک کہ عیسوی کے ساتھ عیسویت و کفر اور یہودیت کے ساتھ عیسویت تھے۔ ان کو تو اس وقت تک کہ وہ عیسوی کے ساتھ عیسویت و کفر اور یہودیت کے ساتھ عیسویت تھے۔

اور ان کو عیسوی کے ساتھ عیسویت و کفر اور یہودیت کے ساتھ عیسویت تھے۔ ان کو تو اس وقت تک کہ وہ عیسوی کے ساتھ عیسویت و کفر اور یہودیت کے ساتھ عیسویت تھے۔ ان کو تو اس وقت تک کہ وہ عیسوی کے ساتھ عیسویت و کفر اور یہودیت کے ساتھ عیسویت تھے۔

حضرت عمر کی بصیرت اور آج کا تقاضا:
ظاہر ہے کہ ان لوگوں کی عمریں مسلمان کے لئے کسی طرح کی حالت میں تھیں۔ اور ان کی عمریں اگر وہ اپنے مذہب کے بارے میں ان قرآن کو کسی مسلمان کے ساتھ مل کر دیکھتے ہیں۔ تو ان کے لئے یہی امر کافی واضح ہو جاتا ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ وہ اس امر کی دلیل ہیں اور یہی حقیقت ہے کہ ان کے لئے یہی امر کافی واضح ہو جاتا ہے۔

وَأَرْجِلُهُمَا إِلَى الْكَعْبَيْنِ

اور پاؤں کی گھٹنوں تک

پاؤں کا دھونا فرض ہے:

مترجم تفسیر نے پاؤں کے جملہ "کو" کو لکھ کر کہا ہے اشارہ ہوا کہ "کو" کا مفق مشرقات ہے۔ یعنی جس طرح تہ پاؤں دھوئے گا حکم ہے پاؤں بھی گھٹنوں تک دھونے چاہئیں ہر کی طرح سب کافی نہیں۔ چنانچہ ایضاً والیرعت کا اس پر اجماع ہے اور احادیث کثیرہ سے کیا ثابت ہوا ہے کہ اگر پاؤں میں موز ہے تو پاؤں کا دھونا فرض ہے۔ "مسند زہبی" میں ان فرما کے موافق جو کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ "مغرب ایک دن رات اور مسافر میں دن تک سر تک رکھے۔ (ترمذی ج ۱)

وضو کے لئے بسم اللہ:

صحیحین کی حدیث میں ہے کہ اول اللہ دعا دیتا ہے اور ہر شخص کے لئے صرف اتنا ہے جو اذیت کرے اور منہ کے دھونے سے پہلے وضو میں بسم اللہ کرنا مستحب ہے کیونکہ ایک پندار بالکل صحیح حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے وضو میں بسم اللہ نہ کیا۔

بیدار ہونے پر ہاتھ دھونا:

صحیحین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرم سے کوئی بخیر نہ جاے کہ ہاتھ میں ہاتھ نہ لائے جب تک کہ تمیں مرتبہ نہ لے لے میں معلوم کہ اس کے ہاتھ رات کے وقت کھانے سے ہوں۔

پاؤں دھونے کی احادیث:

شیخ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک شخص نے وضو کیا اور اس کا پیر کسی جگہ سے اٹھ کر ہزار دھواں تھا۔ ایک روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جاگڑا میں نے وضو کر دیکھا تو غیر وضو میں دیکھا یہ حدیث ہے۔

شیخ مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ہم بارگاہی بارگاہی اونٹوں کو چبا کرتے تھے میں اپنی بارگاہی والی رات مقام کے وقت چلاؤ دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے لوگوں سے کچھ فرما رہے تھے میں جب پہنچ گیا اس وقت میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا کہ جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے وہی توبہ کے ساتھ اور رکعت نماز اور کرے اس کے لئے جنت و جب ہے۔ میں نے کہا وہاں یہ توبہ تھی

اچھی بات ہے۔ میری یہ بات سن کر فہم صاحب نے جو میرے سامنے تھے پیش کر دیے اور اس سے پہلے جو بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی وہ اس سے بھی زیادہ بڑھ رہی ہے۔ میں نے جو غور سے دیکھا وہ حضرت عمر فاروق تھے۔ آپ توحید فرماتے تھے تم اچھی آئے ہو تمہارے آئے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہوگی اور چھائی سے اونٹوں کے لکڑی کے انھوں نے لا انا لا اللہ وہ ہندوں متعدد امجدہ و رسول اللہ کے لئے جنت کے انھوں اور ان کے محل جات ہیں میں میں سے چاہے وہ مل ہو اور ریت میں ہے کہ جب ایمان اسلام والا ہو تو انھوں نے جنت میں اس کے قدر دہے جو اس کی آنکھوں کی تمام نظائیں پانی کے ساتھ پانی کے خڑی قطرے کے ساتھ ہر چل چلے ہیں۔ آخر صرت پاؤں کے دھونے کے وقت پاؤں کی تمام خطائیں اور اسی طرح ہر چیز کے دھونے کے وقت تمام خطائیں وصل کر دے کہ وہ ہوں سے بالکل پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ (ترمذی ج ۱)

حضرت ترمذی نے نیز نے فضیلت وضو کے سلسلہ میں ایک طویل حدیث نقل کی ہے جسے آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر وہوں قدم جو صاف ہو گا اللہ کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤں دھونے کی حدیث بطور تواتر متواتر ہے اور اسے راویوں نے پاؤں دھونے کی حدیث نقل کی ہیں کہ کذب پر اطلاق مجید ہے۔

پاؤں پر مسح کی کوئی حدیث نہیں ہے:

ترمذی نے مسیح کرنے کی ایک حدیث بھی متواتر نہیں صحابہ بھی (ملا) پاؤں دھونے پر اجماع ہے۔

حضرت انس کا قول:

ابن جریر نے حضرت انس کا قول نقل کیا ہے کہ قرآن (بظاہر) مسیح (کا حکم) بطور نازل اور سندہ قدم دھونے کا حکم لے کر آیا حضرت انس کا یہ قول تاربا ہے کہ (بظاہر) قرآن کی امت مسیح تین پر دلالت کرتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم دھویا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بائیں وی وقت تھکے ہے کہ بیت میں پاؤں دھوئے سراد ہو یا مسیح کا حکم سننا ہو گیا ہو۔

حضرت عمر کا بیان:

ابو سے قول کا شہد حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث سے بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا ایک عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللہ تعالیٰ بندوں پر بھی نہیں چاہے:

اسی لئے جو احداث کثیر اور بے شمار ہیں مگر اسے جسم کا جوتا ضروری نہ کہ صرف وہ احداث (مثلاً ہاتھ پاؤں اور جان کو کھڑا کر دینا) نہ دے دینے والے عوداً کھار کھسے جسے اللہ تعالیٰ نہیں سمجھتا ان کا جو نام اور سزا گرامر عربی بتاتا ہے کہ کمال بھی اور دقت نہ ہو۔ "ان" حدیث اکبر "معنی" جہالت "جو احداث نہیں" تھی ہے اور اس حالت میں جس کو عقلی ذہن کی طرف اشارہ کیے گئے کسی غیر معمولی حیصہ کی ضرورت ہے اس کے ازالہ کے لئے تمام بدن کا جو فرض کیا۔ "بھڑکھڑ" اور "سز" اور یہ حالات میں کسی قدر "سالی" فرمادی۔ ہاں تو بانی کی "سز" کو ملے گا۔ بھڑکھڑ اور سز سے لطف کی تحفہ اس طرح کی کہ جو اس سے پہلے ہی سے تحفہ تھی یعنی مر کا سب اس باطل ازا اور پاؤں کو شہرہ اس لئے مانتا کہ راز کہ وہ عوامی میں یا علی کے قریب رہے ہیں اور تمام وعدہ کے بند کی نسبت سے گروہ میں ان کا محو شدہ یہ تر سے لہذا ان میں ہی کا ہاتھ بھڑکھڑانے کا رساقہ۔ جس اور حضور "کہا" "ت" اور "بھڑکھڑ" ان ہی کو سے توفیق اور "فصل" بندوں کا "تیم" ہو جاتا ہے۔

وَالَّذِينَ شَرُّوا لِيُطَهَّرَكُمُ

اور جسین چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے

کہہ کہ وہ خود پاک ہے تو پاکی ہی پسند کرتا ہے۔

وَلِيُزِيلَ عَنْكُمْ عَنْكُمُ رِجْسَكُمْ

اور ہر کرے۔ بنا احسان تم مجھے تاکہ تم احسان مانو

اللہ کے احسان:

مجھے گرام میں جس نے اسے معجزہ و ان موئی جسے وہ کھنکھندہ کے دل میں جوش اٹھا کہ اس جسم جسکی کی بندگی کیلئے فرما کر ہو جائے۔ اسے ظاہر دیا کہ عاری طرف آؤ تو اس طریقہ سے پاک ہو کر آؤ۔ یہ ظاہر خود ایک نعت ہوئی اور بدن کی سطح ظاہر پر پانی اگلنے والے "ان" کا گانے سے اللہ تعالیٰ پانی عطا فرما دیا۔ دوسری نعت ہوئی۔ بندہ بھی کچھ سنتوں کا شہرہ اور نہیں کر سکا تھا قصہ ہی کہہ رہا تھا کہ یہ چارہ انعامات ناقص رہ گئے۔ مطلقہ اور اشارہ اور انعامات کثرت میں ان کی کچھ سنتوں کو یاد کرنے سے پہلے ان چارہ نعتوں کا جو "ایک نام" ہو "و غیرہ" جس میں مذہبوں کو جس شکر ادا کرنا چاہئے۔ شریہ اسی انعامات کثرت سے حضرت بلال نے تحفہ۔ حضور کا

مراغ نکلیا ہو۔ اس درمیانی نعت کے شکر یہ پر حضور کرنے کے بعد اگلی آیت میں ان مابقی سنتوں اور احادیث و نصیحتوں کو پھر اعلان فرماتا ہے جس کی شکر لازمی کیلئے بندہ ہے۔ ہمارے حضور میں عطا ہوا چاہتہ تھا پناہیہ فرماتے ہیں۔ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ مَا تَأْكُلُوْنَ

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ مَا تَأْكُلُوْنَ

اور یاد کر کہ احسان اللہ کا اپنے اوپر اور عہدہ اس کا

الَّذِي وَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ مَا تَأْكُلُوْنَ

جو تم سے عہدہ لیا تھا جب تم نے کہا تھا کہ تم نے سنا

وَاطْعُنَا

اور تم

اصلی سبق کی یاد دہانی:

مالیہ عہدہ وہی ہے جو سورہ بقرہ کے آخری سویتوں کی آیتوں سے نقل فرمایا تھا۔ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ مَا تَأْكُلُوْنَ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ اِنَّكُمْ لَآ تَشْكُرُوْنَ ۝۱۸ جب صحابہ رضی اللہ عنہم سے تحفہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرتے تھے اس وقت بھی یہ فقرہ ادا کرتے تھے کہ ہم وہی استقامت کے سوا حق آپ کی پرستش کو نہیں کرتے اور انہیں کے خود ہمارے فطرت طوبیت کے سوا حق ہو یا خلاف۔ یہ تو یہ عہدہ تھا اس کے بعد بعض اراکان اسلام جب مناسب حال انہم چیزوں کے متعلق نصیحت سے بھی عہدہ کیا جاتا تھا تو ان میں سورہ کے شروع میں فرمایا تھا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بہت سے احادیث کا ذکر کے جن کو سن کر اچانک عہدہ کی حریر تر نیب ہوتی ہے پھر وہی اصلی مسئلہ یاد دہانی۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ ذَا نِر

اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ خرب جاننا سے

الضُّعُفُ

دولت کی ات

نعتوں پر شکر نہ کرو اللہ سے ڈرو۔

ایک شریف و درجہ بالا آدمی کی گردن اپنے منعم کے سامنے جھک جاتی ہے۔ عزت و شرافت اور اچھے مزید احسانات کی توقع اس کو نقص

کی ذمہ داری لے لی۔ ان کے دوسرے یہ تھا کہ خود بھی اس بیٹائی کی پابندی کریں۔ اور اپنے خاندان سے بھی کرا لیں۔

ایک اہم وضاحت:

یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ عزت و فضیلت کے معاملہ میں اسلام کا اصل اصول تو یہ ہے کہ

بَعْدَ حَقِّ شَعْرِی تَرْکُ سَبِّ کُنْ جَائِزٌ

کہ دیرینہ رواجِ ظالم ان فلاں حج سے ٹھیک

مولہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تہذیبِ انوار کے تاریخی قطب میں پوری وضاحت کے ساتھ اس کا اعلان فرمادیا ہے کہ اسلام میں عہدِ نبویؐ کا لے، گورے اور اونچی نیچی ذات یا کٹھن کی اعتبار نہیں۔ جو اسلام میں داخل ہو گیا وہ سارے مسلمانوں کا بھائی ہو گیا۔ حسبِ نسب، رنگ، وطن، زبان کے امتیازات جو جاہلیت کے بت تھے ان سب کو اسلام نے توڑ ڈالا لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ انتظامی معاملات میں قائم رکھنے کے لئے بھی خاندانی خصوصیات کا لحاظ نہ لیا جائے۔

یہ قطری امر ہے کہ ایک خاندان کے لوگ اپنے خاندان کے جانے بچانے آتی یہ بہت دوسروں کے زیادہ اعتماد کر سکتے ہیں۔ اور یہ شخص ان کی دینی نفسیات سے واقف ہو سکتا ہے، ان کے جذبات و خیالات کی زیادہ رعایت کر سکتا ہے۔ اسی حکمت عملی چلی آئی اسرائیل کے بارہ خاندانوں سے جب عہد لیا گیا تو ہر خاندان کے ایک ایک سردار کو ذمہ دار قرار دیا گیا۔

اور وہی انتظامی صیقلیت اور مکمل ایمان و سکون کی رعایت اس وقت بھی کی گئی، جبکہ قوم بنی اسرائیل جانی نہ بولے کی وجہ سے سخت اضطراب میں تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اور حکم خداوندی انہوں نے اپنا عہد ایک چتر پر مارا تو اللہ تعالیٰ نے اس چتر سے بارہ نقشے بارہ خاندانوں کے لئے تیار کر دیئے اور جاری کر دیئے۔ (سورۃ اعراف ص ۱۷۲)

اس امت کے بارہ خلفاء:

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے اہل بیت سے رحمت کی تو ان میں سے بارہ تن کی تقریر کے جن قبیلہ ان کے اور توحید خزانہ کے یہ لوگ اپنی اپنی قوم کے عرفاء یعنی پڑھری تھے انہی قوم کی طرف سے آپ کے دست مبارک پر بیعت و طاعت کی ذمہ داری اور جاہلین سرحد کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نبی امت میں بارہ وظیفہ ہو گئے۔ مطلب یہ ہے کہ میری امت میں بارہ

یہ توفیق اور خوفِ خدا ہی دو چیز ہے جو کسی انسان کو عہد و بیعت کی پابندی پر مجبور کر سکتا ہے۔ جہاں یہ توفیق یعنی خوفِ خدا نہیں ہوگا وہاں عہد و بیعت کا دینی مشر ہوگا ہے جو آئینِ عام کو کھل میں دیکھا جاتا ہے۔ اس لئے وہ کی بس آیت میں بیعت کا ذکر ہے وہاں بھی آخر آیت میں وَتَقُولُوا لِقَوْلِهِ غُرَابًا لِّمَا كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ (سورۃ ص ۱۷۲)

وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِیْلَ

اور لے چکا ہے اللہ عہد بنی اسرائیل سے

یعنی پھر امت محمدیہ کی یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی اس لئے سے بھی عہد لے چاہئے ہیں۔ (تفسیر جلد ۱)

وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِیْبًا

اور مقرر کئے ہم نے ان میں بارہ سردار

بنی اسرائیل کے بارہ سردار:

بنی اسرائیل کے بارہ قبائل میں سے بارہ سردار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جن لے تھے جن کا نام بھی مفسرین نے تواریخ سے نقل کئے ہیں ان کا فرض یہ تھا کہ وہ اپنی قوم پر عہد پورا کرنے کی تاکید اور ان کے اصول کی نگرانی رکھیں۔ بحسبِ اتفاق یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے جب "اسرائیل" ایک واحدہ "میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ پر رحمت کی تو ان میں سے بھی بارہ ہی "نقیب" مقرر ہوئے۔ ان ہی بارہ آدمیوں نے اپنی قوم کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر رحمت کی تھی۔ چار بنی سرحد کی ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کے مصلحین کو بارہ خلفاء کی حیثیت سے لکھی فرمائی ان کا عہد بھی "نقشب" بنی اسرائیل کے عہد کے موافق ہے اور مفسرین نے تواریخ سے نقل کیا ہے کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام سے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ "میں میری رحمت میں سے بارہ سردار پیدا کروں گا" (تفسیر جلد ۱)

بارہ ہیں جن کا ذکر چار بنی سرحد کی حدیث میں ہے۔ (تفسیر جلد ۱)

اسرائیلی سرداروں کی ذمہ داری:

پہلی قوم بنی اسرائیل جو بارہ خاندانوں پر مشتمل تھی انہیں سے ہر خاندان سے ایک سردار چنا گیا اور ہر خاندان کی طرف سے اس کے ہر سردار نے ذمہ داری اٹھائی کہ جس اور سے اپنا خاندان اس بیعتِ الٰہی کی پابندی کرے گا۔ اس طرح ان بارہ سرداروں نے پہلی قوم بنی اسرائیل

کہو کہ اس آیت پر خطاب یا درود اسخ ہو جائے۔

یہ قصہ سنانے کا مقصد:

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہ سب قصہ اسی کتاب کو سننا اس پر کہ تم بطریق آخر از سر کی روایت نہ کرو گے جیسے تمہارے اجداد نے حضرت موسیٰ کی روایت چھوڑ دی تھی اور جہاد سے جان چڑھائے تھے۔ تو یہ نعت اوروں کو نصیب ہوگی۔ چنانچہ نصیب ہوئی۔

دعوتِ فکر:

ایک لمحہ کیلئے اس سارے کو بھول کر اس وقت تک کہ امت محمدیہ کے احوال پر غور کیجئے ان پر خدا کے وہ انعامات ہوتے ہیں جو پہلے کی امت پر ہوتے نہ آئے ہو سکتے۔ اس کے لئے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو الہی شریعت اختیار کی۔ ان میں وہ علماء اور ائمہ پیدا کئے جو باوجود غیر نبی ہونے کے انبیاء کے وظائف کو تہارت خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔ ایسے خلفاء، جی علیہ السلام کے بعد امت کے قائم رہنے والے ہیں ان سارے جہان کو اخلاق اور اصول سیاست و غیرہ کی ہدایت کی۔ اس امت کو بھی جہاد کا حکم دیا۔ جہاد کے مقابلہ میں نہیں رہنے زمین کے تمام ہمارے اس وقت جہاد میں محض سرزمین شام فتح کرنے کے لئے نہیں بلکہ شرق و غرب میں "لحمہ اللہ" بٹھانے اور غزوات کرنا کا نئے کیلئے ہی اسرائیل سے خدا نے ارضِ مقدسہ کا وعدہ کیا تھا لیکن اس امت سے یہ فرمایا

وَعَالِ لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ الْيَهُودُ عَنْ اَرْضِ الْيَمِينِ وَعَنِ اَلْطُّبُلُيَّةِ لَيُجَاهِدَنَّ الْيَهُودُ فِي اَرْضِ يَمِينٍ لَمْ يَخْلَفْ اَلَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَيَمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيَارَهُمُ الَّذِي رِضُوا لَهُمْ وَيُيَسِّرَنَّ لَهُمْ مَنْ بَعَثَ خَوَافَهُمْ اَعْتَبَا (توبہ: ۲۵)

اگر نبی اسرائیل کو موسیٰ نے جہاد میں جیتے جیسے سے منع کیا تھا تو اس امت کو بھی خدا نے اس طرف خطاب کیا۔

وَالَّذِينَ لَمْ يَنْتَهِ الْيَهُودُ عَنْ اَرْضِ الْيَمِينِ لَيُجَاهِدَنَّ الْيَهُودُ فِي اَرْضِ يَمِينٍ لَمْ يَخْلَفْ اَلَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَيَمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيَارَهُمُ الَّذِي رِضُوا لَهُمْ وَيُيَسِّرَنَّ لَهُمْ مَنْ بَعَثَ خَوَافَهُمْ اَعْتَبَا (توبہ: ۲۵)

الحاجم یہ ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دیکھا تو جہاد سے ڈر کر یہاں تک کہ گمراہی کے لالچ لہو لہو تھا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ الْيَهُودُ عَنْ اَرْضِ الْيَمِينِ لَيُجَاهِدَنَّ الْيَهُودُ فِي اَرْضِ يَمِينٍ لَمْ يَخْلَفْ اَلَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ جیسے ہیں۔ لیکن صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہا کہ اللہ کی قسم اگر آپ سرحد کی موجوں میں گھس جائے گا حکم دینا گے تو ہم اسی میں گھس جائیں گے اور ایک شخص بھی ہم سے جہاد نہیں رہے گا۔ امیر

ہے کہ خدا آپ کو ہماری طرف سے مدد دے دیکھائے گا جس سے آپ کی آنکھیں کھلیں گی اور جہاد میں ہم اپنے جہاد کے ساتھ ہو کر اسکا کام کریں گے۔ آگے ہوا جیسے ہر طرف جہاد کرینگے۔ خدا کے فضل سے ہم دونوں جہاد میں ہونے سے موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا اَللّٰهُمَّ وَلِّ لَنَا اَرْضَ الْيَمِينِ لَيُجَاهِدَنَّ الْيَهُودُ فِي اَرْضِ يَمِينٍ لَمْ يَخْلَفْ اَلَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ جیسے کہ جتنی مدت نبی اسرائیل فتوحات سے محروم ہو کر "عادی تہ" میں رہ سکتے ہیں اس سے کم مدت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے مشرق و مغرب میں جہاد اور شاد کا جہاد کا کردار دیا۔

وَلِّ لَنَا اَرْضَ الْيَمِينِ لَيُجَاهِدَنَّ الْيَهُودُ فِي اَرْضِ يَمِينٍ لَمْ يَخْلَفْ اَلَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ (توبہ: ۲۵)

جہاد جہاد آزادی اور ارض شام کی فتح:

نبوی نے لکھا ہے اس روایت پر قصہ اس طرح ہوا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوئی اور چالیس سال کی مدت گزرتی تو اللہ نے حضرت یوشع کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت یوشع نے نبی اسرائیل سے فرمایا کہ اللہ نے تمہارے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے۔ سب نے آپ کی تصدیق کی اور آپ کے ہاتھ پر دست (جہاد) کر لی اور اسرائیل کی طرف روانہ ہو گئے۔ ساتھ یوشع اور اسدقہ بھی تھے۔ اسرائیلی کرشمہ کا محاصرہ کر لیا اور جہاد تک محاصرہ جاری رکھا ساتویں مہینہ شروع ہوتے ہی فتح چھوٹا گیا اور حکم مقرر ہوا مارواشیر پناہ کی دعا اور پڑائی اور نبی اسرائیل نے شہر میں گھس کر ارض شام سے مارواشیر شروع کر دی آخر ان کو شکست دی گئی اور حکم مقرر کرنے کے لئے گئے۔ نبی اسرائیل کا کردار گمراہی کا ایک ایک حلقہ کی گردن پر چڑھ کر کمانے کے لئے زور لگا رہا تھا مگر کمان نہ پاتا تھا۔ یہ جنگ ہونے کے ان اہل نبی۔ ان ہجر جاری رہی پھر بھی شام تک چوری نہ ہوئی سورج غروب ہونے لگا اور شام کا ان شروع ہونے والا تھا۔ حضرت یوشع نے دعا کی اے اللہ سورج کو میری طرف کھلا دے اور سورج سے فرمایا تو اللہ کی تعمیل حکم میں لگا ہوا ہے اور میں بھی اسی کی فرمائش پر نبی میں مشغول ہوں تو خبر پڑا کہ اللہ کے دشمنوں سے میں انتقام لے لوں۔ سورج کو کھلا دیا گیا اور ایک گھنٹہ بعد سورج کا پانی پڑا حضرت یوشع علیہ السلام نے سب کو قتل کیا۔

نبوی نے لکھا ہے کہ حضرت یوشع نے پھر شہاں شام کو چھوڑا گیا یہاں تک کہ ۳۱ بادشاہوں کا قتل کیا اور ملک شام پر تسلط حاصل کر لیا اور اپنی طرف سے حاکم بن کر طرف مقرر کر دیے اور مال قیمت فتح کر لیا مگر (مال قیمت کو بچانے کے لئے) آگے آسمان سے نہیں اترتی (فتح پر چین ہوئے کہ خدا چاہے لی قصور ہو گیا وہی آتی کسی نے مال

چاہا کہ موسیٰ کی نظر میں موت محبوب ہو جائے اس لئے یوحنا بن یونان کو
تہنیتی سے سرفراز فرمایا، حضرت یوحنا صبح شام حضرت موسیٰ کے پاس
جاتے تھے اور حضرت موسیٰ ان سے پوچھتے تھے اے اللہ کے نبی اللہ نے
آپ کے پاس کیا کیا پیام بھیجا، حضرت یوحنا کو کبھی بیان کرتے تھے کہ
ابواب دیتے تھے۔ اے نبی اللہ کیا اتنے سال میں آپ کی صحبت میں نہیں
رہا تو اپنی امانی طویل مدت میں آپ تک آپ نے خودی کر نہیں کیا۔ میں
نے بھی آپ سے سوال کیا۔ اللہ نے کیا کیا پیام آپ کے پاس بھیجے۔ آپ
نے اپنی طرف سے خودی بیان کر دیا تو کروڑوں آپ موسیٰ نے یہ جواب سنا
تو زندگی سے نفرت اور موت سے محبت ہو گئی۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا موت کا فرشتہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا اپنے رب کا
بادا قبول کیجئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کے سامنے چڑھا
میں سے اس کی لپک آٹھ چوٹ گئی ملک الموت نے اللہ سے جا کر عرض
کیا کہ تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا تو ہر نماز میں چاہتا اور ان
نے میری آٹھ چوڑی، اللہ نے دو بار ملک الموت کو آٹھ دھار کے حکم
دیا کہ میرے بندے کے پاس ایسا جا کر کہو کہ کیا تو زندہ رہنے کا خواہش
ہے اگر تیری خواہش یہی ہے تو اپنا ہاتھ کسی نخل کی پشت پر رکھ جیتے ہال
تیرے ہاتھ کے نیچے آئیں گے اتنے ہی سال تو زندہ رہے گا (ملک
الموت نے جا کر حضرت موسیٰ کو اللہ کا پیام پہنچایا) حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے پوچھا پھر کیا ہوگا ملک الموت نے کہا پھر آپ کو مرنا ہوگا۔ حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو پھر ابھی یہی۔ اور دعا لی پورے گھر سے
مقدس کے است قریب پہنچا کہ اے ایک ایسا جیٹنے کے بقدر واسطہ
جائے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں وہاں ہوتا تو تم کو موسیٰ کی
تجربہ راست کے گناہ و سرسرا لیکہ قریب دکھا دیتا۔ (ابو داؤد، ترمذی، مسلم)
وہی ہے بیان کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ برس کی
ہوئی۔ (تفسیر طبری)

وَأَنذَرُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنِي آدَمَ بِالْحَقِّ

اور میں ان کو حال واقعی آدم کے ۱۱ جن کا

بائبل کا تیل کا قصہ اور اُس کے نتائج:

یعنی آدم کے دو سببی بیٹے بائبل کا قصہ انھوں نے کیا گناہ اس
قصہ میں ایک بھائی نے دوسرے بھائی کی مقبولیت اور تقویٰ پر حسد کرنے

تھی۔ یہ میں اور کا سامیہ قوم لوگوں پر پانی کا چھوڑنا تک ہوتا تھا۔ ابن جریر
نے رافع بن اس کا یہی قول نقل کیا ہے راست میں روشی کا ایک ستون نمودار
ہو جاتا تھا۔ جس سے اجالا ہو جاتا تھا۔ کھانے کے لئے سین و سولی تھا اور
پینے کے لئے اس چتر سے پانی چوٹ نکلتا تھا جو بنی اسرائیل قوم ساتھ لے
بھرتے تھے جب یہی کہ مدت ختم ہو گئی تو ختم ہوا۔ یعنی میں جا کر اترے۔ پھر
حضرت موسیٰ نے ملاقات سے جہاد کیا اور یہاں تک کہ ان کو حکم دیا گیا کہ (شر
کے) اور ان سے سر ہٹا کر اپنے انتظار کرتے داخل ہو۔

حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات:

سہی نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
پاس دینی بھیجی کہ میں ہارون کو وفات دیتے والا ہوں تم ان کو کھانا پہنا کر لے
کر آؤ حسب القلم موسیٰ بن ہارون مصر و پہاڑ کی طرف گئے وہاں ایک عجیب
درخت دیکھا کہ اس پر اداست لگی نہیں دیکھا تھا اور ایک مکان بھی نظر آیا جس
کے اندر تخت بھیجا اور تھا اور تخت پر بسنے والا ہوا تھا جس سے خوشبو مہک رہی
تھی۔ حضرت ہارون نے یہ منظر دیکھ کر یہ کہہ دیا کہ بولے موسیٰ میں تو اس تخت
پر سوتا چاہتا ہوں۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا سو جاؤ حضرت ہارون نے کہا
اندر بیٹھ ہے کہ کہیں گھر والا کہہ کر اداست نہ ہو حضرت موسیٰ نے فرمایا اس کا
اندیشہ نہ کرو گھر والے سے میں نہایت گوارا۔ حضرت ہارون نے کہا میں اس
میرے ساتھ آپ بھی سو جائیں۔ اب گھر والا آجائے گا تو کچھ پر اور آپ پر
اولوں پر فخر ہوگا چنانچہ انھوں نے سوئے اور (موت میں ہی) حضرت ہارون
کی وفات ہو گئی۔ وفات سے پہلے موت کا احساس کر کے حضرت ہارون نے
کہا موسیٰ میری آنکھوں کو بند کر دو جب وفات ہو گئی تو دو مکان دراست اور
تخت سب آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ہارون کے
دوست آئے۔ چلی آنا وہ گھر بنی اسرائیل بولے چونکہ قوم والے ہارون سے
محبت کرتے تھے اس لئے موسیٰ کو حسد ہوا اور انہوں نے ہارون کو قتل کر دیا۔
حضرت موسیٰ نے فرمایا۔ اے کم نکتہ ہارون تو میرا بھائی تھا۔ کیا تم مارا یہ
قبیل ہے کہ میں نے اس کو قتل کر دیا۔ جب لوگوں نے یہ بات بہت زیادہ دیکھی
تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ سے
دعا کی آپ نے دعا سے سخت اثر آیا اور لوگوں نے آسمان زمین کے درمیان
معلق تھکے۔ پھر ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قول کی تصدیق ہوئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا قصہ:

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت موسیٰ کو موت گوارا نہ تھی اور اللہ نے

اور میں خود میں کو کھینچ کر آتا تھا کہ میرے ساتھ حق خوں نہ لے
 نہ وقت بیان کے ہیں جبکہ موت میں پہنچا تو کسی نے مرانی کہ
 جب یہ قسم کی کہ نہ لکھیں اور میں اس سے بھاگ کر نکلتا تھا۔ وہ میرے
 ہونے کے لیے اپنی باتیں کو قہر مانا اسی سبب سے کہ حق میں نہ تھا
 بلکہ یہ فتنہ تھا جو میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 بنا کر قہر مانا تھا کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 مستعد ہوا تھا کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 نہ لے کر یہ ہے کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 مستعد ہوا تھا کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 جان کر اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 بھی لکھے ہیں۔ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 ہوتی اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے

وَقَدْ جَاءَ فَخْرٌ مِّنْ لَّدُنِّي فَتَنَّاكَ تَهَلَّلًا خَلِيلًا
 فِي مَآخِذِ الْمَخَالِقِ لَمْ يَكُنْ لَكَ دُونَهُ مُلْكٌ

اِنَّ قَرِيْبًا قَرِيْبًا قَفُوْهُ مِّنْ لَّدُنِّي
 اِنَّ قَرِيْبًا قَرِيْبًا قَفُوْهُ مِّنْ لَّدُنِّي
 اِنَّ قَرِيْبًا قَرِيْبًا قَفُوْهُ مِّنْ لَّدُنِّي

مکان کے چھترے کا لہرنا
 حق نے اپنے لیے حکم دیا کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 پہنچے تھے تو اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 خود ہی جانے کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 پہنچا یہ اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 آتش لگائی تھی اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 وقت نور سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 جبکہ اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے

میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 اور میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 تھا کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 نہ لے کر یہ ہے کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 مستعد ہوا تھا کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 نہ لے کر یہ ہے کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 مستعد ہوا تھا کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 جان کر اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 بھی لکھے ہیں۔ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 ہوتی اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے

میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 اور میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 تھا کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 نہ لے کر یہ ہے کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 مستعد ہوا تھا کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 نہ لے کر یہ ہے کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 مستعد ہوا تھا کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 جان کر اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 بھی لکھے ہیں۔ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 ہوتی اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے

میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 اور میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 تھا کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 نہ لے کر یہ ہے کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 مستعد ہوا تھا کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 نہ لے کر یہ ہے کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 مستعد ہوا تھا کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 جان کر اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 کہ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 بھی لکھے ہیں۔ میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 میں نے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے
 ہوتی اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے

میری ایک قرآن پڑھ کر تھی، لیکن اچانک اس کو کھینچ کر لے کر وہاں سے چلا گیا۔
وہاں کے لوگوں سے پوچھا۔

”اس نے کہا: وہاں سے اس نے اپنے گھر کے لیے چلا گیا۔“

حضرت عمر بن عبد العزیز کا خط:

”میں تجھے تہی کی یاد دلاتا ہوں کہ جس نے جو کچھ اس قول میں کہا: ”وہاں سے چلا گیا“ اس نے اس کی پوری زندگی کا یہاں سے چلا گیا، اس کے گھر کو بھی یہاں سے چلا گیا۔“

حضرت علی کا ارشاد:

”وہاں سے چلا گیا“ اس نے اس کی پوری زندگی کا یہاں سے چلا گیا، اس کے گھر کو بھی یہاں سے چلا گیا۔“

وہاں سے چلا گیا۔“

حضور کے ہستی:

”وہاں سے چلا گیا“ اس نے اس کی پوری زندگی کا یہاں سے چلا گیا، اس کے گھر کو بھی یہاں سے چلا گیا۔“

قرآنی کسی کی قبول ہوئی ہے۔

آیت ”وہاں سے چلا گیا“ اس نے اس کی پوری زندگی کا یہاں سے چلا گیا، اس کے گھر کو بھی یہاں سے چلا گیا۔“

اس آیت سے مراد ہے کہ جو کچھ اس قول میں کہا: ”وہاں سے چلا گیا“ اس نے اس کی پوری زندگی کا یہاں سے چلا گیا، اس کے گھر کو بھی یہاں سے چلا گیا۔“

اس آیت سے مراد ہے کہ جو کچھ اس قول میں کہا: ”وہاں سے چلا گیا“ اس نے اس کی پوری زندگی کا یہاں سے چلا گیا، اس کے گھر کو بھی یہاں سے چلا گیا۔“

جس سے مراد ہے کہ جو کچھ اس قول میں کہا: ”وہاں سے چلا گیا“ اس نے اس کی پوری زندگی کا یہاں سے چلا گیا، اس کے گھر کو بھی یہاں سے چلا گیا۔“

اس آیت سے مراد ہے کہ جو کچھ اس قول میں کہا: ”وہاں سے چلا گیا“ اس نے اس کی پوری زندگی کا یہاں سے چلا گیا، اس کے گھر کو بھی یہاں سے چلا گیا۔“

اس آیت سے مراد ہے کہ جو کچھ اس قول میں کہا: ”وہاں سے چلا گیا“ اس نے اس کی پوری زندگی کا یہاں سے چلا گیا، اس کے گھر کو بھی یہاں سے چلا گیا۔“

اس آیت سے مراد ہے کہ جو کچھ اس قول میں کہا: ”وہاں سے چلا گیا“ اس نے اس کی پوری زندگی کا یہاں سے چلا گیا، اس کے گھر کو بھی یہاں سے چلا گیا۔“

وَالَّذِينَ آمَنُوا
وَالَّذِينَ هُمْ يَدْعُونَ

وہاں سے چلا گیا۔“

اس آیت سے مراد ہے کہ جو کچھ اس قول میں کہا: ”وہاں سے چلا گیا“ اس نے اس کی پوری زندگی کا یہاں سے چلا گیا، اس کے گھر کو بھی یہاں سے چلا گیا۔“

وَالَّذِينَ آمَنُوا
وَالَّذِينَ هُمْ يَدْعُونَ

وہاں سے چلا گیا۔“

اس آیت سے مراد ہے کہ جو کچھ اس قول میں کہا: ”وہاں سے چلا گیا“ اس نے اس کی پوری زندگی کا یہاں سے چلا گیا، اس کے گھر کو بھی یہاں سے چلا گیا۔“

اس آیت سے مراد ہے کہ جو کچھ اس قول میں کہا: ”وہاں سے چلا گیا“ اس نے اس کی پوری زندگی کا یہاں سے چلا گیا، اس کے گھر کو بھی یہاں سے چلا گیا۔“

اسو جی اور دیگر قبائل پر فتح

خلافتِ صدری کے پہلے عہدہ، اربعہ اہل بیت کے افسر، اسو جی نے
فصل اور اس کی قوم کے ملحقہ و زمرہ ہزار ہوں نے کی فتح کی اور جی نے
سب سے پہلے فتح کی جو حضرت صدیق اکبرؓ کے ہاتھوں سے ہوئی تھی
اسی طرح دوسرے قبائل بھی فتح ہوئے اور ان کے ساتھ یہ بھی ہو گیا
نے کیا کہ اس قوم کو بھی تسلیم فرمائی، دوسرے قبائل بھی

روافض کی تردید:

بعض صاحبِ دینی آئمہ اور ان کے رفقاء، خاصاً حضرت ابو جعفرؓ اور
عبد اللہ بن عباسؓ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فتح کی
شہرہ بدیہ اور حجاز سے اور شہرہ اوسنی و یثرب سے، باقی قبائل سے کہ
مصر، یمن، نجد، اسیطہ، سلم کی وفات کے قریب ہی بنے اور عرب ہزار ہزاروں
ہو گئے تھے، جو پہلے اسیطہ، سلم کی وفات کے بعد جب صدیق اکبرؓ نے
یمن، نجد، اسیطہ، سلم کی وفات کے قریب ہی بنے اور عرب ہزار ہزاروں
ہو گئے تھے، جو پہلے اسیطہ، سلم کی وفات کے بعد جب صدیق اکبرؓ نے

ان آیت کو حضرت علیؓ کی ذرا ہی سے ملاحظہ نہیں کیا یا سنا ہے کہ ان
کی ذرا ہی سے ملاحظہ نہیں کیا یا سنا ہے کہ ان کی ذرا ہی سے
ملاحظہ نہیں کیا یا سنا ہے کہ ان کی ذرا ہی سے ملاحظہ نہیں کیا
یہ دعویٰ ہے کہ حضرت علیؓ نے فتح کی اور ان کے رفقاء، خاصاً
حضرت ابو جعفرؓ اور حضرت علیؓ نے فتح کی اور ان کے رفقاء،
خاصاً حضرت ابو جعفرؓ اور حضرت علیؓ نے فتح کی اور ان کے
رفقاء، خاصاً حضرت ابو جعفرؓ اور حضرت علیؓ نے فتح کی اور
ان کے رفقاء، خاصاً حضرت ابو جعفرؓ اور حضرت علیؓ نے فتح کی

علاء بن ابی مرثدہؓ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فتح کی
اور ان کے رفقاء، خاصاً حضرت ابو جعفرؓ اور حضرت علیؓ نے
فتح کی اور ان کے رفقاء، خاصاً حضرت ابو جعفرؓ اور حضرت
علیؓ نے فتح کی اور ان کے رفقاء، خاصاً حضرت ابو جعفرؓ اور
حضرت علیؓ نے فتح کی اور ان کے رفقاء، خاصاً حضرت ابو
جعفرؓ اور حضرت علیؓ نے فتح کی اور ان کے رفقاء، خاصاً
حضرت ابو جعفرؓ اور حضرت علیؓ نے فتح کی اور ان کے
رفقاء، خاصاً حضرت ابو جعفرؓ اور حضرت علیؓ نے فتح کی

نہایت کہ حضرت علیؓ نے فتح کی اور ان کے رفقاء، خاصاً
حضرت ابو جعفرؓ اور حضرت علیؓ نے فتح کی اور ان کے
رفقاء، خاصاً حضرت ابو جعفرؓ اور حضرت علیؓ نے فتح کی

حضرت علیؓ نے فتح کی اور ان کے رفقاء، خاصاً حضرت ابو
جعفرؓ اور حضرت علیؓ نے فتح کی اور ان کے رفقاء، خاصاً
حضرت ابو جعفرؓ اور حضرت علیؓ نے فتح کی اور ان کے
رفقاء، خاصاً حضرت ابو جعفرؓ اور حضرت علیؓ نے فتح کی

حضرت علیؓ نے فتح کی اور ان کے رفقاء، خاصاً حضرت ابو
جعفرؓ اور حضرت علیؓ نے فتح کی اور ان کے رفقاء، خاصاً
حضرت ابو جعفرؓ اور حضرت علیؓ نے فتح کی اور ان کے
رفقاء، خاصاً حضرت ابو جعفرؓ اور حضرت علیؓ نے فتح کی

حضرت علیؓ نے فتح کی اور ان کے رفقاء، خاصاً حضرت ابو
جعفرؓ اور حضرت علیؓ نے فتح کی اور ان کے رفقاء، خاصاً
حضرت ابو جعفرؓ اور حضرت علیؓ نے فتح کی اور ان کے
رفقاء، خاصاً حضرت ابو جعفرؓ اور حضرت علیؓ نے فتح کی

حضرت علیؓ نے فتح کی اور ان کے رفقاء، خاصاً حضرت ابو
جعفرؓ اور حضرت علیؓ نے فتح کی اور ان کے رفقاء، خاصاً
حضرت ابو جعفرؓ اور حضرت علیؓ نے فتح کی اور ان کے
رفقاء، خاصاً حضرت ابو جعفرؓ اور حضرت علیؓ نے فتح کی

مسئلہ کذاب سے مقابلہ:

بہرحال صحابہؓ کی ایک جماعت حضرت صدیق اکبرؓ کے قریب رہتے
تھے کہ ان کے عقائد کے لئے کڑی دیکھ بھال کرتے تھے اور ان کے
عقائد کے خلاف کسی کو بھی نہیں دیکھتے تھے اور ان کے عقائد
کے خلاف کسی کو بھی نہیں دیکھتے تھے اور ان کے عقائد کے
خلاف کسی کو بھی نہیں دیکھتے تھے اور ان کے عقائد کے خلاف
کسی کو بھی نہیں دیکھتے تھے اور ان کے عقائد کے خلاف کسی
کو بھی نہیں دیکھتے تھے اور ان کے عقائد کے خلاف کسی کو
بھی نہیں دیکھتے تھے اور ان کے عقائد کے خلاف کسی کو بھی
نہیں دیکھتے تھے اور ان کے عقائد کے خلاف کسی کو بھی نہیں
دیکھتے تھے اور ان کے عقائد کے خلاف کسی کو بھی نہیں دیکھتے
تھے اور ان کے عقائد کے خلاف کسی کو بھی نہیں دیکھتے تھے

أَتُونَا نَكْتَبُ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكَفَّارُ الْوَيْلُ

کتاب اپنے کے قبل سے پہلے اور نہ کفاروں کو

کفار سے مراد ہیں مشرکین اور یہ کہ کفار سے کفر ہے۔ انحراف اور
بیہودہ بنو قریظ کی سازش:

دوسرے کہ اصل حدیث یہ ہے کہ یہ دھبہ میں تشریف لے کر ہوئے تھے بعد
ان اطراف کے یہود خاندانی سے ایک صحابہ کو سر پہاڑ پر لے کر دو مسلمانوں
کے خلاف خود دھمکے کہ میں گنہگار ایک کرنے والی قوم کی آمد کو نہیں مانتے
بلکہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر ان کا مقابلہ کریں گے اسی طرح مسلمان ان میں
لوگوں سے ایک کریں گے کہ ان کے خلاف کسی قوم کی آمد کو نہیں مانتے۔ بلکہ
خلاف کا مقابلہ کریں گے۔ پھر عرب تک پہنچے اور ان کے ساتھ ہاتھیوں
یہودی اپنی سازش قائم کی اور تمام عربی طبیعت کی بہت سی سادات پر ہمارے
قائم ہو کر ان کے اطراف مشرکوں سے سازش کر کے ان کو
اپنے قلعہ میں ڈالنے کے لئے خط لکھ کر پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچا
ان سازش کا انکشاف ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مقصد کے
لئے ایک دستہ چاہیے کا بھیج دیا اور غلطی سے یہ یہودی ایک طرف تو مشرکین
تد سے یہ سازش کر رہے تھے اور دوسری طرف مسلمانوں میں بھی بے ہوشی
پرست سے مسلمانوں سے ذاتی سے عداوت کے بے ہوشی تھے یہی سازش
مسلمانوں کے خلاف مشرکین کے لئے چاہی گئی تھی کہ وہ اپنے لئے یہ
آیت کا رد کر دینا چاہتی تھی کہ مسلمانوں کو یہود دوسری کی گھروں ذاتی سے
ماتے کہ ان مسلمانوں کی نہ سازشیں یہودیوں کے خلاف ہوتی تھیں۔

صحیح بہ کرام کا سیت پر محسوس:

اس وقت مجلس کو بہ کرام حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ نے تو کھلے
طور پر ان لوگوں سے اپنا معاملہ واضح اور بزرگ سرائفہ کا حلال کر دیا اور بعض
لوگ جو مسلمانوں سے غور سے مسلمانوں سے ملے ہوئے تھے۔ ابھی یہ ان
کے احوال میں نہ تھے انہیں یہاں ان لوگوں سے قید تھے کہ یہ ہیں یہ بھڑات
محسوس کرتے تھے کہ یہ ہیں یہ کہ مشرکین وہ یہ وہی سازش کا موجب اور جاس
اور مسلمانوں کو جاس کر تھے یہ مسلمانوں کو جاس کر تھے یہ مسلمانوں کو جاس
کہ ہے کہ ان وقت ہمارے لئے یہ سمجھنا نہ ہو جائے یہاں انہی کے
سولوں کے اسی نام پر کہ ان لوگوں سے قطع تعلق میں تو مجھے غلط ہے کہ ان
سے ایسا نہیں کرنا۔ (انحراف اور)

وَاللَّهُمَّ إِنَّ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

اے اللہ! اگر تم ایمان والے ہو تو تم کو

مشرکوں کی تاکید:

مشرکوں کی تاکید: یہاں مسلمانوں کو کلمات کفر سے منع کرنا تھا۔ اس
آیت میں ایک خاص اور خاص سے کسی مسلمان کی تائید کی گئی تھی اور
کلمات سے کفر سے تائید کی گئی تھی۔ ایک مسلمان کی تائید کی گئی تھی
خدا سے تو یہاں وہ قسم بختم نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے تائید کیا کہ یہود
خاندانی اور مشرکین یہاں سے مذہب پر طعن واضح کرتے ہیں اور
خاندانی (انہوں نے یہود کا مذہب قرار دیا ہے) ہیں اور یہود میں نہ سازشیں
دوسری ان افعال میں کہ انہوں نے کر رکھی ہیں کہ ان کے لئے یہود کے لئے
ہیں۔ کہ ان میں سے اور یہود کا کہ یہ طعن ہرگز نہیں تو مسلمانوں
میں خبیثیت نہیں اور یہود کے لئے یہ سازشیں ہیں کہ انہوں نے کیا ہیں تو
سوا کلمات اور وہ یہود کے لئے یہ سازشیں ہیں کہ انہوں نے کیا ہیں تو
تو یہ سازشیں ہیں کہ انہوں نے کیا ہیں تو مسلمانوں کے لئے یہ سازشیں
ہیں کہ انہوں نے کیا ہیں تو مسلمانوں کے لئے یہ سازشیں ہیں کہ انہوں نے کیا ہیں

مشرکوں کی تاکید:

مشرکوں کی تاکید: یہاں مسلمانوں کو کلمات کفر سے منع کرنا تھا۔ اس
آیت میں ایک خاص اور خاص سے کسی مسلمان کی تائید کی گئی تھی اور
کلمات سے کفر سے تائید کی گئی تھی۔ ایک مسلمان کی تائید کی گئی تھی
خدا سے تو یہاں وہ قسم بختم نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے تائید کیا کہ یہود
خاندانی اور مشرکین یہاں سے مذہب پر طعن واضح کرتے ہیں اور
خاندانی (انہوں نے یہود کا مذہب قرار دیا ہے) ہیں اور یہود میں نہ سازشیں
دوسری ان افعال میں کہ انہوں نے کر رکھی ہیں کہ ان کے لئے یہود کے لئے
ہیں۔ کہ ان میں سے اور یہود کا کہ یہ طعن ہرگز نہیں تو مسلمانوں
میں خبیثیت نہیں اور یہود کے لئے یہ سازشیں ہیں کہ انہوں نے کیا ہیں تو
سوا کلمات اور وہ یہود کے لئے یہ سازشیں ہیں کہ انہوں نے کیا ہیں تو
تو یہ سازشیں ہیں کہ انہوں نے کیا ہیں تو مسلمانوں کے لئے یہ سازشیں
ہیں کہ انہوں نے کیا ہیں تو مسلمانوں کے لئے یہ سازشیں ہیں کہ انہوں نے کیا ہیں

وَأَذِّنْ لِلْعَذَابِ وَأَعْلَنُ

اور اب تم کو عذاب کی اطلاع دے دو اور ظہور کرے

وَلَيْبِذْ لَكُمْ بِأَلْفِ قَوْمٍ لَّا يَعْصُونَ

اور اب تم کو عذاب کی اطلاع دے دو اور ظہور کرے

کافروں کا فرمان سے جتنا:

یعنی یہ ان کہتے ہو تو ان سے جلتے ہیں اور ظہور کرتے ہیں۔ جو
ان کی کفر سے تائید ہے۔ یہ بھی ان کی کفر سے تائید ہے۔ ان کے لئے یہ سازشیں
کی کفر سے تائید ہے۔ یہ بھی ان کی کفر سے تائید ہے۔ ان کے لئے یہ سازشیں

کر لیا جائے جو غیر سے مل کر کتاب اور عالم شروع ہو۔ لہذا ہمیں اس کی دیکھنے
چیں۔ وہ دوسری کڑی صاف سے قارئین کے مسلمانوں سے آئے گی، جس کی صفائی
ہے اور کیا ایک برائی اور دوسری طرف دیکھتے ہیں جو ان کے غریبوں کی ستمنا
ہو، جو ان کے کہہ کر اس خلاف وعدہ اور ٹیکہ لے کر اور اس کی صفائی
کتابوں اور ان کے بھیجے ہوئے قوم کے غریبوں پر صدقہ دل سے ایسا دیکھتے
ہیں۔ اس کے اطلاق کا اطلاق ستمنا اور اس کا دل ہے کہ خدا کی پائی جان
تو یہ ہے کہ جو اس ستمنا اور ستمنا اور اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اب ہم
کی انصاف سے کہہ کر اس کا دیکھنے کے ناظر کو خدا کے فرما ستمنا اور اس کے
آواز دیکھنے اور اس کے کلمہ کا کہہ کر اس کے حاصل ہے۔ (تفسیر دینی)

قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرِّ مِمَّا تُكُونُونَ

تو کہہ میں تم کو ستمناؤں میں سے کسی سے بڑا ہے اللہ کے جان

عِنْدَ اللَّهِ مِنْ لَعْنَةِ اللَّهِ وَغَضَبِ عَلَيْهِ

اسی جس پر اللہ نے لعنت کی اور اس پر غضب نازل کیا

وَجَعَلَ مِنْهُمْ الْفِرْدَقَةَ وَالْغَنَازِزَ وَعَبَدَ

اور ان میں سے بعضوں کو بندہ کر دیا اور بعضوں کو سوار اور جنسوں

الْأَنْفُوسِ وَأُولَئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ عَنْ

نے بندگی کی شیطان کی اور ان لوگ بدتر ہیں اور میں زور بہت دیکھے

سَوَاءٌ الشَّيْءُ بِلَا

ہوئے ہیں یہی سید کا دلو سے

اہل کتاب کو بے مثال جواب:

تو کہہ میں تم کو ستمناؤں میں سے کسی سے بڑا ہے اللہ کے جان
کسی زمانہ میں نازل ہوئے ہیں جس سے تصدیق کرنا ہی آجہا سے دہم میں
مسلمانوں کا سب۔ یہ ستمنا اور سب سے بدتر ہے جو ان کی ستمنا اور سب سے ستم
تو ستمنا اور ستمنا اور سب سے بدتر ہے جو ان کی ستمنا اور سب سے ستم
بہشت شہادت اور گھر کی کسی سب سے بدتر ہے جو ان کی ستمنا اور سب سے ستم
غضب کا اثر آج بھی نمایاں طور پر آشکارا ہے جس کے بہت سے اثرات ہیں
کاروں اور سب سے بدتر ہے جو ان کی ستمنا اور سب سے ستم
اور جس نے خدا کی بندگی سے مل کر شیطان کی بندگی اختیار کر لی اور

اولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں نے عرض کیا کہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان کی خدمت میں کیا ہے کہ تم سے پہلے کی امت میں اس کی پیروی
نہیں کی تھی جس کی اگر تم نہ تے مانی ہو تو اس خدمت کو انہوں نے ستم
نے کرنا تھا اور پیغمبر اسلام کی کیوں جو اہل کی ان میں سے کوئی بھلائی جاتی تو
انہیں اس عداوت کے پورا تھی جو انہوں نے یہ کہیں کہیں ان کی پیروی نہ کی
عرض فرماتے ہیں کہ یہ کسی بڑی آواز دیتی ہے اور یہ کہ جس سے
اس پر ہے وَمَنْ حَسَنَ قَوْلًا وَبَشَرًا لِّلْغُلَامِ لَمْ يُغْنِ عَنْهُم مِّنَ ذَلِكُمْ شَيْئًا
اور یہ کہ یہ ستمنا ہے۔

بے گنجی قوم: فَاِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَشَرٌّ مِّمَّا تَعْمَلُونَ (حق سے استہزاء) اس وجہ سے
ہے کہ یہ وہ ستمنا ہیں جن کیوں کہ ان کا قصہ کا قصہ تو یہ تھا کہ استہزاء نہ
کرنے اور اس کی چیز کی دیکھائی برائی پر غور کرے۔ یہ آیت مافوق ہے کہ
کافروں میں سے دینی گنجیوں کو دینی غلوں کے سعادت میں اتنے ہی ہوشیار
ہوں اس سے معلوم ہوا کہ عقل و ادب سے سوچنا اور ایمان چیزوں پر غور
کرنا حصول علم کی طرف سے ہے جس (اگرچہ لاساتجیح غور و فکر کو حصول علم کا
لازمی سبب قرار دیتے ہیں) بلکہ اللہ کا جان اور دستور ہے کہ آدمی سچ
غور و فکر کرے جو خدا تعالیٰ ایمان چیز کا علم حاصل کر دیتا ہے (تو کہہ یا غور و فکر
جو تفسیر کے وہاں اصل چیز ان کی طبیعت سے) (تفسیر عربی)

قُلْ يٰٓأَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَقْبَلُونَ مِنَّا

تو کہہ اے کتاب افادہ کیا خدا سے تم تو ہم سے

لَا اَنۡ اَمَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنۡزِلَ اِلَيْنَا وَمَا اُنۡزِلَ

تو ہمیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو نازل ہوا ہم پر اور جو نازل

مِنْ قَبْلُ وَاَنْتُمْ اَكْثَرُ فَاسِقُونَ

ہو چکے ہیں اور ہمیں کہ تم میں سے اکثر فاسق ہیں

اولیٰ دینے والوں کی فضیلت:

کہ نام پر اہل کتاب کی ایمان دہم سے کہ یہ ستمنا ہے جو کہ ہم
تو اہل استہزاء یہ کہہ کر کے ان کے حالت ستمنا کے آتش ہو۔ گنجی آیت
میں بتلادیا کہ ان کوئی ایسی چیز نہیں جس پر سب سے بڑا ہے۔ کہ ان
اور بعض اہل کتاب سے کوئی شخص ملے یا استہزاء کرے۔ اس آیت میں ایمان
دینے والوں کے مقدس حالات پر انہیں ستمنا کی گئی ہے یعنی استہزاء

ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزِ قیامت سے چنانچہ جسے نہیں نے پہلی تھیل کی اب خود حضرت عائشہؓ سے پاس آئی تھیں کی ہوئی اور سارے مصلح ہوئے۔ حضرت عائشہؓ نے جس کرم پر چھوڑا دیا ہوا۔ کہنے لگی کہ وہ آقاؐ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عین سے فرماتے تھے کہ میں ایسا تھیں کہ اگر بیدار نہ رہتا تو میری بیوی نہ ہوتی۔ اور جس کرم کو دھوا کر نے کہ کرم دے دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر مواخذہ نہیں کرتا ہے۔ یہاں چھوڑا جانے والا کرم جو کرم تھا۔ (صحیح بخاری)

کسی حلال چیز کو حرام قرار دینے کے تین درجات:

کسی حلال چیز کو حرام قرار دینے کے تین درجے ہیں، ایک یہ کہ عقلاً، اسی کو حرام سمجھا جائے، دوسرے یہ کہ کوئی کسی چیز کو اپنے لئے حرام کر لے، خطا قسم کھا لے کہ خطا پائی نہ ہیں گناہاں قسم کا مل لگتا تو وہ کس کس گناہ پھلاں جائز کام نہ کروں گا تب سے یہ کہ عقلاً اور عقل پر کچھ نہ ہو محض غلط فہمی کیلئے کسی حلال چیز کو حرام کر دے۔

پہلی صورت میں ان کے حلال چیز کا حلال ہونا عقل و دلیل سے ثابت ہوتا تو اس کا حرام سمجھنا عقلاً و قانونِ طبی کی صورتِ حالات کی وجہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

اور دوسری صورت میں اگر اتفاقاً قسم کھا کر اس چیز کو اپنے اہم حرام قرار دیا ہے، تو قسم ہو جائے گی، قسم کے الفاظ بہت ہیں، جو کتب میں مفصل مذکور ہیں، میں اب ایک مثال یہ ہے کہ کمراد کے کہیں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ فلاں چیز نہ کھاؤں گا فلاں کام نہ کروں گا مایہ کیجے کہ فلاں چیز یا فلاں کام کو اپنے لیے حرام کرتا ہوں، اس کا قسم یہ ہے کہ بلا ضرورت ایسی قسم کھانا گناہ ہے اس پر لازم ہے کہ اس قسم کو توڑ دے اور کفارہ ادا کرے، جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

تیسری قسم میں عقلاً اور عقل سے کسی حلال کو حرام نہ کیا ہو، بلکہ محض عیب یا مسئلہ کر کے جیسا حرام کے ساتھ کیا جاتا ہے، کہ کوئی کھڑے ہونے کے چھوڑنے کا احترام کرے اس کا عیب یہ ہے کہ اگر حلال کو چھوڑا تو آپ سمجھتا ہے تو یہ بدعت اور بدعت ہے، جس کا گناہ عقیم ہوتا قرآن و سنت میں منہمک ہے اس کے خلاف اگر وہ جب ہوا کسی بدعتی پر قائم ہو جائے، وہاں گناہ ہے، ابھی اگر ایسی بدعتی بدعت ثواب نہ ہو بلکہ کسی دوسری وجہ سے خلافِ نبوی یا ردِ احادیثی کے سب سے کسی غلط فہمی کو کوئی اور چھوڑ دے تو اس میں کوئی گناہ نہیں، بعض صوفیہ نے کرام اور بزرگوں سے حلال چیزوں کے چھوڑنے کی جو روایات متحول ہیں وہ سب اسی قسم میں داخل ہیں کہ انہوں نے اپنے نفس کے لئے ان چیزوں کو مستحق سمجھا، یا کسی بزرگ نے غیر

طریقِ حیات، یا ای کو اپنا منہمک نظر یا پس منہمک نظر ہو، اور فرما دیا کہ یہاں کے درمیان متحمل مانتا اختیار کرنا چاہیے۔ نہ تو نہ اندویشی میں فرق ہونے کی اجازت ہے، نہ اندویش اور بہانیت مہاجات و طہیات کو چھوڑنے کی، مگر وہاں بہانیت کی قید ہم نے اس لئے لگائی کہ بعض اوقات بدعتی طہیات کی غرض سے کسی منہمک سے غرضی طور پر بہتر کرم ممانعت میں داخل نہیں۔ نیز مسلمان بخلاف کے مامور ہیں جس کے معنی پیرائے اور حکومتات سے ایسا ہے کہ وہاں کرم ہے سے معلوم ہے کہ بعض مہاجات کا متحمل بعض اوقات کسی حرام یا منوع کے مصلحت کی طرف متغی ہو جاتا ہے۔ ایسے مہاجات کو بعد از قسم یا غریب کے طور پر نہیں بلکہ بطریقِ اشد دائر کوئی قص کسی وقت باوجود اعتقادِ بدعت ترک کر دے، تو وہ بہانیت نہیں بلکہ دروغ و خیالی مہاجات ہے، حدیث میں ہے لا یستحق اللہ ان یکل من اکلین حتی یرى مالاً بائناً بہ فہذا صواب یا من (ترجمہ) اکلین ترک اعتقاد اور قطع دھڑی کی قید کو توڑ دے کہ کرم قسم کے طہیات سے مومن مستفیض ہو سکتا ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں نجات کے لئے دانا ہے کلمہ ہوتے ہیں۔ (تفسیر حنفی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی کو

رہبانیت سے منع فرما دینا:

تھیں ان مقدمہ نے صورت کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ نہ ہال کے پاس جاتے نہ الیہ ان کے پاس آتے۔ اب ان کی صورت حضرت عائشہؓ کے پاس آئی۔ عائشہؓ مدینہ کے ساتھ دوسری زبان میں صلی اللہ علیہ وسلم بھی پہنچی ہوئی تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا اسے فلاں چیز تھے کیا ہو گیا یہاں کا کدو شے ہے نہ کھجور چنی ہے نہ خشک لہجہ ہے تو اس نے کہا کھجور کر کے خشک کر کے کھجور، میرا شوہر نہ کھجور کر کے نہ دانا سا کچڑا کھا کر رہا تھا، اب سب کی بات میں کس میں ہیں۔ ایسے میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم غریب لائے آپ نے فرمایا سب کی سب کیوں خبر دے رہا ہو تو کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں مایہ کیا کہہ رہا ہے تو آپ نے مٹھان میں مقدمہ کو لگا کر باریتہ کیا کیا دیکھتے تھے کہ میں نے یہ عمل خدا کے لیے چھوڑ دیا ہے تاکہ عبادت کے لیے باکوں غائب ہوں بلکہ میرا دانا ہے کس میں اپنے آپ کو کھتی ہی کر لوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو خدا کی قسم ہے ہرگز ایمان نہ آئے گا کہ جا اور بیوی سے شے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان اور دانا

"غضب" یا "ارجم" کی تفسیر اسی صورت کی آیت اور اس وقت آیت مقلد
ملک، ذاتی شکر و ثنا ملا کر کہنے کے تحت میں لکھ رہا ہوں۔

حضرت عمرؓ کی دعا

ترجمہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے وہ کہ اس آیت شراب
میں حصص ہر دے لئے کوئی انکسین بخش جان، نازل فرما میں پر سورہ بقرہ والی
آیت پر پڑھتا ہوں، اللہ تعالیٰ غلظتہ غلظتہ غلظتہ اے اللہ! اختلافات و کیناں اے
نازل ہوئی، حضرت عمرؓ نے ہمارا دعا کی اے اللہ شراب کے حقیقی ادا
لئے کوئی نسل بخش رحم نازل فرما دے اس پر سورہ النساء والی آیت
بَارِئٌ مِّنْ ذَٰلِکَ الَّذِیْ لَا یَخْلُقُ سِوَاکَ اللَّهُمَّ اَنْتَ الَّذِیْ رَزَقْتَنِیْ
کَرِیْمًا ایت سنائی گئی۔ آپ نے مجھ پر بھی اسی شراب کے متعلق کھولی کر
ادارے کے کوئی بیان شرعی نازل فرما، اے اللہ! سورہ انفکاح والی آیت
اِنَّ الْمَرْءَ لَشَیْطٰنٌ اَنۡ یَّوۡجِہَ بَیۡنَکُمُ الْعَدَۃَ وَاَنَّ الْفِتٰنَیۡ لَکُمۡ
وَالۡیَہۡوَیۡہُ کَبۡرُکُمۡ لَکُمۡ فَاِذَا لَکُمۡ اَمۡرٌ مِّنۡ شَیْءٍ فَاِذَا لَکُمۡ اَمۡرٌ مِّنۡ شَیْءٍ
تک شراب، ارقاق کے حلق نازل ہوئی اور حضرت عمرؓ نے دعائے
آیت پر بھی اسی حضرت عمرؓ نے کہ ہم بڑے آئے ہمارے بارے (یعنی شراب)
ورقہ سے پڑھا تھا۔

شراب نہ انہوں کی جڑ ہے:

مجاہد فرماتے ہیں حدیث کا بیان ہے میں نے حضرت عثمانؓ سے سنا کہ
فرماتے تھے شراب سے بچ رہیہ تمام بری باتوں کی جڑ ہے پچھلے زمانہ میں
ایک عابد تھا ایک بچہ بھی حدیث میں پڑھتا ہوگا جس نے عباد کو بڑے
کے لئے اپنی باندی کو بھیجا، عی نے آ کر عابد سے کہ ہم کو اس کے لئے
آپ کو ہائے آئے ہیں۔ عابد باندی کے ساتھ چلا، باندی ایک گل
سراسر کے دروازے میں داخل ہوئی، در ایک دروازہ کے بعد دوسرے
دروازے میں دوسرے کے بعد تیسرے میں داخل ہوتی چلی گئی جس
دروازے سے گئے وہی اس کی بزدلی چلی جاتی تھی اگر ایک کمرہ ہو
کی حوریت کے سامنے کچھ بھی حوریت کے پاس ایک بچہ تھا اور شراب رکھی
ہوئی تھی عابد سے کہنے لگی میں نے تم کو کونسی کے لئے نہیں بلایا بلکہ تم کو تم
کاموں میں سے ایک کام کو بڑھایا تھا جسے قرابت کر دے شراب بھی دے
پک کوئی نرا عابد نے کہا (میں کوئی صورت نجات کی نہیں) اس نے شراب
چاوسے حوریت نے ایک چم چلا دیا عابد نے جام لیا نہ کہا پھر وہ قاتل
کر دیا کچھ پریشان نہ ہو چاؤ اس نے حوریت سے قرابت بھی کی اور اپنے

کو بھی لکھ کر دیا۔ تھوڑا کھل شراب سے پر ہو کر کھینچا ایمان اور شراب
خواری کی حدت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ ایک کئے آئے سے دوسرے
کا کھل جا، شراب سے۔ اور افسانہ

شرابیوں کو سزا:

حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میں شرابیوں کو پتھروں، جھوٹوں اور لٹھروں سے چڑھاؤ تا کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے شرابیوں کی سزا مقرر
کر لی تھی کہ اگر عہد رسالت کی سزا کو دیکھ کر آپ نہیں کوڑوں کی سزا مقرر کی
اور آپ نہیں کوڑے مارنے گئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات کے بعد
حضرت عمرؓ نے بھی چار سین کوڑے لگوائے۔

نکلتے تھے اور شراب دہر دہر اس کی خرابیوں کی نصیحت کے ساتھ
دکر کرنے سے اس امر پر متنبہ ہو جاتی ہے کہ آیت میں اب تک لکھا ہے
تَاۡذِیۡرًا لِّہٖ فَاِذَا کَانَ فَاِذَا کَانَ فَاِذَا کَانَ فَاِذَا کَانَ فَاِذَا کَانَ
فَاِذَا کَانَ فَاِذَا کَانَ فَاِذَا کَانَ فَاِذَا کَانَ فَاِذَا کَانَ فَاِذَا کَانَ
شراب و قمار کی حدیں ہیں۔ (نور بخاری)

<p>رَجَسُ مِنَ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ</p> <p>سب گندے کام میں شیطان کے سواں سے</p> <p>اَعْلَاکُہُمْ یَقْلُبُوْنَ</p> <p>پھینکے ہوئے کرم نجات دہ</p>

شراب وغیرہ کے تھام ہونے کی تاکید:

اسی آیت سے پہلے بھی بعض آیات میں شراب (شراب) کے بارے میں آواز
سورہ فیمن۔ اہل بیت میں نازل ہوئی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوْا اَلۡیَسَ عَلَیۡکُمُ الْغَفۡلَۃُ اَلۡیَسَ عَلَیۡکُمُ الْغَفۡلَۃُ اَلۡیَسَ عَلَیۡکُمُ الْغَفۡلَۃُ
وَاَلۡیَسَ عَلَیۡکُمُ الْغَفۡلَۃُ اَلۡیَسَ عَلَیۡکُمُ الْغَفۡلَۃُ اَلۡیَسَ عَلَیۡکُمُ الْغَفۡلَۃُ

(بقدر درگاہ) کہ اس سے گہما گہما و غافل ہونے کی قرینہ ہو کر نہ لیا
مہاتھ کر چکر چکر صاف طور پر سے بھڑکنے کا حکم یہ تھا اس نے حضرت عمرؓ
یعنی اللہ سے من کر کہ اللہ ہمیں لانا بھلا صالحہ اس کے بعد دوسری
آیت آئی اَلۡیَسَ عَلَیۡکُمُ الْغَفۡلَۃُ اَلۡیَسَ عَلَیۡکُمُ الْغَفۡلَۃُ اَلۡیَسَ عَلَیۡکُمُ الْغَفۡلَۃُ اَلۡیَسَ عَلَیۡکُمُ الْغَفۡلَۃُ
کو (۱) اس میں بھی قریم کر کے تصریح تھی غافل کی حالت میں غافل کی
مورست ہوئی اور یہ قرینہ اسی کا تھا کہ غافل ہو کر شراب لکھ کر جام دے

اسے شراب بھی پیتی ہے یہاں تک کہ اس کے قوی ہو لکل جواب دے جاتے ہیں۔ (سید، خزائن، ص ۱۰۰)

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ

الشِّكَاكَ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

الْعِدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ فِي الْحَزْمِ وَالْمَيْمَرِ

دھمی اور نیز بدردی شراب اور جوتے کے

وَيَصِدُّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَكُلٌّ

اور روکے تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے ۲ اب بھی

يُفْسِدُ بَيْنَكُمْ

تو برباد کرے

شراب اور جوا وغیرہ کے معاشرتی نقصانات

شراب پینا اگر وہاں جانی دہائی ہے تو بعض وقت شرابی پائل ہو کر انکی میں لڑے ہیں۔ حتیٰ کہ انکو مارنے کے بعد بھی جھل و فخر ملی کاٹر ہوتی رہتا ہے اور اپنی اور دھمی کو تم ہو پتی ہیں، یہی حال لکھنؤ کا ہے جوئے کا ہے۔ اس میں بددیانتی، بدعت، جھگڑا اور فساد ہوتا ہے یہ جس سے شیطان نواہم جوئے کا خوب موثر قہ ہے۔ یہ تو جاری فرہنی ہوئی اور پھلی نقصان یہ ہے کہ اس چیز میں شغول ہو کر انسان خدا اور اور وحدت الہی سے بالکل غافل ہو جاتا ہے۔ اس کی دہلی مستند دار خرب ہے مغلراج ٹھیکے اٹھویں کو کہ وہ کر تو کہی کھانے پینے اور گھبراہ کی بھی فراموش رہتی۔ جب یہ چیز اس قدر بڑھ چکی کہ انسانیات پر مشتمل ہے تو کیا ایک مسلمان انسان کو بھی یاد دلاتے گا۔ (تفسیر عثمانی)

چومر جھلانا، مہ اور خمر کھینچے ہیں کہ کہیں لے اپنے باپ سے نہا کہ حضرت علیؑ اللہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو چومر کھیل کر لڑے پڑھے تو کھڑا ہوا اس کی مٹاس لیا کہ ہے کہ کوئی دھپ اور خمر کے خون سے دھو کر کے نماز پڑھے گئے کھڑا ہو۔

الغضب ازہی عیان اور دوسرے بہت سے صحابہ کچھ ہیں کہ "الغضب" اُن تجار کو کہتے ہیں کہ جن پر شرکین تو اپناں کرے ہوں پرچہ حاکم تھے۔ "ارواح الامم" بھی ان پانوں کو کہتے تھے انھیں تھیر کر کے دل لی جاتی تھی۔

ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث تشریف لے کر توگ شراب پیا کرتے تھے۔ اللہ عز و جل اس حدیث کے آخر میں ہے پھر اس سے بھی زیادہ غلط آجندہ نازل ہوئی فرماؤ: **لَا تَكُنْ مِثْلَ الْفَارِسِيِّ الَّذِي كَانَ يَشْرَبُ وَيَسْتَبْشِرُ**۔ ایک یونانی کہ سمجھا کرتا تھا: اسے فارسی دہ برباد کرنے والی تھی وہ کہتے تھے کہ کوئی شراب پینے اور دھمی کے کمانی حاکم کرتا ہے، پھر وہ اللہ کی راہ میں اس کے پاس سے بڑھ کر مرے گا (اس کو کی ہوگا؟) اللہ نے تو شراب پر جوئے کو لکھ کر اور مصلحتی شیطان قرار دیا ہے۔ اس پر یہ ہے جس نے علیؑ کو قتل کیا، اس کا بدلہ لے لیا۔

شیطان نازل:

نسائی اور بخاری نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ انھار کے واقعات کے حامل میں شراب کی حرمت ہوئی تھی۔ ان کو ان کے شراب پی جی اور دھمی میں مست ہو کر انھیں میں غم تھا کہ جی جب انھار اور چومر میں سرور اور دھمی کی حالت خیر ہو کر کھینچے گئے یہ کہتے تھے کہ جی کی اس کو میرا پاس (خاک) ہے تو انکی حرمت نہ کرنا یہ انھار میں سب بھائی بھائی تھے کسی کے دوس میں کسی کی طرف سے کوئی نہ تھا۔ لیکن ان شراب خواروں سے اس کے دل میں کچھ پڑے اس پر آیت **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْمَرُ وَالْأَفْهَارُ رِجْسٌ** (تفسیر مظہری)

شراب، کھجور، مہ، جوا وغیرہ کے معاشرتی نقصانات

شراب کا "ارواح الامم" سے خرب ہو جاتا ہے اور محبت دہلی میں فرق آجاتا ہے اور اس کی تمام جسمانی قوتیں کمزور پڑ جاتی ہیں جس لئے کہ شراب میں کھجور نہیں ہے کہ وہ غم ہو کہ شراب پر کھجور میں جا کر مٹا لیں ہوئی اس لئے کہ ان میں سرور اور کھجور کرتی پاتی ہے اور لے کر مرگ جاتا ہے اور کھجور لڑا کہ وہ ہے بن میں مٹا کھجور پیا انھیں ہو لکھا کہ جو قوت دہلی کا باعث ہیں کھجور جس قدر دھمی پیدا ہے اس میں شراب کی سمیت ۲۰۰ روپے ہوتی ہے جو دہلی کو روز بروز تھاتی دھمی ہے اور ان میں تمام کام مٹتی ہیں فرق آتا جاتا ہے مٹلات اور فروغ بھی مٹا کرتے جاتے ہیں، پھر کھجور لکھتا ہے اور کھجور اس میں شرب ہو جاتی ہے تو انھیں کا بیان ہے کہ کھجور پر مل کر کھجور پھر شراب پینے کے بھی ہو جاتی ہے لیکن ۹۵ فیصدی عرض مل کے شرابی ہی نہ رہتے ہیں اور دھمی دھمی پینے ہیں۔

یہ کہ شرابی قوی کے ضعیف ہو م نے کی وجہ سے اکثر کام کاج سے جی جاتے لگتا ہے اور پھر کھجور کے کام نہیں کر سکتا۔ کہنے کے لئے بھی

حضرت بلالی سے مروی ہے کہ شمر بنغ بھی ایک قسم کا جڑ ہے۔
شراب کی؟ مت قمن دفعہ آئی ہے:

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ شراب کی حرمت تین دفعہ آئی۔ جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طرف لایا، آج سخت کٹ شراب پیتے تھے، ان کا مال کھاتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بار، ہمیں سونے کیا گیا تھا یعنی ذیل ہوئی کہ تم سے شراب اٹھانے کے لئے ہمیں پچھنے پوچھنے پڑا کہ کیا کلام شراب کا دھڑ ہے لیکن بہت کم اہل گھر کے عقابے میں نقصان بہت زیادہ ہے۔ تو لوگوں نے کہ کہ فائدہ کم اور زیادہ نقصان ہوا گیا ہے حرام نہیں کہنا کہ ہے چنانچہ شراب پیتے رہے لیکن ایک دن انہی انصاف ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شراب پیتے رہتے تھے اس لئے کہ عالم میں اس آج کا فائدہ اور نقصان ملے کہ اب چارچوبہ بنت لڑی کہ ان کے لئے اس میں اسٹیک کی حالت میں ختم نہ ہو جائے۔

[illegible]

تاہم نکتہ یہ کہ میں نے جو نہ بن کر مرے شراب کی قیمت کے بارے میں پوچھا تو کہا سنو، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوٹ لگائے بیٹھے تھے فرمانے لگے کہ جس کے پاس شراب ہے ہے تو۔۔۔ دکانے لگے۔ کوئی منکر لاکہ کسی نے منظر پر لگی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہندو شراب سیدان جنت میں منع کرنے کے لئے اطلاع دو۔۔۔ یہی عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کلمے ہوئے ہیں ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیڑی طرف تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ پر ہمارے لئے ہوئے تھے۔ اس میں ام کثر بنے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو میری جگہ لے لیا اور مجھے اس طرف کر دیا۔ چار چلنے میں گرے۔ فرما کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی طرف کرن اور مجھے پیچھے کر دیا اب آپ شراب کے۔۔۔ آخر سے۔۔۔ پیچھے اور دو گن سے کہا جانے ہو یہ کیا ہے؟

جواب دیا: ہاں، رسول اللہ ﷺ شراب سے فرمایا تاج بنے۔ یہ پھر شرب کے اس شخصیات پر لکھتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھری نکلتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری تیز کر لی، پھر مادے مثیزے چڑھ دیے۔ لوگوں نے کہا کہ اس میں شخصیت جی تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دھن دھن اتھانی کے قصبہ سے ہوا رہا ہوں، ہاں۔ شراب سے خدا کی امانت ہے۔ مرنے کا یہاں رسول خدا ﷺ سے میں صیب مثیزے چڑھاؤں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کو مٹاؤں گا۔ شراب کی ممانعت کے حکم پر صحابہ کرام علیہم السلام:

انہیں کہتے ہیں کہ میں شراب چار ماہوں تک نہ پینے لگا تھا۔ یہ سب
 وہی تھے جو ملائی کے شراب کی حرمت خدائی جو آئے م نے والے
 نے اپنی شراب بنائی کہ نہ نکلتا دینے۔ انہوں نے انہیں اور بعض نے
 غسل کیا۔ انہوں نے اس سیم کے پاس سے گزرتے ہوئے پانی پھر سجدہ کے تو
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی پیہمائی۔

حضرت ابن کبیرؒ ان کا شراب تجارت کو ضائع کر دیا۔
انہو کیساں کا پاپ صغرے صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانے میں شراب کی
تجارت کرتا تھا۔ چنانچہ وہ تجارت کے لئے شام سے شربانے پہنچے۔ لہ
آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی ایک دھکا نہ کھینے کا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے برائی کسی شراب لے آیا ہیں۔ تو
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے کبیر! یہ تو حیرہ ہے جیسے حرام دھن
ہے۔ تو اسی نے آپ کو چھوڑ دیا۔ حضرت! کیا میں اسے فروخت کر دوں؟ انہو
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی کی قیمت بھی مراہم ہے تو کبیرؒ نے
سکون کو لے جا کر پاؤں سے غور نہ کر کے نہ تجارت کی شراب بھائی۔

دوش کی شراب بہادی:
 ابوحنیفہؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میرے بھائی
 برداش بن جریج میں ایک دوسرا شخص تھا جو شراب پی لیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ علم خدا
 فرمایا یہ اور حیدر بن ابوالفضلؓ نے کہا تم اس کا کرک چالیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا ایشیہ مسلمہؓ اور وہ اپنے سب سے امیر کی تائید کی ہے
شراب کے اس تعلقات بر اعزت:

ابن عمر فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ شراب کے دس متعلقات پر لعنت اٹھو شراب پر حنظل، پیسے اور جانے والے پر حنظل، بچنے والے پر حنظل اور جسے شراب سے روکنا ہو۔ لہذا دالے شراب پر لعنت

سہب نزول:

نہایت صحیح و قوی احادیث میں ہے کہ جب قریمؑ فریضہ آیات نازل ہوئیں تو سواہرِ شریفؑ نے سال کی کہ یا رسول اللہ! ان مسلمانوں کا کیہ حال ہوگا جنہوں نے تمؑ کو آئے سے پہلے شراب پی ہوئی حالتِ نفل کر رکھے۔ مثلاً بعض صحابہ جو جب احد میں شراب پی کر شریک ہوئے کھادی حالت میں شہید ہو گئے کہ یہیت میں شراب سرجوئی ماس پر آیات نازل ہوئیں۔

خلاصہ مطلب:

مومن تھا تو اور دوسری روایات کو دیکھتے ہوئے ان آیات کا مطلب یہ ہے کہ زندہ لوگ اور جو لوگ ایمان اور عمل صالح رکھتے ہیں ان کیلئے کما مہاجر چیز کے بوقتِ احیاء کہ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ خصوصاً جب کہ وہ لوگ عام اور عل میں تھے ہیں اور ایمان کی تعمیل سے معصی ہوں۔ مگر ان فضائل میں باور ترقی کرتے ہوئے جو حق کی عمارتِ تقویٰ و ایمان میں ترقی کرتے کرتے مرتبہ احسان تک پہنچے ہوں جو ایک مومن کے لئے روحانی ترقی کا اجمالی مقام۔ دوسرے ہیں جن کی کفری خیالی اپنے بندے کے ساتھ خصوصی محبت کرتا ہے اور اسے جبریل الامین ان عبد اللہ کھٹک فرماتا ہے جو یا کہنا: کیا ایمان و تقویٰ میں عمر گزارا اور نسبتِ احسان حاصل کر کے خدا کی راہ میں شہید ہو چکے ہیں کی نسبت اس طرح کے ظلمان کو روئے دانت پیدا کرنے کی قطعاً تجویز نہیں کہ وہ ایک ایسی چیز کا استعمال کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے ہیں جو اس وقت حرام نہیں تھی مگر بعد و حرام ہوئی۔ تحقیق نے کھاسے کہ تنزیلی (یعنی مفاد و فی سے منتخب ہونے کے) کی رو سے ہیں۔ اور ایمان و یقین کے مراتب بھی غلط فہم و طعش تفاوت ہیں اگرچہ اور نصیحت شریفہ سے ثابت ہے کہ جس قدر آدمی اور اگر عمل صالح اور جہاد کی تکمیل اللہ میں ترقی کرتا ہے وہی قدر خدا کے خوف اور اس کی نعمت و جلال کے تصور سے قلب معمور اور ایمان و یقین سے مضبوط و محکم ہوتا رہتا ہے۔ مراتبِ یرائی اللہ کی ہی ترقی و عروج کی طرف اس آیت میں تقویٰ اور ایمان کی تکرار سے اشارہ فرمایا اور سلوک کے آخری مقام "احسان" اور اس کے فرو پر بھی تفسیر فرمائی۔ اور جن حضرات صحابہ کے متعلق سوال کیا گیا تھا اس کا جواب ایک عام ۳۳۳ ضابطہ بیان فرمایا کہ ایسے نفلان سے وہ لوگ کیا ہیں جس میں ان مرحومین کی فیضیت و نسبت کی خلاف بھی حلیف اشارہ ہو گیا۔ نیز خدا کا عادت بھی میں و صریح ایسے ہیں جہاں صحابہ پر بھی اللہ علیہم

نے اس قسم کا سال کیا ہے۔ کچھ موقع تو کبھی "تحریمِ نفل" کے متعلق ہے اور دوسرے تو قبل کے وقت سوال کیا گیا تھا کہ رسول اللہ جو لوگ تمہارے نفل سے پہلے وفات پا گئے اور ایک نماز کی کعبہ کی طرف نہیں پڑھیں ان کی نمازوں کا کیا حال ہوگا۔ اس پر آیت "وَمَا كَانَ لِمَنْ يَلُحُّ عَلَيْكُمْ مِنْ شَيْءٍ أَنْ يَقُولَ فُلَانٌ كَذَبَ" سے جواب دیا کہ یہی ہے جو تمہارے نفل کے لئے نفل کا نفل ہے۔ خود کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ مسئلہ ہے جسے حق میں صاف صاف روٹھ کر حکم نازل ہونے سے پہلے نبی ہی واضح آثار و قرائن دیکھ سکتے تھے اور ان کے صحابہ بھی انہی قرائن پر ان نفل حکم سرخ کا اظہار کر رہے تھے۔ مگر کے متعلق تو ابھی چند فوائد پہلے ہم ایسی روایات نقل کر چکے ہیں جن سے یہ دہرے دہرے کا کافی قوت ثبوت ملتا ہے اور "تحریمِ نفل" کے باب میں قرآن کریم کی آیات "وَلَا تَقْرَأُوا عَلَيْهِمْ أَشْيَاءَ وَلَا تَسْلَمُوا عَلَيْهِمْ وَلَا يَتَّبِعُوا تَبْعَهُمْ" یا "مَعْدِل" کے شروع میں تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت حکم دیتے کہ تحریمِ نفل کا حکم نازل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسے لوگ حالات میں پورے غلطی نہیں دیکھتے تھے۔ اس لئے تحریمِ نفل کا حکم جب ایک آدمی نے کسی عہد کی مسجد میں جا کر سلام و مبارک فرمائی تھی اور وہ کہیں کہ یہیت اللہ سے کعبہ کی طرف بھر گئے۔ حالانکہ بیت اللہ میں کاشتال نفسی طور پر انہیں معلوم ہو کر ضرور اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا کرتے تھے جس کی سب سے رسول نے تعزیر کی ہے کہ یہ راجع خوفِ بھڑکانے ہوئے کسی جو کہ قطعی تکجینی ہیں جو قرآن و کلام بھی ملے پڑے۔ یہ ہے کہ "تحریمِ نفل" یا تحریمِ نفل کا حکم اور امر و نہی فرمایا ہو چکے والے۔ گویا وہ ایک طرف سے صحابہ کو نفل حکم سے پہلے مرضی یا نفل پر نفل ملنے کے بعد ہی لے لے کر ان مسائل میں نفل حکم سے عمل کی حالت کے متعلق سوال کرنے کے عمل امتیہ نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً مرقی نسبت جس کی کرامت کے بنائے واضح اشارات و "وَلَا تَقْرَأُوا عَلَيْهِمْ أَشْيَاءَ" وغیرہ میں موجود تھے۔ واللہ اعلم و تعالیٰ اعظم

<p>بِأَيِّهَا الْيَوْمَ نَسْأَلُكَ اللَّهُ بِشَيْءٍ</p> <p>اَسْأَلُكَ يَا وَاللَّهِ تَقَرُّوْا زَوْجًا مَعًا يَكُنْ بَاتٍ سَأَلُكَ</p> <p>فِي الْقَيْدِ نَسْأَلُكَ أَيُّ يَكُونُ وَيَعْلَمُ</p> <p>میں کہ جس پر پہنچے ہیں اچھے تہذیب کے اور نیز سے تہذیب</p>
--

ربط آیات:

پچھلے رکوع میں تحریمِ طہارت اور اعتقاد سے صحیح قرار کراہی جڑاں

جو تمہارے گھر کو اپنا فیصلہ بنادیں گے۔ یہاں اسی بات کا احوال تھا چنانچہ صدر نے جب دیکھا کہ امرایاں جاہل تھیں اور عادیوں کے مسئلے سے واقف نہیں تھیں تو فرمایا اور مذاہب سے اسے سمجھا دیا کہ کلمہ عمل کی روح تعلیم ہے۔

ابن جریر کا بھی کہتے ہیں کہ علاج احرام ایک بڑا کلمہ ہے اور کلمہ ایک حضرت عمرؓ سے ملے۔ اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ اپنے دوستوں کو لاؤ تا کہ وہ دوسرا نام پڑھنا فیصلہ صادر کریں۔ میں میرا فرض ادا کر کے انہوں نے یہ فیصلہ صادر کیا کہ ہم ایک مرتبہ نماز و کھانا وغیرہ میں کہتے ہیں کہ اگر بد نے ایک بڑا کلمہ نکال دیا تو اس کا جواب دے کر کہنا۔ مگر حضرت عمرؓ نے اس فیصلے لینے کے لئے کیا کہہ کر اسے برسرِ حد سے فیصلے کرنے لگے ایک اور حکم تو خود انہوں نے چھوڑ دیا۔ ایک جو تحریر کیا کلمہ سے کسی قرہ دی ہو گھر کا پانی لارہا چاروں گھر کا خوب چارہ ہو گئی تھی۔ مگر عمرؓ نے عادیوں کو اذیت پہنچائی۔ یہ واقعہ اسی بات کے جوڑ پر نکلتا ہے کہ کلمہ کا قائل خود مسکین عادیوں میں سے ایک ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ کائنات اور اللہ کا مذہب ہے۔

اور اس میں حکایہ کا کوئی حکم و وجود نہ ہوتا تھا چنانچہ زمانے سے عادیوں کی طرف رجوع کریں۔ ایک دور اہل حقیت کہتے ہیں کہ حکم اپنے اپنے زمانے کے ہر ہر فرد پر ایک الگ الگ لگے گا اور اپنے زمانے ہی کے ماحول قرار پائیں گے خواہ وہ سماج کوئی حکم اور فتنی ہو جو کہ ہو کہ نہ ہو کیونکہ اللہ پاک نے حکم کا لفظ فرمایا ہے۔ (تفسیر ابن جریر)

لِيُعَلِّمَهُمُ اللَّهُ مِمَّا قَدْ تَابُوا إِلَيْهِ

ہے کہ معلوم کرے اللہ کون اس سے تائب ہیں، تاکہ

لِيُعَلِّمَهُمُ اللَّهُ کے لفظ سے جو حدیث علم باری کا وہ کلمہ ہوتا ہے اس کے ازالہ کے لئے درود سقر کے شروع میں یا لا اعلم من بعد الرسل تا نامزدہ چلا کر۔ (تفسیر ابن جریر)

فَمَنْ أَعْتَلَىٰ يَدْعُ ذَلِكَ فَلْيَدْعُ أَبَدًا لِيُعَلِّمَهُمُ

مگر جس نے زاری کی اس کے بعد تو اس کیلئے عذاب دردناک

يُنَادِيهِمُ الَّذِينَ آمَنُوا أَتَقْتُلُوا الصَّيِّدَ وَأَنْتُمْ

ہے اے ایمان والو نہ مارو شکار جس وقت تم یہ

خبر

اچانک

سے احتساب کا حکم دیا تھا چراگئی ضرر پر حرام ہیں، اس کے ساتھ بعض ایسی اشیاء کے ازالہ سے بھی کیا ہے جن کی حرمت دائمی نہیں۔

احتیاجان:

بلکہ بعض احوال و وضع سے مخصوص یعنی بحالت احرام شکار کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ خدا کی طرف سے مطلع و فراہم ہوا بشری و کائناتی احکام ہیں کہ وہ احکام احرام ہیں جب کہ شکار انسان کے سامنے ہو اور یہ صورت اس کے مارنے یا پکڑنے پر بھی کاربند ہو، کون ہے جو ان کیلئے خدا سے ڈر کر اس کے حکم کا انکشاف کرنا اور احتساب (احکام خدا کو ہی سے تہجد کرنے) کی دعائیہ سزا سے خوف نہ کرے۔ "احکام بہت" کا قصہ سورہ بقرہ میں گذر چکا کہ ان کو کون تعالیٰ نے خاص شبہ کے دن تعمیل کے فلاحی کی ممانعت فرمائی تھی۔ مگر انہوں نے شکاری اور حیلہ بازی سے اس حکم کی مخالفت کی اور خود سے تجاوز کر گئے۔ خدا نے ان پر نہایت سزا کی مذہب ناز فرمایا۔ اسی طرح حق تعالیٰ نے اس مرتبہ کہ حضور مبرا امتحان اس مسئلہ میں لیا کہ حالت احرام میں شکار نہ کریں۔ حدیث سے موقع پر جب یہ بھیج دیا تو شکار اس قدر کثیر اور قریب تھا کہ انہوں اور نیکوں سے مار سکتے تھے مگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کر دکھایا کہ خدا کے احکام میں ان کے بارہ دنیا کی کوئی قیام کا سبب نہیں ہو سکتی۔ (تفسیر ابن جریر)

جن چیزوں کا قتل احرام میں حرام ہے:

مسکین میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزیں فاسق ہیں احرام میں بھی ان کو قتل کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ تکلیف پہنچانے والے ہیں اور یہ بیکار، بیکار، چارہ دار کاٹنے والا۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان پانچ کو قتل کرنا حرام کے لئے گناہ نہیں۔

حالات احرام میں شکار کا کفارہ:

ابن ابی ہریمہ کی حدیث ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکرؓ کے پاس آیا اللہ کہا کہ میں نے بحالت احرام شکار کیا ہے اب مجھ پر کیا جزا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے جو پاس کی بیٹھ رہے تھے وہ چھو کر کھانا فیصلہ کرتے ہوئے تو اعرط نے کہا کہ تو انہما سے پاس آیا کہ تم غلیظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس قسم خود دھار سے سے بیٹھتے ہو۔ تاہم کلمہ کہ تم کیوں احرام میں کرنے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ نادل مسلمان بل کو کوئی حکم کا نہیں چھو کر کھانا اپنے راسی سے منور کیا۔ ہم دونوں میں بات پر مشفق ہو

میں کے متعلق بعض احکام سورہ النور میں مذکور ہو چکے۔ (تفسیر جلد ۱)
 نئی صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ کی طرف ایک لشکر بھیجا۔ (ابو یوسف و ابن
 ابی شیبہ) کہ اس کا امیر خطابہ بن یزید تھا۔ اس نے اس میں بھی شامل تھا۔ ہم اسے
 ہی میں گئے کہ زامداد ختم ہو گیا۔ تو ابو یوسف نے ہم کو اس کے ساتھ گئے
 سے سب کا زامداد اتر چلا کر دیا۔ پھر سے پاس کیجئے اور پھر گئی۔ ہم اس
 میں سے ہر روز تھوڑا تھوڑا کھاتے تھے۔ (تفسیر جلد ۱) خیر و خیر اور ہمد کے
 طور پر ہر کوئی ایک کچھ لکھی تھی۔ ہر کوئی غروب کرنے کے قریب ہر
 گئے لیکن منہ نہ آئے تھے۔ حاملہ پر دیکھا کہ ایک کچھ لکھنے کے ساتھ
 چڑی ہو چکی ہوئی ہے۔ ہمارے سارے لشکر نے اس کو تیرہ دن تک
 تمایا۔ ابو یوسف نے اس چھلکی کی دہ پیوں دیکھ کر کہ اس کو نہ کر کے کھم
 دیا۔ اس کو نہ کے لیے سے ایک اونٹنی سوار گندہ گیا اور اس کے بالائی حصے
 ٹھونڈے کلا۔ (ابو یوسف) نے اس کی آنکھ کے ٹکڑے میں سے تیرہ دیکھ کر کہ اس کا
 تھا۔ اس کی ایک ہڈی کے لئے ضرورت تھی کہ نہ لیں یہ کام کی کوئی چیز ہے
 یا اس وقت اس کے پیچھے گھل گیا۔ غرض یہ کہ وہ چھلکی اس قدر چڑی تھی۔
 پھر ہم نے اس کا گوشت کھنا کہ زامداد دیا۔ جب دینا چھوڑا تو وہی صلی
 اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو فرمایا کہ یہ تیار ہے۔ سے تھکا کھار کی تھاکر
 تیار ہے ساتھ کچھ۔ بخیر و خیر میں بھی کھلاؤ اور ہم نے انحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے پاس ہر کوئی بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھال فرمایا۔

میں مذکور کوٹ مارو:

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تذکرہ
 گوہار نے کی کائنات ہے اور فرمایا کہ اس کی آواز دعا کی آواز ہے۔

دو بارہ حرم کرنے کی سزا:

امام حسن بھری فرماتے ہیں کہ ایک صاحب احرام نے فحاشی کی اس پر
 فدیکہ کے سوا دعا کی گئی۔ اس نے وہ بارہ حرم کی بات تو اس نے آگ اتری
 نکالی کر لی اور سے جا دیا۔ یہی سنی فقہاء نے لکھا ہے کہ یہاں۔ اللہ واپی
 سلطنت میں غالب ہے کوئی جس کو مطلوب نہیں کر سکتا۔ (تفسیر جلد ۱)
 اللہ نے آنکھ دیکھ کر اس کی پہلے سے اس کی آنکھوں کی کائنات کے طور
 پر دیکھا کہ اس فرمائی سے کائنات پر چیتے ہیں۔

فہم اعدای بعد ذلک اس (اسماں و اطلاق) کے بعد جو
 فہم نے بتا دی کہ اس کو کھینچ کر لے گا۔
 قلنا غائب غائب اس کو خیر و خیر کے ساتھ اور ذلک مذکور ہے کہ کھینچ

حقیقہ جی سے جب وہ اپنے نفس کو نہ دیکھ سکا اور اللہ نے علم کا واسطے
 پاس لکھا نہیں کیا تو اس کی جی میں سے بچاے کو کہے۔ وہ کہہ گئے کہ میں کی طرف
 فہم نے اس میں بہت زیادہ دیا ہے۔ بخیر و خیر کے لئے اسے کہ (آیت مذکورہ کے
 تبدیل کے بعد) ایک شخص نے جس کو اور ایسا کہ کہا تھا (احرام کی حالت
 میں) کہ ایک جو مرد پر حملہ کر کے قتل کر دیا اس پر آیت میں بتا دی گئی ہوئی۔

بہت کھینچ کر لے گا۔ (تفسیر جلد ۱)

اسے مسلمانوں نے ایک احرام دیا کہ ان کو دے۔

ذکار کی تعریف:

میں میں جان و نقل نہ کر اور اصل خلقت کے لحاظ سے پہلی اور کھنڈ
 افضل ہو۔ غرض اس کا گوشت کھایا جائے ہو یا نہ کھایا جائے۔ کذا فی
 القاموس۔ امام ابو حنیفہ نے صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی ہے کہ اس کا ہر ادا ہے۔
 لیکن ان جانوروں کو جس سے آگے قرار دے جس میں سے کھانے کا جواز احادیث
 میں آگیا ہے لیکن مرئیہ، کچھو، چوہ، خیل، دوا اور کوا، گدھ، جلا کو، ہر
 اس کو کھانے کا جواز نہیں۔ اس بنا پر کہ یہ خصوصاً کھانے کے لئے نہیں فرما
 جائے قرار دیا ہے۔ غرض یہ کہ یہ کھانا ہے (یعنی اصل خلقت کے
 اعتبار سے پہلی ہے) جسے کھانا نہیں جانا جائیسی ہے (کھانے سے بچو
 میں جاتا ہے) کہ کھانے کے لئے ہیں کھانا نہیں کھیں۔ اس لئے کہ وہ
 دیکھ کر قرار دیا جاسکتا۔

صحیحین میں حضرت ابن عمر کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم سے روایت کیا گیا کہ میں کس جانور میں کھانے نہ کھانے کے لئے دیا ان
 (معدودہ زلی) جانوروں کو (بعض احرام) کھانے میں کوئی نہ کھانے
 ہے، کچھو، چوہ، جلا، کت، گدھ، تبا، صحیحین میں حضرت عائشہ کی روایت
 میں بھی انہی پنج کھانے کو ہے۔ ابن ہزلی نے لکھا ہے کہ کلب سے مروی
 روایت سے کلب کا اطلاق عام روایت ہے۔ جب کہ ابن ابی نوبہ کے قصہ میں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی اے اللہ! کہ کتب میں سے کسی کتب
 کو (یعنی کسی روایت کو) اس پر مسلماً فرما دے (چنانچہ وہ شیعہ نے چار
 لکھا) اللہ نے فرمایا کہ میں اے اللہ! کہ کتب کا اطلاق ہر روایت پر تسلیم فرمایا
 امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اللہ کا کتب کا اطلاق ہر روایت پر تسلیم فرمایا
 جائے جب بھی عرض اس لفظ کا غالب استعمال صرف ہی ہے۔ کہ لے ۳۲

ہے اور نہ ذکر و بالا (یعنی جس حدیث میں پہلی جانور ہی کو نقل
 کرنے کی اجازت ہے) بخیر و خیر کے ساتھ کہ کوئی ہے (بذلک کتب
 سے مراد ان ہی ہے ہر روایت مرئیہ ہے) اور علوان نے حضرت عائشہ کی

مسئلہ: فکاری کو اشارہ سے فکار بٹا، یا ایسی حرکت کرنا جس سے فکاری فکار کو کچلے یا باہر نکالے، اسے کھم میں سے فکار کو جانور بنائی ہوئے اور آنکھوں سے دور رہنے کی وجہ سے قتل ہونے سے محفوظ ہوتا ہے۔ لیکن اشارہ کرنے والے کے اشارہ کی وجہ سے اس کا جسم سے رہا ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے اشارہ کی قتل کا حکم ایسا ہے۔ لیکن اس حدیث سے کہ سب صحابائے اہرام ہاتھ بٹا ہوا تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے خرم نہ تھے، ان کا سفر میں لوگوں نے ایک کو غزوہ یثرب اور ابوہریرہؓ نے قتل کر کے اس کو قتل کر دیا اور ذبح کر کے اس کا گوشت کھاتے اور سب نے وہ گوشت کھایا اس حدیث کے تحریر میں ہے کہ صحابہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم میں سے کس نے اپنی ہاتھ بٹا کر کھانے کے لیے کہا تھا یا کوئی طرف اشارہ کیا تھا، صحابہ نے عرض کیا یا نبیؐ تو جو گوشت باقی رہ گیا ہے اس کو (بھی) کھاتے ہیں۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے لئے اشارہ کرنے کی شرط لگائی (جس سے معلوم ہوا کہ خرم کے لئے فکاری طرف اس طرح اشارہ کرنا غیر خرم ہو مگر وہ جانے اور وہ فکار کر کے جائز نہیں ہے)۔

مسئلہ: ہلہ کے اندھوں کا حکم بھی فکار کا ہے۔ اور انھار ہی کے نزدیک انھار کو قتل کرنے کا حکم عین نہیں۔ اب آگے حدیث اور اقوال صحابہؓ کے تحریر کے جن سے ثابت ہو رہے ہیں کہ اندھوں کو قتل کرنے کا حکم وہاں سے ہے۔

مسئلہ: خرم نے اگر فکار کیا یا ذبح کیا تو تبہہ کے نزدیک وہ مردار ہے اس کا کھانا حرام اور اسے کھانا جائز ہے غیر خرم ہوا۔

مسئلہ: اگر غیر خرم نے فکاری یا غیر خرم نے اس کو فکار کرنے کو کہا تھا یا اشارہ کیا تھا یا ایسی حرکت سے روحانی قتل کی تو خرم کے لئے اس کا کھانا حرام ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے حدیث ہم اوپر نقل کر چکے ہیں۔ لیکن غیر خرم کے لئے اس کا کھانا حرام نہیں ہے۔ اگرچہ یہ مسئلہ محل ہے۔ (احمد حنفی)

وَمَنْ قَتَلَ كَلْبًا مِنْكُمْ فَتَعْسِدًا

اور جو کوئی تم میں سے کتا مارے۔

جان بوجہ کہ فکار کو قتل کرنا:

جان کرنا، اسے کاہی مطلب ہے کہ اپنا خرم نہ کرے اور نہ ہی کسی کو فکار کرے۔ اس میں فکار جائز نہیں۔ یہاں صرف "معتسدا" کا حکم بیان فرمایا کہ اس کے قتل کی وجہ سے وہ اندھ اور انھار کے کتا ہو گا۔

روایت سے چھ جانوروں کا ذکر کیا ہے۔ صاحب کا ذکر کرنا ہے۔ یہ روایت بطریق بخاری ہے۔ ابوہریرہؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خرم صاحب کو کچھ کو چبے گا کہ کتے کتے کو کھلیں اور عادی اور نہ کو کھلیں کر سکتا ہے کہ کتے کو کھلیں نہ کر سکیں انھار پھر اس پر پھینک سکتا ہے۔ ترمذی نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے مگر اس روایت میں عادی اور نہ کا ذکر نہیں ہے۔

سید بن منبہ کی مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خرم صاحب اور بھیرے کو کھلیں کر سکتے ہیں۔ یہ روایت ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور اور ابو داؤد نے نقل کی ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ مسلم نے حضرت عائشہؓ کی روایت سے صرف چار کا ذکر کیا ہے مشہور پانچ میں سے چھ کا ذکر ساتھ کر دیا ہے۔ (کبیر مطہری)

قاضی ثناء اللہ کا فیصلہ:

میرے نزدیک قاتل قاتل و قاتل ہے جس کو صاحب یا قاتل نے اختیار کیا ہے کہ صحابی جانور کو کھلیں کر سکتے ہیں (یہ تو سب سید ہیں ان کو بحالت احرام فکار کرنا حرام ہے) اور کچھ غیر مال۔ غیر مال کو کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ انسان کو اپنے فی طور پر کچھ بچانے والے ہیں کچھ ایسے نہیں ہوتے ابتدائی کچھ بچانے والے، غیر مال جانوروں کو کھلیں کرنا جائز ہے جو ان صیغہ کی طرف علت مرتبہ ابتدائی الیت رسائی ہے یعنی جو جانور عموماً ابتدائی طور پر اپنی رسائی ہوتے ہیں ان کو بحالت احرام قتل کرنا درست ہے (ایک روایت میں امام ابو یوسفؒ نے بھی یہی قول فرمایا ہے کہ قاتل قاتل قاتل تھا۔

ایضاً مری میں مختلف ہوتی ہیں (۱) بدن میں زہر پھیلنا جیسے بھوک کرنا ہے، اس علت میں مقرب (چھو) کے تحت قسم زہر پھیلے جانور جو ذبح کرتے اور اسے چبے آگے۔ (۲) کھانا سوراخ کرنا۔ جیسے چبے یا کرتا ہے چبے کے تحت اس علت کی وجہ سے لکھا گیا ہے (۳) بھونا مارا جیسے کھانا اور قاتل بھونا مار کر لے جاتے ہیں اس علت کی وجہ سے فقہاء و زہدین وغیرہ قاتل کو کتے کے اہل میں آگے۔ (۴) لکھ کر کے کاتل اس مناسبت سے کتے کھتے کتے کے تحت ہر دفعہ لکھا گیا۔ پانچواں چھوٹا بھنگی جانور نہیں ہے اس لئے امام صاحب کے نزدیک وہ صیغہ میں داخل نہیں ہے۔ لیکن یہ ہے کہ پانچواں بھی اصلاً بھنگی جانور ہی ہے اس کا پانچواں ہونا ضروری ہے اس کے خلاف وہ چوبیس ہے جس کو نہ لکھا تو پانچویں لیکن بھی ہر گاہ کہ بھنگی جانور ہے جس (جیسے کوئی کتا) نہیں کھلیں قاتل بھنگی جانور ہے اس کا شمار بھنگی جانوروں میں نہیں ہو سکتا۔

حدیث طبرانی میں ہے کہ اگر کوئی شخص نے جو کچھ اس نے سنا ہے وہ سب سچ ہے۔
مواہق کسی سے اس سے کہہ دے تو اس پر وہی ہے جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لَمَ يُكَفِّرْ

اللہ نے عاف کیا تو کفر نہ ہو

اسلام یا تو آپ حکم سے پیسے کا جرم معاف ہے۔

یعنی نہ مال خرچ کرے نہ پہلے اسلام لے لے۔ بلکہ اگر پہلے اسلام لے لے
پھر عافیت ملے گی تو اس سے اب نہ عافیت ملے گی نہ عافیت اسلام سے پہلے
مگر اگر پہلے اسلام لے لے تو اس میں عافیت نہ ملے گی نہ عافیت اسلام سے پہلے
مواہق اس کا یہ کہہ دے کہ یہ سچ ہے۔ عافیت اس سے کہہ دے کہ یہ سچ ہے۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سچ ہے۔

وَمَنْ عَادَ فِي شَيْءٍ مِنَ اللَّهِ مِثْلَهُ وَلِلَّهِ عِزٌّ

اور اگر کوئی شخص نے کچھ ایسا کیا جو اللہ کے لئے عذاب ہے

ذُو الْقِيَامَةِ

یوم القیامت

یعنی وہی شخص جس نے عافیت لے لی۔ وہی شخص جس نے عافیت لے لی۔
یہ شخص جس نے عافیت لے لی۔ وہی شخص جس نے عافیت لے لی۔
یہ شخص جس نے عافیت لے لی۔ وہی شخص جس نے عافیت لے لی۔

حرام کے ساتھ عافیت لے کر۔ اس پر عافیت نہ ملے گی نہ عافیت اسلام سے پہلے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص نے جو کچھ اس نے سنا ہے وہ سب سچ ہے۔
یعنی نہ مال خرچ کرے نہ پہلے اسلام لے لے۔ بلکہ اگر پہلے اسلام لے لے
پھر عافیت ملے گی تو اس سے اب نہ عافیت ملے گی نہ عافیت اسلام سے پہلے
مگر اگر پہلے اسلام لے لے تو اس میں عافیت نہ ملے گی نہ عافیت اسلام سے پہلے
مواہق اس کا یہ کہہ دے کہ یہ سچ ہے۔ عافیت اس سے کہہ دے کہ یہ سچ ہے۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سچ ہے۔

أُولَئِكَ صِدْقُ الْبَعْرِ وَطَعْنُهُ مَتَانًا كَذِبًا

اُولَئِكَ صِدْقُ الْبَعْرِ وَطَعْنُهُ مَتَانًا كَذِبًا

وَأَسْتَبَارُ وَحَمِيمٌ عَلَيْهِ نَصِيدُ الْبَعْرِ

وَأَسْتَبَارُ وَحَمِيمٌ عَلَيْهِ نَصِيدُ الْبَعْرِ

اُمّی بن علی علیہ السلام کہ میں نے سنا ہے کہ اگر کوئی شخص نے جو کچھ اس نے سنا ہے وہ سب سچ ہے۔
یعنی نہ مال خرچ کرے نہ پہلے اسلام لے لے۔ بلکہ اگر پہلے اسلام لے لے
پھر عافیت ملے گی تو اس سے اب نہ عافیت ملے گی نہ عافیت اسلام سے پہلے
مگر اگر پہلے اسلام لے لے تو اس میں عافیت نہ ملے گی نہ عافیت اسلام سے پہلے
مواہق اس کا یہ کہہ دے کہ یہ سچ ہے۔ عافیت اس سے کہہ دے کہ یہ سچ ہے۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سچ ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص نے جو کچھ اس نے سنا ہے وہ سب سچ ہے۔
یعنی نہ مال خرچ کرے نہ پہلے اسلام لے لے۔ بلکہ اگر پہلے اسلام لے لے
پھر عافیت ملے گی تو اس سے اب نہ عافیت ملے گی نہ عافیت اسلام سے پہلے
مگر اگر پہلے اسلام لے لے تو اس میں عافیت نہ ملے گی نہ عافیت اسلام سے پہلے
مواہق اس کا یہ کہہ دے کہ یہ سچ ہے۔ عافیت اس سے کہہ دے کہ یہ سچ ہے۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سچ ہے۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص نے جو کچھ اس نے سنا ہے وہ سب سچ ہے۔
یعنی نہ مال خرچ کرے نہ پہلے اسلام لے لے۔ بلکہ اگر پہلے اسلام لے لے
پھر عافیت ملے گی تو اس سے اب نہ عافیت ملے گی نہ عافیت اسلام سے پہلے
مگر اگر پہلے اسلام لے لے تو اس میں عافیت نہ ملے گی نہ عافیت اسلام سے پہلے
مواہق اس کا یہ کہہ دے کہ یہ سچ ہے۔ عافیت اس سے کہہ دے کہ یہ سچ ہے۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سچ ہے۔

خیر تہا اہل بائات ان بھی مل جاتی ہے لیکن قریب تو یہاں زمانہ ہی والا ہے کہ تم خیر خردی کی بات کو نہ کرو اور تہا ہرے ساتھ یہاں نہ رہنا تو نہ لیں گے اس وقت چپ چاپ بیٹھے جاؤ اور نہ کوئی نہ کرو۔

ابن حجر کے پاس آیا آدمی آیا خیر حجاز اور تہا زمانہ ان کے کہنے کا یا امجد الرحمن چہ آری میں سب کے سب قرآن کے جید عالم ہیں، کوئی خیر کے سوا شرع نہیں، لیکن ایک دوسرے پر شرک کا الزام لگاتا ہے۔ تو ایک آدمی اٹھ کر کہنے لگا کہ اس سے بڑھ کر شرک نہیں اس آدمی کو ایک دوسرے کو شرک کہہ کر اس آدمی سے کہہ لیا، میں تم سے نہیں بڑھ کر ہوں میں تو شیخ سے یعنی ابن عمر سے بڑھ کر ہوں۔ پھر عبداللہ بن عمر سے مسئلہ پوچھا کہ ایسے لوگوں کو کیا سمجھیں؟ تو ان نے فرمایا کہ تہا ہر بھلا کرے۔ یہ تو ہوا چہ ہر کس میں جس کو ہوا کہ کچھ انہیں قتل کر دو تم کو تو چاہئے کہ انہیں نصرت کرو، اس پر کوئی سے کہو کہ وہاں نہیں تو تم پر ہر کوئی نہیں (تہا بن عمر)۔

ابو اور طبرستانی نے حضرت ابو عامر شریکیاں کا یہ کہہ کر کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی خبر سنی اور اس کی (کہ میں ملے سے کون ہو گا ہر اس) فرمایا کہ فرج گمراہ ہیں تم کو کوئی ضرر نہ پہنچائیں میں نے جب کہ تم راہ راست پر ہو گے۔

روایت میں آیا ہے کہ لوگ بھلائی کا قصہ ہیں اور طبرستانی نے باوجود اس کے کہ وہ شرعاً نہیں کو اٹھ کر مسئلہ کو دے گا مگر وہ تم کو بدترین خطاب کی تلقین دے گا اس وقت میں تم سے ایک لوگ بھی اگر تہا ہرے لئے دعا کریں گے تو ان کی دعا قبول نہ ہوگی۔

یعنی نے لکھا ہے کہ اس آیت کی خبر میں حضرت ابن عباس نے فرمایا بھلائی کا قصہ راہ برائی سے کہ جب تک تہا ہر کی بات ملنی جائے اگر تہا ہر کی بات نہ ملنی جائے تو پھر (تہا ہر) اپنی (اسلام کی) تفرکرو۔ (تہا طبرستانی)۔

آیت کی تفسیر حضرت سعید کی زبان سے:

تفسیر بخیر میں حضرت سعید ابن مسعود نے بتائی ہے کہ یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم اپنے والد بائات شریک کو کھڑے رہو میں میں میرا ہر امر بالمعروف بھی داخل ہے۔ یہ سب کہہ کرنے کے بعد بھی جو لوگ گمراہ ہیں تو تم پر کوئی نقصان نہیں، قرآن کریم کے الفاظ خدا تعالیٰ ہم میں غور کریں تو یہ تفسیر خود واضح ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تم راہ برائی سے ہوتے دوسروں کی گمراہی تہا ہرے سے منع نہیں رہے گا پھر ہے کہ جو شخص امر بالمعروف نہ فرمائی تو اس کو نہ دعا ہو نہیں ملے گا۔ (وہاں قرآن میں غرض اعظم)

سے ہوتا تو اسے اس کا خلاف کیسے کریں۔ ان کو بتایا گیا کہ اگر تہا ہرے اسلاف سے عقلی یا بے عقلی سے قتل ہو جائے گا کہ وہ تو کیا پھر بھی تم ان ہی کی راہ چلو گے؟ حضرت عطاء صاحب نے لکھے ہیں: باب کا حال معلوم ہو کر ان کا حال اور صاحب علم تھا تو اس کی راہ چلے گئے تہا ہریت ہے یعنی کہ باقی ہر کسی کی کو نہ تہا ہریت نہ ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ لَا يَبْتَغِ
الْعَالَمِينَ وَالْغَرِبَ لَا تَمُوتُوا بِغَيْرِ حَقٍّ وَلَا تَمُوتُوا
مَنْ ضَلَّ إِيَّاهُ فَهُوَ ضَلُّوا
کوئی گمراہ ہوا جبکہ تم ہونے والے ہو

مسلمانوں کو ہنگامی اور کافروں کو تنبیہ:

یعنی اگر کفار ہم شریک اور باوجود ان کی اندھی تقلید سے ہا ہر وہی قدر نصرت و ہنگامی سے باز نہیں رہتے تو تم زیادہ اس غم میں مت پڑو۔ کسی کی گمراہی سے تہا ہر کوئی نقصان نہیں بشرطیکہ تم سیدھی راہ پر چل رہے ہو۔ سیدھی راہ پر چلنے سے کہ آدمی ایمان و تقویٰ اختیار کرے۔ خود زبانی سے کہے اور سوال کر دے کہ یہ کبھی کبھی کر لے۔ پھر بھی اگر لوگ: زبانی سے نہ کہیں تو اس کا کوئی نقصان نہیں۔ اس آیت سے سمجھ لینا کہ جب ایک شخص اپنا نماز روزہ وغیرہ لے لے "امر بالمعروف" چھوڑ دینے سے اسے کوئی ضرر نہیں ہوتی، سخت غلطی ہے لاف "تہا ہر" امر بالمعروف وغیرہ تمام اخلاف ہدایت کو ضائع ہے۔ اس آیت میں گورہ سے شیخ عطاء مسلمانوں کی طرف ہے۔ لیکن ان کفار کو بھی تنبیہ کرنا ہے جو باہر ادا کی گمراہی تہا ہر پرانے ہوئے تھے۔ یعنی اگر تہا ہرے باب و دعا راہ حق سے بھٹک گئے تو ان کی تقلید میں اپنے کو جان بوجھ کر کیوں جاگ کر لے ہو، انہیں چھوڑ کر تم اپنی غایت کی فکر کرو اور غرض و نقصان کو سمجھو۔ باب و دعا اگر گمراہ ہوں اور اولاد ان کے خلاف راہ حق پر چلے تو ان کا باوجود ان کی مخالفت اولاد کو نقصان نہ پہنچے۔ یہ خیالات شخص جہالت کے ہیں کہ کسی حال بھی آدمی باہر واداع کے طریق سے تم راہ پر لے گئے گا تو ناک ٹٹ جائے گی، جھگڑا ہو جائے گا، تمام کا خیال نہ رہے۔ سب اگلے پچھلے جب خدا کے سامنے آئیں تو ان میں سے سب برفیق ہو جائیں گے اور انہما ہر نظر آجائے گا۔ ہم جلی،

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق ہدایت:

ابن مسعود سے سنی ہے کہ ان آیت کے بارے میں پوچھا تو کہا کہ آدمی تو

مُصِيبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ
مصیبت موت کی تو کھڑا کرہ ان دونوں کو بعد
الصلوة
نماز کے

یعنی نماز صبح کے بعد کہ وقت اجتماع اور قیام ہے شاید اگر کوئی قسم نہ کھائیں۔ یا کسی نماز کے بعد یا دوسری قسم نہ جب سے وہیں ان کی نماز کے بعد۔ (مجموعہ ج ۱)

فَيَقْسِمِينَ بِاللَّيْلِ أَنْ تَبْنِيَهُمْ لَا تَشْتَرِي
دو دنوں قسم کھائیں اللہ کی قسم کہ وہیں سے کہیں کہ ہم نہیں بیٹے
بِهِ مِمَّا أَوْكُنْ ذَا قُرْبَىٰ وَلَا نَكْتُمُكُمْ كَهَادَةً
قسم کے بدلے مال اگرچہ کسی کو ہم سے قرابت بھی ہو اور ہم نہیں
لِللَّهِ إِنْ أَدَّ الْأَمِنَ الْأَمِينُ
چھپاتے اللہ کی گواہی کہ تو ہم بیشک گواہ ہیں

وصیت کا بہترین طریقہ:

یعنی جب کھائے پاس ہو جانا ہے تو جائے سے پہلے سب کام ٹھیک کر لو۔ اسی میں سے ایک اہم کام ضروری امور کی وصیت اور ان کے متعلقات ہیں۔ ان آیات میں وصیت کا بہترین طریقہ تقنین فرمایا ہے۔ یعنی مسلمان اگر مرتے وقت کسی کو اپنا مال وغیرہ والہ کرے تو بہتر ہے کہ وہ معتبر مسلمانوں کو گواہ کرے۔ مسلمان اگر نہیں جیسے سترہ غیرہ میں اتفاق ہو جاتا ہے تو دو گواہوں کو بھی رکھئے۔ پھر اگر وارثوں کو شبہ ہے کہ ان شخصوں نے کچھ مال چھپایا اور وارث دعویٰ کر دیں اور دعوے کے ساتھ شہادہ موجود نہ ہوں تو وہ دونوں شخص قسم کھائیں کہ ہم نے نہیں چھپایا اور ہم کسی منع یا قرابت کی وجہ سے جھوٹ نہیں کہہ سکتے۔ اگر کہیں تو کھارہ ہیں۔ (مجموعہ ج ۱) شہادت کا مطلب:

شہادت سے مراد ہے حق کو ظاہر کرنا اور جی کرنا اور اپنی اہانت کے خلاف پڑے۔ انا اذنا یعنی اگر ہم حق پوچھ کریں گے تو اس حالت میں ہم کچھ کہہ رہے ہوں گے۔

فَإِنْ عُرِضَ عَلَىٰ أُنْهَمَا اسْتَعْقَابًا إِنَّمَا وَآخَرِينَ
پھر اگر عرض ہو جائے کہ وہ دونوں حق بات دے گئے تو وہ گواہ اور
يَقْضُونَ مَقَامَهُمَا
کھڑے ہوں ان کی جگہ

ایک وجہ بھی ملتا کہ نہیں۔

مَنْ أَلْزَمَ اسْتَعْقَابًا عَلَيْهِمُ الْأَوْثَانُ فَيَقْسِمِينَ
ان میں سے کہ جن کا حق دے دے جب سے زیادہ قریب ہوں امت
بِاللَّهِ لَشَهَادَتِنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا
کے پھر قسم کھائیں اللہ کی کہ ہماری گواہی حقیقی ہے پہلوں کی گواہی
وَمَا اخْتَدَيْنَا إِلَّا إِذَا لَمِنَ الظَّالِمِينَ
تو اور ہم نے زیادتی نہیں کی نہیں تو ہم بیشک ظالم ہیں

یعنی اگر قرآن و آج سے اوسیاہ کی قسم کا جھوٹ ہونا معلوم ہو اور اگر وہ بڑے شہادت شرعی دینی چاہی ثابت نہ کر سکیں تو میت کے وارثوں کو قسم دی جائے گی کہ ان کو اوسیاہ کے دعوے کی واقعت کا کوئی علم نہیں اور یہ کہ ان کی گواہی اوسیاہ کی گواہی سے زیادہ حق یا قبول ہے۔

شان نزول:

ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ ایک شخص "بریل" نامی جو مسلمان تھا وہ شخص "جمہوری" کے ساتھ جو اس وقت صحرائی تھے بعض جہاز ملک شام کی طرف گیا۔ شام پہنچ کر بدین چار پڑ گیا۔ اس نے اپنے مال کی فہرست لکھ کر اسباب میں رکھ دی اور اپنے دونوں رفیقوں کو اطلاع نہ کی۔ عرض جب زیادہ بڑھا تو اس نے دونوں صحرائی رکھ رکھاہ وصیت کی کہ کل سالان میرے وارثوں کو پہنچا دینا۔ انہوں نے سب سالانہ مار وارثوں کے حوالہ کر دیا مگر چاندی کا ایک پیالہ جس پر مے کا مٹی یا نقش و نگار تھے اس میں سے نکال لیا۔ وارثوں کو فہرست اسباب میں سے دستیاب ہوئی۔ انہوں نے اوسیاہ سے پوچھا کہ وصیت سے کچھ مال غریبوں کو دیا تھا یا کچھ دیا اور پھر ہا کہ معاملہ وغیرہ میں کچھ خرچ ہوا اور ان دونوں نے اس کا جواب نفی میں دیا۔ آخر معاملہ کی کریم علی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں پیش ہوا۔ چونکہ وارثوں کے پاس گواہ تھے تو ان دونوں صحرائیوں سے قسم لی گئی کہ ہم نے وصیت

کہ نہیں پہنچی وہی واسطہ کو وہ جس میں عبادت کریں۔ چنانچہ اگر آخر ہماری شہادت الٰہی کے لیے (اللہ تعالیٰ نے عزت)

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاسْمِعُوا وَأَلْفَهُ لَا يَهْدِي

اور ڈرتے رہو اللہ سے اور سنیں رکھو اور اللہ تمہیں ہدایت

الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ

سیدھی راہ پر جانوں کو

خدا کی تاثر مانی کرتے وہاں انجام کار سزاوارہ عمل ہی دیتا ہے جتنی کامیابی کا چرچہ نہیں دیکھتا۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ

جس دن اللہ ان رسل کو اکٹھا کرے گا کہ تم نے کیا جواب دیا تھا

مشرکین کے جواب سے سوال:

یہ سوال کئی مرتبہ ان رسل کے ذریعہ پیش ہوا ہے کہ کیا تم نے جواب تم ان کے پاس بیٹھا تھا جس نے کیا جواب دیا اور کیا تم نے دعوت الٰہی کی اجابت کی؟ اللہ شہدہ کرے گا کہ اللہ کے پاس جانے سے پہلے یہی دعوت وغیرہ یہاں کا انتظام ٹھیک کر رہا ہے شہدہ فرماتے ہیں کہ وہاں کی جراثیم کے لئے تیار ہوا۔ (اگر چاہیے)

پانی چنے والے کا سوال:

نزدیٰ شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا تروا قد ماہ ابن آدم یوم القیامۃ حتی یسئل عن عیسیٰ عن عمرہ قیامۃ الفہام وعن شہادۃ اہلہ وعن مالہ من یسئلہ عنہ وعن الفہام وماذا عمل بعدا علم۔" یعنی نبی آدمی کے قدم کھڑے ہوں اس وقت تک کہ نہ مرنے تکس کے جب تک کہ اس سے پہلے جانوں کا جواب نہ لے لیا جائے، ایک یہ کہ اس نے اہل گھر کے غریب و غریب کو دیکھا کہ اس میں خرچ کئے، دوسرے یہ کہ خصوصیت سے جہان کا زمانہ درجۂ عمل کا اور نہ تھا اس کو کن کاموں میں خرچ کیا، تیسری یہ کہ ساری عمر میں جہاں اس کو عمل ہوا وہاں کون کون کیا اور اہرام طریقوں سے کیا اور چھتے یہ کہ مال کون کون کھاتا یا جاتا کون کون خرچ کیا، چوتھے یہ کہ کس طرح عمل کیا تھا؟

امتحان کا پرچہ: غمناک ہے کہ آج میں قیامت کے ہولناک مصیبتیں

ایک جھکے سائے کر دی گئی ہے کہ کوئی صاحب جس اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ برگزیدہ و عظیم رسول مقرر ہے ہیں اور وہ سب ہیں جو دوسروں کا کیا حال ہوگا اس لئے کہ وہ ان کی فکر و توجہ سے بچنے اور فرحت فرما کر اس صاحب کی تپائی کے لئے نصیحت سمجھتا ہے۔

حضرت ائمہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) خوش ہو میرے پاس جو لوگ رہے ہوں گے کہ میں ان کو بچاؤں اس کا نشان ان کو میرے پاس پہنچنے سے پہلے ہی ہوگا کہ ان کے پاس کھانا ہوگا یہ تو میرے پیارے صحابی ہیں یہ میرے پیارے ساتھی ہیں جو آپ کے کام کو سمجھیں کہ انہوں نے تمہارے وعدہ کیا کیا تھا چنانچہ دین میں نکال رکھی تھیں۔ اور انہوں نے اپنے جواب دیے۔

قَالُوا لَا يَعْلَمُونَ

وہ نہیں جانتے تھے کہ تم کو خبر نہیں

سوال کا جواب:

مشرک کے ہولناک دین میں جب خدا نے قہر کی شان ظاہر کی تھی انہوں نے ظہر رہا کہ اگر وہ عالم کے بھی بے ہوش نہ ہوتے ہیں کہ اللہ العزیز انہوں نے زبان پر نفی نہیں ہوگا۔ اس وقت ایمانی خوف و خشیت سے متحرک ہوئے۔ انہوں نے سوال کا جواب "لا علم لنا" (میں تو خبر نہیں) کے ساتھ دے دیں کہ میں نے کیا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم میں سب کی طرف خدا کی نظر ملک و رحمت ہوئی تب پھر عرض کرنے کی جرات کریں گے۔ میں وہ تمام و فریاد سے بے نیاز ہوں۔ لیکن ابن عباس کے نزدیک "لا یعلمون" کا مطلب ہے کہ وہ خدا کے علم کا کمال سمجھا۔ کہ سائے ہر علم کا وہ نہیں تھے۔ گو یہ الفاظ کتاب میں خدا کے حضور کہے۔ ان جہنم کے نزدیک لا علم لنا سے یہ مراد ہے کہ ہم کو صوم نہیں گوارا ہے پیچھے انہوں نے کیا کیا کیا۔ ہر صرف انہی فصل و احوال پر موقوف ہوئے ہیں جو وہ سائے ظاہری طور پر پیش کرتے تھے۔ بولیں دوسرا کا علم علم انہیں ہی کو ہے۔ اللہ دیکھ کر اس میں حقیت سے اللہ علیہ السلام کی ذاتی جو جواب نقل فرمایا ہے "وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ نَفْسًا مِن آدَمَ" اس آئری میں ہی تاکید ہوئی ہے۔ اس طرح حدیث میں ہے کہ جب حق پر اٹھیں تو ان کی نسبت حضور فرمائیں گے "وَاللہ اعلم بالصواب" کہ ان کا لکھنا ما بعد اللہ بعد اللہ یعنی آپ کو خبر نہیں کہ آپ کے پیچھے انہوں نے کیا کیا کیا۔ (تو خدا) اللہ تعالیٰ کے علم سے خبر نہیں کریں گے ان کا کیا کیا تھا۔

معمولی دکانی کتہہ بیٹھا حال یہ ہے تو اذکار کرو کہ "عالم دعات" کی کھربا یہ ہیں جس کا خزانہ دین نقد ہے کہ کچھ خالص ہوگی، حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گری کا تعلق دعاتِ تقدس سے کسی ملکی نام نہ نہایت اور اصول کے ماتحت دکھا ہے جس کا کثر کئے ہوئے نکلے روایت و تاج اور خصوصاً آدھ روایت کی شکل میں ظاہر ہوا ان کا "دعات اللہ" سے ملکہ ہو، پہلی، جوانی اور جہت میں یکساں کلام کرنا خدا کے حکم سے اذکار و بیات کے قابل کا لہ خاک کی چیز کر لی، اس میں وہاں قدر روح حیات پہنچ کر پائس اصلاح مرافقوں کی جہت کو پاؤں اللہ جہن قرعہ اسباب عالیہ کے کھار، اور بے عیب و عذابی، کمرہ و لاشہ میں وہاں اللہ اور روح حیات کو دیکھنے کے نامانی امر نکال کے تاکہ تصویر کو عکاس ہو کر آپ کا آجین پر افشاں پاد اور آپ کی حیات عیب پر ان قدر طوبیہ مرکا کوئی اثر نہ ہو، اور غیرہ اخیر۔ یہ سب آثار ہی عقلی خصوصیت سے پیدا ہوئے ہیں جو بے معنیت سے کسی مخصوص رویت و اصول سے آپ کے اور روح تقدس کے عین تو کم تر بنائے، جو شخص کے ساتھ تو امتیازی معالمت خدا تعالیٰ کے ہوتے ہیں، ان کے عمل و امر کا حال اس طام نے آپ کو ہے ان کی شہادت کو دیکھ کر، صحت میں "تفاحل جزا" کے نام سے موجود کرنے ہیں، ایک چیز اور سے کل فضیلت و جہت نکلی ہوئی ہے جا کے رویت و جہت اور وہ تحقیق ہیں، جوئی میں کل کا لفظ مختصر ہوئی، جوئی خلافت و امتیاز کی ہے اور خلافت عقل "اسم افاض" کے ہوا کوئی نہیں، ہی لئے پادانی "کاہرہ ہارما و کیا کہ اور" "قلی عمران" میں حضرت عیسیٰ کی زہت سے پاؤں اللہ کی تحریر ہوئی گی، میرے ہر جو روح و بیات میں ہوتا ہے پہلے "قلی عمران" میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف مقصوب ہوئے ہیں جن کا انکار و قرین صرف ہی حق کا نام ہو سکتا ہے، "آیات اللہ" کو دیکھتے تھے انھی کے تابع کرنا چاہیے، ہائی جہتوں کا وہ قدر و کام لے کر "غزوات و خوارق" کا انکار کرنا چاہیے ہیں، اس کا جواب ہم نے ایک مستقل مضمون میں دیا ہے اس کے مطالعہ سے ان شاء اللہ تمام شکوک و شبہات کا زائل ہو سکتا ہے۔ (تحریر علی)

بھلائی میں سب سے پہلے اس کے کوئی سرور و لذت اور بے خود و رکعت اور اپنے ہر وقت سے نہایت اہم ہے، اس کے بعد اور دعات و دوا ہا سال حالت کو دیکھ کر عجب مایہ جو بے لایق تھا کہ یہ مرد و راسل حق تعالیٰ کی قدرت اور بھر معنیت میں ملکہ سالساں دیکھ کر کھ سے لندہ و اپنے ساتھ قرآن کا مطالعہ مرزا قادیانی کے اخلاص:

مرزا قادیانی نے یہ سب عمل کو بھی کی تھو میں ان غزوات کا انکار کیا اور میں یہ خفاں یہ کیا کہ ایسا عقیدہ رکھنا شرع سے اور ایسا بھلائی

مرزا کے قادیان ان کو حضرت کی قیصر قرار دیتا ہے تو دیاں نے اس کاواں کو یہ خبر نہیں کہ حضرت سے کسی فیض کی ثابت نہیں ہوئی بلکہ غزوات نبوت و رسالت کی دیکھ کر دیتے ہیں ان سے نبوت و رسالت ثابت ہوئی ہے قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ کے غزوات کے ذکر کرنے سے یہود و نصاریٰ جو حضرت سے نہ کی نبوت و رسالت کے منکر تھے۔ مرزا کے قادیان کو یہ کہہ کر دیا گیا ہوئی تھا کہ قریب نبوت مرزا کو سر پر م کے عمل سے چھ مہنے کے لئے فرست دینے سے۔

سید صاحب مہذاظم امرہ قادیانی اور اس کے قادیان سے یہ نکتہ ہیں کہ یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کو کوسوں رو کر وہاں سولی سے لٹکایا مگر یہ جوش ہوئے تھے اس سے یہود نے ان کو مرنے کو کہہ کر قریب شہ دلی، دیا کر چنگا اور مرے تھے خدا و مرزا بے جوش ہو گئے تھے اس سے قبل سے زندہ اہل آئے اور چھپ کر ملک شام سے تھیں پہنچ گئے اور وہاں جا کر اپنے احوال کا بیان کرنا اور کہنے ہو گئے اور زندہ ہوئی کر کے اپنی موت سے مرے اور کشمیر کے شہر سوری تحریر کیا، مرزا نے دیکھ کر کہے۔ یہ سب مذاہب ہے اور یہود۔ جو یہ کہ حضرت عیسیٰ پر یہ ہیں سے یہ کہ یہود جوئی اور صلیب کے حق ہیں اس کا بیان یہ کہ نہ کو مرنے تو بیان کرتے ہیں اور صلیب چا پان کے پر کر دوسرے نبوت اور یہ بیان کے کوئی دلیل نہیں۔ (دعا و دعات ہر روز صبح)

وَرَدَ الْفَقْتُ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَنكَ ذِي قُرْبَىٰ
وَرَبِّ رَاكِبِينَ لَيْلِي مَرَاثِلَ كَوْنَهُ دَبَّ حَرَّ كَرِي
بِأَيْمِينِكَ فَقَالَ الَّذِينَ لَكَرُوا مِنْهُمْ
اَلَيْسَ هَٰذَا نَبِيٌّ قَدْ كُنِيَ لَكَ جَوْكَرٌ نَحْنُ
رَبُّ هَٰذَا الْاَلِ لَعَنَ الْمُشْرِكِينَ
اور کہہ کر کہیں یہ جاوے ہے صحت

یہود یوں کی غلط فہمی اور گامی: غزوات اور فوجی حالات و سرکات کو جہاد کہنے کے اور ان کو عام حضرت عیسیٰ کے لئے کہے دے ہوئے درج خالی ہے، پڑھنے و کہنے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معنی و احوال اس طرح یہود کو ان کے ایک

آپ میں داخل کر جانے کی طاقت بھی ہے یا نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ اللہ کریم کے صاحب کلمے ہیں یا نہیں (مذہبی)

قَالَ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

یلا ذلہ اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے

ایماندار ہونے کا قاضی:

یعنی ایماندار ہونے کا کوئی نہیں کہ اس کی غیر معمولی فراغتیں کر کے خدا کو آزمائے خود اس کی طرف سے کسی کی ضرورت کا اظہار ہو روزی مان ہی ذرا حق سے طلب کرنا واجب جو قدرت سے اس کی تعمیل کے لئے مقرر فرمادے گا۔ یہ خود صاحب غناست اور کرتوتی اختیار کر سکتا ہی یا ایمان اور کلمہ حق قبول کر کے جس سے اس کو قدرت پہنچائے گا جس سے وہ ایمان کی نعمتوں سے مستحق ہوگا۔ مَنْ لَقِيَ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ فَرَجًا: اَنْ يَنْقُذَهُ مِنْ عَذَابٍ يَدْعُوهُ

(روایت دارالشمس جلد ۱)

قَالُوا اُرِيْدُ اَنْ نَّأْكُلَ مِنْهَا وَتَضْمِنَ

ہوئے کہ ہم کھا جائیں تو اس میں سے اور مطمئن ہو

قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمُ اَنْ قَدْ صَدَقْتُمْ وَتَكُوْنُ

ہماری جگہ سے دل اور ہم جان لیں کہ تم نے

عَلَيْهَا مِنَ الشَّهِيْدِيْنَ

ہم سے حق کہا اور ہیں ہم اس پر گواہ

یہودیوں کے مطالبوں کی وضاحت:

یعنی آسمانے کو نہیں مانگتے، بلکہ آسمان کی امید پر مانگتے ہیں کہ طلب سے بے محنت روزی ملے رہے تاکہ اہل ایمان قلب اور دماغ سے محبت میں گھر جائیں۔ اور آپ نے جو بھی خیر میں انصاف بہتہ وغیرہ کے حقوق دیا ہیں، ایک چھوٹا سا نمونہ دیکھ کر ان کو بھی یقین کمال ہو جائے اور ایک جتنی شہد کے طور پر ہم اس کی گواہی دیں، جس سے وہ بخیر و خوش مشہور رہے۔ بعض مفسرین نے نقل کیا ہے کہ حضرت سید علیہ السلام نے وہ وہ فرمایا تھا کہ تم خدا کے لئے تمہارے دلوں سے روک کر جو کچھ طلب کرو گے وہ دلی جائے گا جو ارہم نے روزے رکھ کر اور امانت طلب کیا۔ وَتَشْفَعُ لَكُمْ فَاَصْحَقْتُمْ: یہ بھی مراد ہے۔ واللہ اعلم۔

خداوند کا یہ جواب ہونے سے دعا ہے کہ (ایماندار بن جائیں)

وَاِذَا اَوْحَيْتُ اِلَى السَّوَارِيْنَ اَنْ اَوْحُوا لِيْ

اور جب میں نے دل میں ڈال دیا اور میں نے کہ ایمان لاؤ

وَيَرْسُوْنِ قَالُوْا اَمَّا وَاَللّٰهُ هَذَا يَأْتِيْنَا

جس سے اور میرے رسول پر تو کہنے لگے ہم

مُسْلِمُوْنَ اِذَا قَالَ السَّوَارِيْوْنَ يٰعِيسٰى

ایماندار ہو کر کہہ دو کہ اے مریم! یہ تو جس کا ہم ہیں جس نے اسے

ابْنِ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ

مریم کے بیٹے تیرا رب کر سکتا ہے

”کر سکتا ہے“ اس لئے کہا کہ آپ کی رحمت اور دعا سے ہماری

لئے حضور (فریق) مادت سے اس طرح کی سیانہ کرے۔

اَنْ يَّزُوْكَ عَلَيْنَا لَيْدَةً مِّنَ السَّمَآءِ

کہ آسمان سے ہم پر خون نازل ہوتا آسمان سے

یعنی آسمان کی طرف سے بے محنت روزی بھیج جایا کرے۔ یہ ضرور

ہمیں کہہ دو خون جنت کی کاغذ (شیرازی)

طاقت رکھنے کا مطلب:

حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اسی اللہ (کے مرتبہ) سے خوب واقف تھے

بسطیع و یک ان لدھوہ (کیا آپ کا رب طاقت رکھتا ہے کہ آپ اس

سے دعا کر دیں اور وہ دعا قبول کر سکے) کہنے سے بہت عجب تھے۔ وہ وہاں

لیٹی شہداء (شیرازی) (حضرت عائشہ کی قرأت میں بسطیع و یک

آیا ہے بسطیع و یک نہیں آیا یعنی استقامت کا قاطب حضرت یحییٰ

ہیں استقامت کا کمال اللہ کے پاس ہے آپ نے اس قرأت کی تفسیر کی

جس میں بسطیع آیا ہے اور استقامت کا کمال اللہ کا قرار دیا ہے بعض علماء

نے کہا کہ اس جگہ استقامت سے مراد ہے محنت و امداد کا قضا ہو سکتا۔

قد رت، کلمہ کا مطلب ہر شخص ہے اللہ کی قدرت عظیمہ اور یہ کہ جس شخص

ظاہر وہ نہیں جانتے تھے کہ اللہ کی محنت و امداد بھی یہاں ہو سکتی ہے یا نہیں

کہ آسمان سے غصہ نازل فرمادے) جسے کہیں کسی اپنے ساتھی سے کہے کیا

آپ سے ساتھ ملو کہ باز آکر دیکھتے ہیں (اس سے مراد یہ نہیں ہوتی کہ

ایک پر دشمن دشمن ہے اور اسی مجبور میں ہیں اور پانی انار ہیں۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ رحمت پسند فرمائی:

ان مہمان سے عروسی سے کہہ کر قریش نے بھی علیؑ کو طلاق دیا۔ یہ تھا کہ علیؑ کی بیوی کو خزانہ سے لے کر آیا اور وہ تم کو یہ ایمان لائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا ایمان داؤ کے "ایمان" اسے جس میں جھوٹ ہے؟ اسے اور کہ "اللہ تعالیٰ تمہیں سلام پہنچاتے" اور آپؐ نے کہا کہ تم چاہو تو میں تم کو علیؑ سے طلاق دے دوں گا۔ یہ کہنے کے بعد علیؑ کو ایمان خدائے حق سے جو تہذیب میں طلاق کا سامنا کرنا ہے کا اندازہ کر لیا۔ یہ کہہ کر آپؐ نے قریشیوں کو جواب دیا کہ "یہ تمہاری بات ہے۔ میں نے تمہارا آپؐ نے فرمایا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو تمہاری بات پر ہر بات کر لیں گے۔" آپؐ نے فرمایا ہے کہ "یہ وہ لوگ ہیں جو تمہاری بات پر ہر بات کر لیں گے۔"

حضرت عیسیٰؑ کی مائیکواری

ایسی ہی جہنم کے درجہ کی تھی کہ وہاں سے لوگ ابھر رہے تھے۔ ان لوگوں کی تعداد اتنی تھی کہ ان کے لیے حضرت عثمان غنیؓ کی روایت کے مطابق ایک سو چوبیس ہزار آدمی ہجرت کر گئے۔ ان لوگوں کی تعداد اتنی تھی کہ ان کے لیے حضرت عثمان غنیؓ کی روایت کے مطابق ایک سو چوبیس ہزار آدمی ہجرت کر گئے۔ ان لوگوں کی تعداد اتنی تھی کہ ان کے لیے حضرت عثمان غنیؓ کی روایت کے مطابق ایک سو چوبیس ہزار آدمی ہجرت کر گئے۔

خوان اترے کی کیفیت:

اب حضرت یحییٰ نے دعا کی تو یہ سرخ رنگ کا دان توڑ کر
 نغروں کے سونے لپٹے۔ اسے لپٹ کر ایک کڑوا خواتین سے اپنا وہ
 آئینہ بچے۔ خواتین کو دوسرا لپٹے۔ اسے کڑوا۔ یہ منظور کیا کہ کڑھ ہے یحییٰ
 روئے گئے اور فرشتے آیا جادہ بچے شمر کو زہری میں سے کڑے زہر کو
 رمت زدہ خواب نہ بٹانا۔ یہودی بھی ایسی چیز آئی انھوں نے رنج
 رہے تھے جس کی کچھ نیوٹوں نے کچھ نہیں دیکھی تھی۔ خواتین سے بچے
 دانی ایسی خوشبو شوی کر رہے تھے کہ ان کی مشک کئی کوئی خوشبو نہیں ہائی تھی۔
 حضرت یحییٰ نے فرمایا تو میں سے دوسرے سے زیادہ ایک اعلیٰ اور کوکرا
 ہوا۔ ہم اللہ کے کسی نام پر پڑھ کر کہنے سے کواڑوں کے سردار شمعون صفا
 نے فرمایا۔ معاملہ کے سوا آپ ہی ایسی کے زیادہ تحقیق کیا۔ حضرت
 یحییٰ کڑے ہوئے۔ انھوں نے اپنے نیا زہر دیا اور خوب روئے

وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ الْقَوْلَ الْعَظِيمَ

اور وہ راضی ہوئے اس سے کہ جس نے اپنی کامیابی

رضاء الہی:

اپنی کامیابی حق تعالیٰ کی رضا ہے اور جسے بھی اسی نے مضبوط ہے
کہ وہ گمراہ نہ رہے۔ (مفسر حنفی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں روزِ ربِ کریم جلوہ افروز ہوں گا
اور فرمائے گا کہ میں دینے پر آمادہ ہوں۔ لوگ اس کی رضا معنی انہیں
میں نے فرمائی کہ اگر کہہ رہی رضا معنی ہی نے تمہیں میرے مگر دتا ہے۔
ان کو کیا کہتے ہو۔ لوگ پھر اس کی رضا معنی انہیں کہے۔ فرمائے گا کہ وہ
دہو کہ ہمارے فعلی تم سے راضی ہے، اَللّٰهُ تَعَالٰی تَعَالٰی۔ یہ اپنی ذرا دست
کامیابی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ تَعَالٰی تَعَالٰی، عمل کرنے والوں کو ایسی ہی عمل کرنے
چاہئے۔ وَفِي ذَلِكَ مَثَلٌ لِّمَن كَانَ يَكْفُرُ بِالْحَقِّ، کیونکہ محبت دونوں جانب سے
ہوگی۔ صرف یہ نہیں بخیر کی ہے لیکن عام اہلِ شریعت نے تو فیج مطلب
اس طرح کی ہے کہ اللہ ان کی نعمت و بخشش کو پسند فرمائے گا کہ اللہ کی رضا
مندی ہوگی اور اللہ کی طرف سے ملے گا کہ اسے کمالِ ذاب سے اہلِ جنت
فرش ہوئے۔ یہ ان کی رضا معنی ہوگی یعنی ایک طرف سے کسی مشور ہوگی
اور دوسری طرف سے جہاں وہ خود (مفسر)

لَهُ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ

اللہ ہی کیلئے سلطنت ہے آسمانوں کی اور زمین کی اور جہاں

وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ان کے ہاتھ میں ہے ہر وہ ہر چیز پر قادر ہے

یعنی ہر وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (مفسر حنفی)

سورۃ مائدہ الحمد للہ ختم ہوئی

سورۃ انعام

میں نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کی تفسیر یہ ہے۔ اور
وہیں کہ خلافت کی طرف متوجہ ہوگا اور اس کو چھاپا دیں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے کرے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَفِيْهِ آيٰتٌ بَّیِّنٰتٌ لِّمَن لَّا يَرْجُوَ

سورۃ انعام کہ اس آیت کی رت کے اندر ایسے ہی واقعہ
میں داخل ہو گئی۔ اس کو ستر ہزار فرشتے لے کر حاضر ہوئے تھے اور سچ
پڑھتے جا رہے تھے۔ اس آیت پر یہ کہ جس کی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ پر
سوار تھے اور سورۃ انعام پڑھ رہی تھی۔ میں ناگہی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک
تھامے ہوئے تھی۔ وہی ہے جو اسے اللہ کے ہاتھ انکو وہ بھی تھی کہ گویا اس کی
پہنچاں ہی لوٹ جائیں گی۔ ملائکہ زمین و آسمان کو کھجورے ہوئے تھے۔
سورۃ انعام اترنے کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجورے پڑتے تھے اور
فرمایا اس عورت کی مشابہت میں فرشتے اہلِ حق تک ٹھہرے ہوئے تھے۔
فرشتوں کی سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ تعالیٰ کی توبہ سے
زمین و آسمان میں جا رہا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بھی سچ پڑا ہے
تھے۔ آپ نے فرمایا کہ پوری سورۃ انعام ایک ہی دفعہ میں پڑھ لیا جائے
اور ستر ہزار فرشتوں کی تسبیح و تحمید کی گونگ کہ ساتھ تھی ہے۔ (مفسر ابن کثیر)

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین

وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ لَکُفُّوْا

اور دھپا اجمیر اور اجمال مگر بھی یہ کافر بنے

بِرَبِّهِمْ هَیْذَ یَّعِیْذُ لَوْ

رب کے ساتھ اور اس کو براہ کھدیتے ہیں

خدا کے متعلق کافر قوموں کے تصورات:

میں دنیا کیلئے دو خالق دیتے ہیں "خود" جو خالق ہے اور

عجب سے کہہ لم غیر یعنی انسانوں میں نہ کی اور نہ کاسلہ کہتے ہوئے
بھی عام کبیر کی کتابوں کوئی اور نہ درود کرتا ہے۔ (تفسیر ذی
آدم علیہ السلام کا تفسیر)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو کئی ایک خاص
مقدار سے پیار فرمایا جس میں پوری زمین کے اجزاء شامل کئے گئے۔ پہلا
وہ ہے کہ اولاد آدم، نوح و آدم، دہر اور اخوتی اور اہل بیت میں کثرت۔ دوسری
کہ کوئی گمراہ کوئی سرکش، کوئی عت کوئی ذمہ کوئی پاکیزہ حضرت کوئی
خلیفتہ امتیاز ہوتا ہے۔ (اسلمی، اہل بیت، ص ۱۰۱)

سودی نے کہا کہ اللہ نے جبرئیل کو زمین پر اتار دیا۔ ان کے لئے
بھلا زمین نے جبرئیل سے کہا کہ اللہ کی پناہ چاہتی ہوں اس بات سے
کہ تو میرا ہر حصہ کھڑ کر دے (یعنی میرے بدن کا ہر حصہ جو سے جدا کر
دے) جبرئیل نے میں کہہ نہیں یا رسول اللہ کہ عرض کیا اے مالک زمین
نے مجھ سے تیری پناہ مانگی تھی اس نے میں نے کالی لوٹ آیا پھر اللہ نے
میں کالی کو بھینسا زمین نے اس سے بھی منہ کی پناہ مانگی اور کالی بھی لوٹ
گئے اور اللہ نے ملک الموت کو بھیج دیا زمین نے اس سے بھی اللہ کی پناہ
مانگی، ملک الموت نے کہا میں اللہ کی پناہ مانگی کرتے ہوں اللہ کی پناہ مانگتا
ہوں، عرض ملک الموت نے کل روئے زمین سے میں تمہاری تمہاری لی۔
سربراہ یا علیہ السلام نے عرض کی میں کالی کی۔ اسی جہ سے آدم کے ایک جدا
جدا ہونے پر اس کی کالی کھینچ لی اور کالی پناہ سے گونہ دعا کی جہ سے
انسانوں کے اطفال مختلف ہو گئے پھر اللہ نے فرمایا جبرئیل کو میرے کالی
زمین پر چم کیا۔ تو ایسا نہیں کیا بلکہ اچھوٹا چھوٹا کالی بنی۔ یہاں تک
اس کی رو میں شہ سے ہی ہاتھ میں رکھا۔ (تفسیر صغریٰ، اردو جلد ۱)

حضرت ابو جبرئیل کا بیان ہے کہ اللہ نے آدم کی تخلیق خاک سے اور
خراب کی خاک سے خاک کا کارخانہ پھر (کوچھوہ) کے پورے کھدائے خاک
کو کارخانہ کر لیں اور کچھ زمین کا پکا بنا دیا اور پتے کی صورت بنائی
پھر ان کی صورت سے چھوڑ کر رکھا کہ وہ چھوڑنے کی طرح خشک نہ کر سکیں
بولے کہ ہر اس میں جی طرف سے وہ چھوڑ گئے۔ (کنز العمال، ج ۱)

حضرت ابو موسیٰؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
آپ فرماتے ہیں کہ اللہ نے آدم کو زمین سے بنایا کالی (یعنی کھنڈر) کی تخلیق
اس لئے زمین کے مطابق آدمی سربراہ مقبول بنا دیا اور رنگ کے درجہ پر روش
فرمایا جو اطفال ہر ایک کے اطفال دے گئے۔ (کنز العمال، ج ۱)

کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ایک سیدھا کبیر
کھینچا اور لہجہ کیا اللہ کو راست سے ہر اس کبیر کے آئینہ بائیں کثرت کبیر
کھینچیں اور فرمایا ان راستوں میں سے ہر راست پر شیطان موجود ہے
جو کوئی کوئی طرف ہمارا ہے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا
دلا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خود سے فرمائی۔ (رواہ ابو موسیٰ اشعری)

ظلمت کا ریزہ چمک کر سے پہلے ہوتا ہے (عہد وجود سے مقدم ہے)
اس لئے ظلمات کا انکڑ سے پہلے کیا۔ حضرت میر تقی میرؒ نے فرمائی
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے کل کوئی کھار کی میں
پیدا کیا میرا پر اپنے نو کا ایک حصہ لایا جس میں پروہ کا کوئی حصہ لایا
چاہت پایا ہو گیا جس پر نہ بڑا دو کر ہو گیا اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ اللہ
کے علم سے پہلے (کل کوئی) ظلم ہو گیا اور اللہ (احقری) نہیں سہی

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ طِينٍ لَقَدْ قَضَىٰ

وہی ہے جس نے یہ ایک تو کوئی سے ہر مقرر کر دیا

أَجَلًا وَجَلَّ مُسَمًّى عِنْدَهُ تَقْوَانَكُمْ

وقت اور ایک مدت مقرر ہے اللہ کے نزدیک ہر مقرر تم

مَعْرُوفٌ

کہہ کرتے ہو

تخلیق انسان کا بیان:

اب "عام کبیر" کی پناہ کا ذکر تھا یہاں "عام صغیر" (انسان) کی
تخلیق کو بیان فرماتے ہیں کہ کبیر شروع میں ہے جہاں مٹی سے آدم علیہ
السلام کا بننا تھا کہ اس کے طرح حیات اور کالی: وہ مٹی کی تخلیق کئے اور
آج بھی مٹی سے بنائے نہیں گئے ہیں، اللہ کو اس سے کثرت اور کثرت سے انسان
بننے رہے ہیں۔ غرض اس طرح تم کو ہم سے دو چیز ملانے پھر ہر شخص
کی صورت کو ایک وقت مقرر کر دیا جب کہ آدمی اور آدمی کی شکل چاہتا ہے
جس سے یہ کیا گیا تھا اسی پر قیاس کر سکتے ہو۔ کہ عالم کبیر کی خاک کا بھی
ایک وقت مقرر ہے جسے "قاسم کبیر" کہتے ہیں۔ قاسم مقرر کی شکل
تخلیق سوچیں چونکہ ہمیں قیاس آتی رہی ہیں ان کا علم بھی کبیر کا ہوا رہتا
ہے لیکن قاسم کبیر کی تخلیق مدت کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔

فَلَمَّا وَفَا بَآئِدِهِمْ لَقُوا الَّذِينَ كَفَرُوا وَإِن

پھر چھو بیویں دو اسکو اپنے ہاتھوں سے الوداع کہیں گے کافر

هَذَا إِذَا سَعَرْتُمْ مِينِ

یہ نہیں ہے مگر سرخ چادر

مشرکوں کا مطالبہ اور اس کا جواب:

بعض مشرکین کہنے لگے کہ تم کہ اگر آپ آسمان سے اسی بھی نعمتی کتاب لے آئیں اور اس کے ساتھ جو فرشتے بھی آئیں جو ہمارے سامنے ہو کر کھڑے ہوں گے تو یہ کتاب خدا کی بھیجی ہوئی ہے تو ہم ایمان لے آئیں گے اس کا جواب دیا کہ جو لوگ دعوت موجود قرآن کو چاہو اور اس کے سامنے آئے کو چاہو کہ بتائے ہیں اگر واقعی تم ان پر کافہ میں نسی ہوئی کتاب بھی آسمان سے چادریں جسے یہ باتوں سے چھوڑ کر معلوم کریں کہ کوئی تعجب یا حکر ہندی نہیں ہے۔ جب بھی یہی نہیں گئے کہ کوئی قرآن سرخ چادر سے جس بدعت کے حصہ میں نہ آئے ہوئی اس کا شہید بھی نہیں بننا۔ (تحریر: امی)

اللہ بن امی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک دعا دعوت مطالبہ پیش کیا اور کہا کہ میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت تک ایمان نہیں لا سکتا جب تک کہ میں یہ واقعہ نہ دیکھ لوں کہ آپ آسمان میں چڑھ جائیں اور وہاں سے امارے سامنے ایک نئی کتاب لے کر آئیں، جس میں میرا نام ہے گریہ کر دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کروں اور یہ سب کہہ کر یہ بھی کہہ دیا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سب کچھ کر بھی دیکھائیں میں تو جب بھی مسلمان ہوتا نظر نہیں آتا۔ (تحریر: سید سید علی احمد)

وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ

اور کہتے ہیں کیا تو اس کو کوئی فرشتہ

نہیں بھیجا دے؟ وہ جو لوگوں کے صدق کی گواہی دے۔ (تحریر: امی)

سوال کرنے والوں کی بے وقوفی:

سوال کرنے والے عجیب و غریب ہیں کہ فرشتوں کے ذالی کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں، کیونکہ فرشتوں کے ذالی ہونے کی دوسری چیز ایک تو یہ کہ فرشتہ اپنی اصلی ہیئت و صورت میں سامنے آئے تو اس کی حیرت کو کوئی انسان برداشت نہیں کر سکتا۔ چار اول تھا کہ راجر چاہے کافر ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ فرشتہ اقل انسانی آئے جیسے جبریل علیہ السلام کی طرح

یہ ساتھ یا ستر یا سی یا سو یا ایک مومن ہوں گا یہ مختلف اقوال آئے ہیں۔ سب سے پہلے قرآن میں ہے کہ قرنِ صدر کو کہتے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی مرثدہ سے فرمایا تھا کہ ایک قرن جو گئے چنانچہ ان کی عمر سو برس ہوئی۔ (ذکر اللہ) تو کیا کوئی مومن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ لاکھ برس یا چھ برس یا ایک قرن بیتا رہے چنانچہ اس کی عمر ایک سو سال ہوئی۔ (تحریر: امی)

تاریخ عالم عبرت کی کتاب ہے:

بلاشبہ تاریخ عالم عبرت کی ایک کتاب ہے جس کو اگر چشم بصیرت سے دیکھا جائے تو دو چیز اربوں و ملکوں سے زیادہ مؤثر و متاثر ہے ایک سیم کا یہ جملہ بہت ہی پختہ ہے کہ دنیا ایک بجزین کتاب ہے اور زمانہ بجزین علم۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کا ایک بہت بڑا عنصر قصص اور تاریخ ہے لیکن عام طور پر غفلت شعرا انسان نے دنیا کی تاریخ کو بھی ایک تقریبی مفہوم کی حیثیت سے زیادہ وقعت نہیں دی، بلکہ اس وقت و عرصہ کی حقیقت کی کتاب کو بھی اپنی غفلت و مصیبت کا ایک ذریعہ بنا لیا۔

قدرت الہی کے کرشمے:

آخر آیت میں ارشاد فرمایا: وَتِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ، یعنی اللہ جل شانہ کی قدرت کاملہ کا صرف یہی اعتراف نہیں تھا کہ یہی ہی چاہو و حال اور حکومت و سلطنت کی مالک اور ذیل و فوق و طاقت والی قوموں کو ختم و زون میں ہلاک و برباد کر دے۔ بلکہ ان کو ہلاک کرتے ہی ان کی جگہ دوسری قومیں پیدا کر کے ان کی طرح بسا دیا کہ کیسے والوں کو یہ بھی محسوس نہ ہو سکے کہ یہاں سے کوئی انسان کم بھی ہوا ہے۔

خدا جانے یہ دنیا جلوہ گاہِ تازہ ہے کسی کی؟

ہزاروں آئینہ گئے رفتی وہی باقی ہے مجلس کی

ایک مرتبہ میدانِ عرفات میں جہاں تقریباً سب لاکھ انسانوں کا مجمع تھا اس طرف نظر گئی کہ آج سے تقریباً سترہ سو سال پہلے اس سارے مجمع میں سے کسی انسان کا وجود نہ تھا اور اس جگہ پر نظر جاتا ہے ہی انسان دوسرے موجود تھے جن کا آج نام و نشان نہیں ہے اس طرف انسانوں کے یہ ہجرت اور لوگوں کے ہر جہر مت کو جب اس کے داخلی و مشفق کے ساتھ خاک کر دیکھا جائے تو ایک بہت ہی مؤثر و متاثر نظر آتا ہے۔ (تحریر: سید سید علی احمد)

وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ

اور اگر اتار دیں ہم تجھ پر کھما ہوا کاغذ میں

ملک کے صورت اتر آئے پر بھی بدستور کرتے رہیں گے۔ (الحمد للہ)
 لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ تو ہم اس کو مر دھاتے یعنی مرد کی شکل دکھا دیجئے۔ جیسے
 حضرت جبریل حضرت میر تقی کی شکل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے سامنے آتے تھے۔

فرشتوں کو اصل شکل میں انبیاء و کچھ کہتے ہیں:

بات یہ ہے کہ فرشتوں کو ان کی اصلی شکل میں دیکھنا عام بشری قوت
 سے ہر بہت کم بعض مخصوص انبیاء نے قوت قدس کا حامل ہونے کی وجہ
 سے ملاکہ اصلی صورت میں بھی دیکھا تو ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ غیر خالق و
 مخلوق کے درمیان ایک برائی مشیت رکھتے تھے اس لئے اس میں غریب
 سے مناسبت ہوتی ہے خالق کے ساتھ اور چاہا دیکھنے کی وجہ سے وہ ان تمام
 فوض کو قبول کرتا ہے جو عالم ہلاکت چاہتی ہوئے ہیں اور مخلوق کے ساتھ
 مناسبت رکھنے کی وجہ سے وہ باری تعالیٰ کی طرف سے ہزار شدہ فیوض
 سے مخلوق کو سرفراز کرتا ہے اگر غریب کے ساتھ مناسبت نہ ہو تو یقیناً
 روحانی کو حاصل کرنا اور مخلوق کو اس سے بہرہ مند کرنا ممکن نہیں انبیاء
 ہوں یا ملائکہ دونوں کا چاہنی لگاؤ خالق سے ہے۔

نبوت اور علیت کو ایک آمیزہ کہا جا سکتا ہے جبکہ اس پہلے سے مقابلہ کے
 ساتھ جس ایک ساتھ دو شعبہ پر آفتاب الوہیت کی طرف ہوتا ہے اور بغیر کسی
 وسالت کے آفتاب الوہیت کی کوئی شعاع قابل یا نہایت اس آمیزہ پر پڑتی ہے
 وہ آفتاب ہو گیا یعنی مافی ہے۔ پھر آمیزہ کس چوتھے چھوڑنا چاہئے آئینہ
 نبوت و رسالت پر پڑے والی کوئی شعاع نبوت کس ایک چمکتی ہے جس پر وہ
 راستہ و شعاع کی تشریں ہونے کی وجہ سے نہیں چمکتی۔ (رحمہ اللہ)

وَلَقَدْ اسْتَفْهَمْنِي بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَمَا كُنَّا

اور بادشاہی کرتے رہے ہیں رسولوں سے فقہ سے پہلے پھر بغیر

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا جَعَلْنَا لَكُمُ الْإِسْلَامَ تَحْفِظُونَ

ان سے مافی کرنے والوں کو اس حق نے کہ جس پر مشا کرتے تھے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

معاذ اللہ کی فرمائش کا جواب دینے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
 تسلی کی جاتی ہے کہ آپ ان کے استعجال اور تسخیر سے بغیر نہ ہوں یہ کوئی نئی
 بات نہیں انبیاء سے مسلمان کو مکی ان ہی حالات سے وہ ہمارا دانا ہے۔ پھر
 جو ان کے مکہ میں اور دشمنوں کا مشر بہا سب کے سامنے ہے۔ ان کو مکی ندا

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت مرتبہ بلل انسانی بھی آئے ہیں انہوں صورت
 میں اس سوال کرتے کہ جو وہ اس آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے وہی اس
 فرشتہ پر بھی ہوگا۔ کہ یہاں کو ایک انسان ہی کیجئے گا۔ (محدث نقی علم)

وَلَوْ اَنزَلْنَا مَلَكَ لَفَضَى الْأَمْرَ ثُمَّ لَا

اور اگر ہم اتنا ہی فرشتہ تو بھی نہ ہوا جو سے قبلہ ہمارا نہ کہہ سکتا تھی

يُنْظَرُونَ

نہ

ان کا مطالبہ تو ہلاکت کو دعوت دیتا ہے:

اگر فرشتہ اپنی اصلی صورت میں آئے تو یہ لوگ ایک منہ کے لئے بھی
 اس کا قتل نہ کر سکتے اس کے رب و دست سے دم لگ جاتے۔ یہ صرف
 انبیاء علیہم السلام ہی کا طرف ہوتا ہے جو اصلی صورت میں فرشتہ کی رویت کا
 قتل کر سکتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما کر میں اور مرتبہ حضرت
 جبریل کو اپنی اصلی صورت میں دیکھا ہے۔ اور مکی نبی کی نسبت ایک مرتبہ
 بھی ثابت نہیں۔ اور اسے ان لوگوں کو اپنی عظیم الشان خالق عبادت
 فرمائی جو مکی گردی جاتے اور اس پر بھی نہ مانتے جیسا کہ ان کے معاندانہ
 اقوال و احوال سے ظاہر ہے تو سنہ اللہ کے موائج پھر قطعاً منہا نہ ہو
 جائے گی اور انہی کا عذاب آئے گا جو فرما کر کرنے والوں کو باطل نیست و
 نابود کر دے گا۔ ان لحاظ سے اس طرح کی فرمائشوں کا پورا نہ کرنا بھی میں
 رحمت سمجھتا ہوں۔ (رحمہ اللہ)

وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكَ لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا

اور اگر ہم رسول نہ کر دیجیے کسی فرشتہ تو وہ مکی آدمی کی صورت میں ہوتا

عَلَيْهِمْ قَائِلِينَ

انہی میں سے آتے جس میں شایاں چرہ ہے

فرشتہ انسانی شکل میں آئے تو ان کو فائدہ نہ ہوگا:

چونکہ فرشتہ کو اصلی صورت میں بھیجئے کی لٹی تو مکی آیت میں وہ بھی ایک
 دوسرے احتمال کا جواب دیتے ہیں وہ یہ کہ فرشتہ آدمی کی صورت میں بھیجا
 جائے اور ایک ہی صورت میں محاسن صورتی کی بنا پر لوگ اس کے نمونہ
 اور تعلیم سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس تقدیر پر منکرین کے شبہات کا
 ازالہ نہیں ہو سکتا۔ جو اشک و شبہات رسول کے پیش ہونے پر کرتے تھے وہ

دیوبی اور اخروی رحمت کا ظہور:

مکتبہ اور سب کی عوامی ضروریات کو برقی جانتا ہے۔ پھر تم ہی بتا کر ایسے
پروگرام کو چمکھڑ کر سکتی اور سے مدد طلب کرنا کہاں تک مجوز ہوگا۔ (خیر بنی)
یا مخلص مسلمان سکون سے اخذ ہے ہر امر یہ ہے کہ اللہ ہی کا ہے جو ان
راست کے پتھر میں ساکن رہتا ہے یا خیرات کرتا ہے۔ متحرک کا ذکر اس نے
نہیں کیا کہ متحرک کی ضد یعنی ساکن کا ذکر کر دیا (ایک ضد کے ذکر پر اسکا
کر لیا جاتا ہے مگر خدا (دونوں ہوتے ہیں) اچھے حکماء نے لکھا کہ اللہ یعنی
کرتے تو ہم کو ان کی سروری سے محظوظ رکھتے ہیں۔ (خیر بنی)

وَهُوَ لَظِيْمٌ وَلَا يَظَعُمُ

اور وہ سب کو گھلاتا ہے اور اسکو کوئی نہیں گھلاتا

اللہ تعالیٰ ہی گھلاتے پلاتے ہیں:

گھلاتا اشارہ ہے سامانِ عالم کی طرف یعنی کیا وہ ان دونوں میں ہی کے
سبقت میں ہیں ان کوئی کوئی سے کوئی چیز میں بھی جاری اشتیاق نہیں پھر اس
سے علیحدہ ہو کر کسی کھدوکار بنانا یعنی راستہ نہیں تو اور کیا ہے۔ (خیر بنی)
حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ اہل قبائے کا ایک انصاری نے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ ہم سب بھی گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب
گھاسنے سے فارغ ہو چکے تو فرمایا کہ خدا کا شکر جو گھلاتا ہے اور خود کو نہیں
گھلاتا ہم پر احسان فرماتا ہے ہمیں گھاس گھلاتا یا پانی پلا یا آٹا بنا دیا۔ ہر انجم
پر اہل اس پستانہ ہم خدا کو نہیں چھوڑ سکتے، مگر ان وقت نہیں کر سکتے ان سے
بے نیاز نہ بن سکتے ہیں، اس نے تمہاری سے بچاؤ۔ دل کے اندر سے چلنے سے
دور گھلا۔ ساری نعمتات پر ہمیں فضیلت عطا فرمائی۔ (صحیح بخاری)

قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ

کہہ دو سب مجھ کو حکم دیا ہے کہ سب سے پہلے حکم مانوں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے اور حکم دوسروں کو ہے۔
ایسے پروردگار سے اس کام کے ساتھ جس کی صلاحت اپنا مذکور ہوگی
ضروری ہے کہ سب سے پہلے جہادِ خیرات غیرت کے گروانِ اول وہی اور سب
سے پہلے اس انکم ترین بندہ کو پہنچائی انبیاء و رسل کا حکم ہے جو تمام دنیا کے
لئے عظیم طاقت و عبودیت بنا کر بھیجا گیا تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ قُلْ إِنِّي

اور تو نہ بن کر نہ ہو شرک والا تو کہہ میں ذرا تو ہوں اگر باخبر مانی

اللہ کی دینی رحمت و نبوی نعمتوں کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے (یعنی
جسمانی صحت و حسن، مال و دولت کی کثرت اور ان کی فراوانی پیش و
راحت، نعمت و عزت اور ان میں مسلم و کافر سب شریک ہیں) اور رحمت
اخروی سے نعمت آخرت اور اس سے جیسے چھپرہاں کی رحمت آسمانی کتابوں
کا نزول (و اہل) و ظاہری انبی و ائمہ کی توفیق و حید کا قیام اور موت اور
حسرت کے بعد دوبارہ زندگی جس کے نتیجہ میں رحمت اور اللہ کا وہ رحمت حاصل
ہوگا۔ یہ سب آخرت سے متعلق رکھنے والی رحمت ہے (جو مسلمانوں کے
لئے مخصوص ہے اور انکی اصل مقصود ہے اعلیٰ رحمت و ہدایت پر والہی چہ والہات
گردی ہیں اور آسمان رحمت بھی جتنی بھاری ہے۔

کافروں کی محرومی کا سبب:

حضرت ابوامامہؓ کی روایت کردہ حدیث بھی اہل امر پر والہات کر
رہی ہے کہ اللہ کی رحمت عام ہے۔ اور کافروں کی محرومی کا سبب ان کا
خسران ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے ہر ایک
بنتہ میں جائے گا۔ ۱۳۱ اس شخص کے جو اللہ سے ایسا رہا کہ جیسے وحشی
(نہ اپنے گھر والوں سے بچتا ہے۔) اور اہل انی والا ہم نہ کچھ گھر مٹوری

وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي الْبَيْتِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ کرا نام بکراتا ہے رات میں اور دن میں اور دن

السَّوْمِ الْعَلِيمِ ۝ قُلْ أَعْبُدُوا اللَّهَ أَعْبُدُوا

سب سے سب کو کہتے والا پائے والا تو کہہ دوئے یا اور کسی کو کہنا سنا

وَالْيَا فَاطِمَةُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

وہوگا اللہ کے سوا جو پائے والا ہے آسمانوں اور زمین کا

اللہ تعالیٰ کی حکومت ہر جگہ اور ہر وقت ہے:

قُلْ إِنَّمَا قُلِيَ الْفَلَقُ وَالْأَرْضِ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَدِيرٌ ۝ وَاللَّهُ
میں زمانہ کے اعتبار سے قسم ہے یعنی ہر جگہ اور ہر وقت ان کی حکومت اور قبضہ
اقدار ہے۔ ہر وہ چیز جو رات میں ان سے آسمان سے زندگی بھر گئی اور کتنے
معلوم و نامعلوم اشخاص سے وصال و مخلوق رہتی ہے پائی کی رحمت کا مدد کے
آباد میں سے ہے قُلْ مَنْ يَمْلِكُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَالْأَنْفُسِ (انجیل) اور ہی
ہے جو ان کے شوق و غلبہ اور رات کے اندر سے اور خاتمے میں ہر ایک کی پکار

تکلیف و راحت اللہ ہی دیتا ہے:

واللہ اُخْرَت میں جو تکلیف یا راحت خدا کسی کو پہنچانا چاہے نہ کوئی مقابلہ کر سکے، وہ نہ سکتا ہے اور اس کے مقابلہ اور کسے پہنچنے سے قبل کہ جہاں سکا ہے۔ وہ وہی پہلی طرح تہجد ہے کہ کس بندے کے کیا حالات ہیں اور ان حالات کے مناسب کس قسم کی کاروائی قرین حکمت ہوگی۔ (تفسیر ربانی)

صحیح احادیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا (ان میں اکثر یہ کہا کرتے تھے۔

اللہم لا مانع لما أعطیت ولا معطى لما منعت ولا

یمنع ذالجد منك الجدد

”یعنی اے اللہ! جو آپ نے دیا اس کو کوئی روکے نہ (اللہ! جس اور جو آپ نے روک دیا اس کو کوئی دینے والا نہیں اور کسی کو کوشش کرنے کی روکنا آپ کے مقابلہ میں تم نہیں دے سکتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتیں:

اُم ایوبی نے اس آیت کے تحت حضرت مہدی اللہ ان عباس سے نقل کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سواری پر سوار ہوئے اور مجھے اپنے پیچھے دو ایک ہالیا، کچھ دور چلتے کے بعد میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس کے امین سے عرض کیا حاضر ہوں۔ کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کو یاد رکھو اللہ تم کو یاد رکھے گا تم اللہ کو یاد رکھو گے تو اس کو ہر حال میں اپنے سامنے رکھو گے تم زمین و عافیت اور خوش بختی کے وقت اللہ تعالیٰ کو پہنچاؤ تو تمہاری مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ تم کو پہنچائے گا، جب تم کو سوال کرنا ہو تو صرف اللہ سے سوال کرو اور دعا مانگی ہو تو صرف اللہ سے دعا مانگو، جو کچھ دیا میں ہونے والا ہے لقمہ لقمہ ہر اس کو کھدے گا ہے۔ اگر ساری مخلوقات میں کس کی کوشش کریں کہ تم کو ایسا لقمہ پہنچا دیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے فضل میں نہیں دیکھا تو وہ بڑا زیادہ کر سکیں گے اور اگر وہ سب مل کر اس کی کوشش کریں کہ تم کو ایسا نقصان پہنچا دیں جو تمہاری قسمت میں نہیں ہے تو یہ بڑا اس پر قدرت نہ پا سکیں گے اگر تم کہہ سکتے ہو کہ انسان کے ساتھ صبر پر عمل کرو تو ایسا ضرور کرو اگر اس پر قدرت نہیں تو صبر کرو، ایک لفظ طبع جی جی پر صبر کرنے میں بڑی خیر ہے کہ صبر کرنا اللہ تعالیٰ کی مدد سے صبر کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے صبر کرنا اللہ تعالیٰ کی مدد سے صبر کرنا ہے۔ (یہ حدیث ترمذی اور مسند احمد میں بھی ملے گا مگر یہ ہے۔)

اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ

کہوں اپنے رب کی ایک بڑے دن کے عذاب سے

یہ آپ پر رکھ کر انہوں کو سنا لیا گیا ہے یعنی بلوغت محال اگر خدا کے معظم اور عزیز ترین بندے سے بھی کسی طرح کا عصیان مرزد ہو تو عذاب الہی کا اندیشہ ہوتا ہے کچھ بھی دوسرے کو سب لائق ہے کہ باوجود حرکت و کلام اور تکذیب و نفی اور غیر و بڑاوں طرح کے جرم میں مبتلا ہونے کے عذاب الہی سے بے فکر اور مامون ہو کر بیخبر ہیں۔ (تفسیر ربانی)

مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْنَا

جس پر سے کسی کو عذاب الہی ان تو اس پر رحم کرو یا اللہ نے

وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْيُمَيْنِ

اور یہی ہے بڑی کامیابی

عذاب سے بچ جانا بڑی بات ہے:

جنت اور رضا الہی کے اعلیٰ مدارج کا حاصل کرنا تو بہت اونچا مقام ہے۔ اگر آدمی سے قیامت کے دن کا عذاب مل جائے تو یہ اسی بہت بڑی کامیابی سمجھ کر قابلِ عرضی اللہ ہو کر کافرانہ داخل۔ (تفسیر ربانی)

عذاب اور ہونے کے لئے جنت میں داخل ہونا لازم ہے۔ (درمیان میں کوئی اور درجہ نہیں کہ عذاب بھی دور کر دیا جائے اور پھر جنت میں بھی والدہ ہوں) اس سے محض اس کے قتل کی قطعی ظاہر اور لی ہے جو عذاب اور جنت کے درمیان تیسرا درجہ کے قائل ہیں۔ (تفسیر ربانی)

وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بَصْفًا فَلَا كَاشِفَ لَهٗ

اور اگر پہنچا دے کہ اللہ کوئی تو کوئی اس کو دور کرتے والے نہیں

اِلَّا هُوَ وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ مَخِيْرًا فَمُؤْتٰ عَلَى

سوا اسکے اور اگر چھ کو پہنچا دے بھلائی تو وہ ہر جہت پر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَ هُوَ الْغَاہِرُ فَوْقَ

قادر ہے اور اسی کا زور ہے اپنے بندوں پر اور

عِبَادَةٍ وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ

وہی ہے بڑی حکمت والا سب کی خبر رکھنے والا

سب سے بڑا ظالم:

یعنی حق و باور خدا پر افتراء کر کے دعویٰ نبوت کر بیٹھنا ہے جس کی سب سے بڑی مصداق کے دلائل واضح موجود ہوں خدا ہی ہم کو آکر رکھ رہا ہے نہ کہ یہ وہ ہے جو کہ ان دلوں سے جو کہ ظالم کوئی نہیں ہو سکتا اور یہ اللہ ہی ہے کہ ظالم کو انجام کار کا میری اور محمدی منصب نہیں ہوتی۔ پس اگر فرضاً یہ وہ خدا اللہ ہی معترفی ہوں تو ہرگز کامیاب نہ ہو سکتا اور تم کذاب ہو سید کہ لوگوں سے ظاہر ہے تمہاری غیریت نہیں۔ لہذا معاملات میں غور کر کے انجام حرج کی فکر کرو۔ اور اس دن سے خود جس کا ذکر آئے آتا ہے۔ اس کو لے کر آیت کے خلاف بھی گئے ہیں اور بعض مشرکین نے "خدا کی شراعت" سے شرکین کا ترک کر دیا جیسا کہ آیت "وَمَا يَكْفُرُ الْكَافِرُونَ إِلَّا بِغَيْرِ عِلْمٍ" میں اشارہ ہے۔ (غیر حادی)

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَبِيحًا ثُمَّ لَقَوْا لِلَّذِينَ
لَمْ يَكُونُوا آلِينَ لَهُمْ أَنِ اعْلَمُوا لَكُمْ مَوَدَّةَ اللَّهِ وَرَحْمَتُهُ
جَبِيحٌ مِّنْ قَبْلِ هَٰذَا وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ
فَتَّبِعُوا آلَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تَكُونُوا آلَ اللَّهِ

جو جو نے پیروی نہیں کی وہ سکتے

یعنی جن کی نسبت تم کو دعویٰ تھا کہ وہ خدا ہی کے بعد خود خدا میں تمہارے شیعہ اور وہ۔ جس طرح انکی غلطی اور مصیبت کے وقت کہیں چلے گئے کہ تمہارے جو بھی کام نہیں آتے۔ (غیر حادی)

میدان قیامت کی دہشت:

ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ تم کو میان مشرکین ایسی طرح جمع کر دیں گے جیسے تیرا کوڑھ میں جمع کر دیا جاتا ہے اور پھر اس بڑا رسالہ اسی طرح نہوے گا آئندہ اور روایت میں ہے کہ قیامت کے روز قیام جہاد سال سب انجویری مکیہ وہیں گے، انہیں جس بات پر حجت تھی نہ کہ انہیں کے (یہ روایت کا حق مندرجہ میں اور بتکلی نے ذکر کیا ہے۔

اس سب سے بڑی امتحان کا وہ جس اولیٰ قیام جہاد روز دنیا گذرے گا کہ امتحان شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ یہ لوگ نہاڑے انہیں گئے کہ کسی طرح امتحان اور حساب جلد ہو جائے، انجام کچھ بھی ہو یہ تو دور اور تہذیب کی تکلیف تو جانتے۔ امدادی یعنی اہم

گو ایسے بڑا ایک جس روز ہر سب کو یکجا کرینگے اس روز سب پر اس وقت ظہار کی ہو جائے گی کہ ان کا دل پہنچے ان کا دل پہنچے ان کے اندر نہیں آ سکتی صحت قریب آ جائے گا پینہ کی کام لگ جائے گی۔ یعنی سب کو ٹوٹ پینہ میں غرق ہو گئے پینہ پر کڑو باجھ زمین میں جس میں جو نہ کا وغیرہ وغیرہ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا اس وقت پر سوال نہ کا کہ تم کو اللہ چاہی بڑا ہر جس تک نہ کر گئے کا جیسے حرج ان کے ساتھ رہ گئے گئے جاتے ہیں (اس حدیث میں امتحان کی طرف اشارہ بھی نہیں آتا۔ یہ حدیث اس حدیث سے ان حدیث کو بھی کہا ہے اور بتکلی نے بھی حضرت ابن عمر کی روایت سے بیان کیا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا قیامت سے دنوں پہلے جس بڑا ہر جس تک نہ کر گئے کا جیسے حرج ان کے ساتھ رہ گئے گئے اور بتکلی نے بھی بیان کیا ہے

لَمْ يَكُنْ لَكُمْ فِتْنَةٌ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَلَوْ
بِحِرْمَةٍ مِّنْ آلِهِمْ لَكُنَّا أَسْلَفَ بَلْ هِيَ
فِتْنَةٌ مَّا كُنَّا فَتْنًا كَيْفَ
يُؤْتَاهُ رَبُّهُ يَكُنْ لَّكُمْ فِتْنَةٌ كَيْفَ

آخر کار لگاؤ کی کرنا چاہے گا:

یعنی جزا کا اور اوصاف کے بعد کرتے جو حق دین پر ہے کی۔ اصل معبود کی اس عقیدت اور محبت میں عقول ہو رہے تھے اس کی حقیقت صرف آثار و جات کی کہ ساری عمر کے عقیدے اور خلق سے بھی انکار کر بیٹھیں گے۔ (غیر حادی)

ظہیر پولیس کی گواہی

مکمل میں جب یہ قسمیں کھا کر اپنے کلمات افکاری ہو جائیں گے تو اس وقت قادر مطلق کے انہیں پر ہر ملکوت لگاؤ نہ گئے، اور ان کے اعصاب و جوارح باجھ ہاں کو حکم دیں گے کہ تم شہادت ادا کیے ہو اب تمہارا کیا کرتے تھے۔ اس وقت ثابت ہوگا کہ ہر سب باجھ ہاں کو حکم کان یہ سب کے سب خدا تعالیٰ کی غیب میں پولیس تھی وہ ظہار و قیام و قیام و قیام ایک کر کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس نے یہی بتایا کہ پہلے پہلے خوب بحث

ایک لطیف معنی

جن نے جائے جنس میں نہ ایک لطیف معنی کی طرف اشارہ کر دیا۔ یہاں جس طرح یہ بے وقوف فریت ہوتے ہیں۔ لیکن اس میں بھی ایک لطیف معنی ہے۔ ان پر مصائب آتے ہیں تو وہ مذہب سے ہٹ کر ہمارے ہمارے ہیں۔ اس وقت ان سے کہ جانا ہے تو ہمارا دشمن اس پر ہوا کہ کہ ہمارے دشمن کو ہمارے گمراہی قیامت کے دن ان کی محبت سے بھی کافر ان سرخ چہرہ ہوں گے۔ یہی کہنا ہوتا ہے ان کی محبت ہی یا اسلاف کی تعلیم سے بھی انھار غرت کریمائے انیسویں

اَنْتُمْ كَيْفَ كُنْتُمْ اَعْلٰى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ

وَالْجَهَنَّمَ تَصَابُحُونَ بَلَّ سَبَّحُوا اور کھوئی انھیں اس سے

مَا كَانُوا يَفْقَهُوْنَ

ہاتھی نہ دانت دیتے تھے

یعنی اس صریح جھوٹ سے شکر گیتی کی انتہائی بدوی اور شرکاء کی کائنات بچاؤ اور سامان کی ظاہر ہوگا۔ کوشش شکر گیتی اس روحانی انجام کو دہائی میں سمجھیں۔ (تحریر دلی)

مسلمان جھوٹ نہیں بولتا

مسلمان کی ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپ کو اپنی چار عزائم میں ایک وقت میں ہو سکا کہ جب تک جھوٹ کو باغیر نہ چھوڑ دے۔ یہاں تک کہ حراج و مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولے۔ نیز سنگی و غیرہ میں سدھتی روئے کہ مسلمان کی طبیعت میں اور نہ ہی فعلیتیں تو جو عقلی ہیں مگر غریب اور جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ جھوٹ انسان کے ذوق کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ (حدیث قرآن میں)

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِرُّ اِلَيْكَ وَجَعَلَ عَلَى

اور بھگت میں جان لگاتے۔ جہاں ہی طرف اشارہ کرتے ہیں

فَتُولِيْهِمْ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْ اٰذَانِهِمْ

دھول پر زلزلے سے چپا ہوا ہے کہ انھوں نے جس کو دیکھا ہے ان سے

وَقُرْاْ وَلٰكِنْ يَّرْوٰكُلْ اَيُّكُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ اِيَّاهَا

کافروں میں یہ جھوٹا کہہ کر کہیں جھوٹا نہ پڑے۔ لیکن ان کے

پہلے سے اور جھوٹی باتیں کہیں کہیں جب وہ ان کے ہاتھ پوں ان کے خلاف کہتے ہیں تو کسی وقت کوئی نکتہ بات کہیں نہ دے سکیں۔ ان دنوں آج اس میں یہ بات خصوصیت کے ساتھ یاد رکھنی ہے کہ اللہ جل شانہ نے مشرکین کو کفر کے مولانا کے میدان میں جو یہ اختیار دیا کہ وہ ان کے ہاتھ پوں کہیں یہاں تک کہ جھوٹی قسمیں نہ کر سکیں۔

جھوٹ بولنے کی بڑی عادت

اس میں شاید اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جھوٹ بولنے کی عادت ان کی طبیعت سے ہے جو جھوٹی نہیں، یہاں تک کہ یہ لوگ جو تباہی و تباہی کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا لیا کرتے تھے یہاں بھی باز نہ آئے۔ اور یہی عقل خدا کے سامنے ان کی رسوائی دلی ہے۔ اس لئے قرآن مجید میں جھوٹ بولنے پر شدید وعید و مذمت فرمائی ہے کہ قرآن میں جھوٹا کاذب پر لعنت کے الفاظ آتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹ۔ جہاد۔ یہ کہ جھوٹ کفر و ناسمجی ہے اور جھوٹ اور کفر دونوں جہنم میں جائیں گے۔ (ذاتی عربی کی کتاب)

دو طرف میں بولنے والے غلط

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث آیا گیا کہ ہر ایک گناہ جس سے قرآن میں مذکور نہیں جائے۔ آپ ہی مذہب علم کے لئے گناہ کی گنت ہے۔ (حدیث) جھوٹ بولنے والوں کو خطاب:

شب صراخ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کچھ کہہ ان کی دوا یا تمکین چیرائی جاتی ہیں وہ جہاد سے نہ چلتے ہیں۔ پھر یہ دلی جانتی ہیں وہی طرف یہ ملک کے ساتھ قیامت تک جہاد کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جملہ انہیں سے روایت کیا کہ یہ کون ہے؟ تو انھیں نے فرمایا کہ یہ جھوٹ بولنے والا ہے۔ (حدیث عربی)

کافروں کا حیلہ اور ناکامی

حضرت ابن عباس نے فرمایا قیامت کے دن جب کافر انھیں سے کہہ ان مسلمانوں کے لئے جو موقف قرار ہے جو ہر شرک کو مٹا دے۔ وہ شرک ہونے سے کفار کو پٹھانوں کے ہاتھ لے کر شرک نہیں تھے اس وقت ان کے سر پر جہاد کے کافروں کے ہاتھ پاؤں ان کے اعمال کی شہادت دیں گے۔ ان کی حالت میں ان کو قتل و شہادت کا شہادہ ہوگا کہ وہ جو جہاد کے خاک کے لئے قاتل بن جاتے اس وقت وہ جہاد سے کوئی بات نہیں سمجھیں گے

اور ان کا اپنا کفر عذاب میں گرا آیا:

یعنی آپ بھی دنیا میں داخل جانے کی خواہش میں آئے اور ایمانی رحمت و شفقت سے نہیں جب عذاب کا دم کاٹ گئی گا وہ منکر مانتے کیا ہے ہوجا
دوسرے اول ان کے پردہ میں چھپ کر رہتے تھے، عذاب الہی کو انھوں
سے انکار کیا، قرآن افعال شیعہ کا جو چھپ چھپ کر کہہ جاتے تھے وہ ناقص
ہو گیا، انھیں ابھی جو اللہ ہوتا تھا انھیں کہہ چکے تھے اس بھوت کی بھی
تعلیق کھل گئی، فرستہ ہدی سے جو اثرات تھے اور غیر مرئی خود پرانہ رہی اندر
ان کا انھوں کے دلوں میں پرورش پا رہے تھے وہ وہ انک مذہب کی
سمت میں مغل ہو رہے تھے۔ کچھ تو کھل جان چکے تھے (۱) بارہ
دن میں دلوں کے جانے کی نہایت کرنے لگے۔ (تعبیر طریقی)

وَلَوْ رَدُّوْا عَلٰٓى اٰلِہٖمْ لَظَلَمُوْا

اور اگر لوگوں کو لوٹا جائے تو ان کے لیے ظلم ہوگا۔ (تعبیر طریقی)

لَکٰذِبُوْنَ

اور وہ بڑے جھوٹے ہیں

یہ وہ بارہ دنیا میں جا کر بھی کفر میں گریں گے:

یعنی آپ بھی بھوت بنے ہیں کہ ہم دنیا میں داخل ہو کر کے ایماندار
بن جائیں گے اور ہرگز اوقات اللہ کی عطا ہونے نہ کریں گے یہ اعتقاد رکھ لیا
میں داخل کر دینے کا یہی تو بہی اور شرارت کی جو تھیں اس میں بھی ہیں
بجراحت کو کام میں لیں اسے اور میں معیت سے تہجد کر دلوں جانے کی
تہجد کر رہے ہیں اسے خواب و خیال کی طرح لڑاؤ میں کر دینے جیسا کہ ہوا
الفاظ و لہجہ کی مصائب و مہلک میں گھسی کر دینی اذیت و آہستہ کر لیا
تہجد۔ جہاں چھوڑ دو گھڑوں سے بھی لڑیں گے کہ اس وقت کیا عہدہ
چلان سکے تھے۔ کَلَّا لَیْسَ لَکُم مِّنْہُمْ شٰیْءٌ ۚ اَنْتُمْ اَعْمٰیۃٌ (تعبیر طریقی)

کافروں کو دوزخ میں بھیجنے کے تین عذر:

غیر فی نے الاملاط میں لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے جان کیا کہ
نے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمے تھے کہ کافروں کو دوزخ میں بھیجنے
کے تین عذر تھے کہ وہ اپنے دین کے سامنے بیان فرمے گا۔ اسٹا
فرمے گا کہ ہم میں کافروں کو رحمت سے اور کچھ کافروں اور اس کا وعدہ
کر دیا کہ میں اور رحمت ہوئے اور وعدہ خودی کرنا۔ جو کچھ غرض ہے

اسلام کی رحمت الی اللہ علیہ نے کہا کہ قرآن کے رد کرنے والے تھے
انہیں نہ دوزخ میں (مسلمان ہو کر اتحادی آئیں گے) انھیں عذر نہ دیا۔ پھر
بھی جب کھنڈہ قدموں دشمنوں کو تھما دی طرف سے دین کر رہوں گا۔

ایوطالب کے اشعار:

ایوطالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی رحمت کے سامنے
میں سے شکر کیا۔

ترجمہ: "میرے قریبی قریبی ہونے تک یہ لوگ اپنے مصلحتوں سے
مناہدہ ہو کر آپ تک نہیں پہنچ سکتے۔" پہلی اطلاع کا ذکر کریں آپ
سے گئے کوئی رحمت گئی ہو سکتی اور اپنے کام سے آپ خوش اور تک جہم
میں آپ نے مجھے رحمت دی، چنانچہ میں جانوں کہ آپ میرے لیے
نہیں آئے اور میں میں اور میں میں نہیں کر رہے ہیں جو سب قریبی کے
عذاب سے اچھا ہے کچھ رحمت کا وعدہ ہے اور انھوں کے کلامات
کر کے اور بار بار کہنے کا وعدہ ہے تو آپ مجھے علی الامان قبول
کیا کرتے والے تھے۔ (تعبیر طریقی)

وَلَوْ تَرَوٰی اِذْ وَقَفُوْا عَلٰی النَّارِ فَمَا لَؤٰی لَیْسَ لَکُم مِّنْہُمْ شٰیْءٌ ۚ اَنْتُمْ اَعْمٰیۃٌ

اور اگر تو دیکھ لے کہ وہ لوگ جہنم کے دروازے پر پہنچ گئے

نُورٌ ۚ وَلَا تَکْذِبْ رِیَاسَ رَبِّنَا ۚ وَلَکُم مِّنْ

اسکات میں کچھ نہ ہوگا اور ہم میں سے کچھ نہیں ہے۔ (تعبیر طریقی)

الْمُؤْمِنِیْنَ

جاندار ایمانداروں میں

دوزخ آگیتے ہی کافروں کی فوفاں ختم ہو جائیں گی:

یعنی یہ کہ اللہ کی عطا کردہ رحمت و شفاء و شفاء و شفاء اس وقت
تک ہے جب تک خدا کی رضا کا ہوا کہ دوزخ پر مائل رہے۔ جس
وقت دوزخ کی فوفاں ختم ہو جائے گی کہ اس کے کافروں کی فوفاں ختم ہو جائے
گی۔ اور انہما حق یہ دوزخ میں نہیں گئے کہ ہم خود کیا ہیں وہ دوزخ میں
جائے تاکہ انھوں کی اپنے رب کی رحمت کو نہ چھوڑیں اور کچھ ایماندار
بن کر رہیں۔ اَلَا اِنَّ قَدَرْتُمْ وَاَنْتُمْ اَعْمٰیۃٌ (تعبیر طریقی)

بَلْ بَدَا لَہُمْ نَارُکُمْ اَنْتُمْ اَعْمٰیۃٌ

کوئی نہیں بلکہ کچھ ہو گیا جو چھوڑے تھے پہلے

قُلْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ لَقَدْ بَدَّلَ اللَّهُ مَوْلَىٰ خَيْرًا لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ

پھر کہہ دو کہ اگر تم جانتے ہو تو اللہ نے تم کو بہتر سے بدلا دیا ہے اگر تم جانتے ہو

جَاءَهُمْ فَتَقَالُوا بَعْثًا مِّنَ الْوَالِدِ وَالْوَالِدَاتِ وَآلِهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْسِدُونَ

جب پہنچے گا ان کو تو موت کا گھٹا نہیں آئے گا۔ پس ان کی ہمدردی

مَا فَرَّطْنَا فِيهَا وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ

ہم نے اس میں کچھ اور ڈھنگ نہیں کیا ہے نہ وہ اپنی ہمدردی پر

عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ ذُلًّا مِّنْ أَمَّا نَسْرُؤُنَّ

نیز اور وہ اٹھائے گا نہ وہ اپنے ہاتھوں کو دھکیلیں گے

سب سے بڑی برکتی:

انسان کی بہانہ ڈھنگ اور بدعتیہ ہے کہ "خدا تعالیٰ نے"

اور اللہ کی ہے اس لئے کہ "خدا تعالیٰ نے" اور اللہ کی ہے اس لئے کہ "خدا تعالیٰ نے"

یافیت سر پر تھری ہو جب ہے فائدہ کف اللہ تعالیٰ نے دیا ہے کہ اپنے

میں نے پنی اندلی زندگی میں وادہ قیامت سے لے کر ہی کرتے ہیں

کسی کا دل میں کوئی کی اس وقت اس انسانوں دست سے بھول

ہوگا۔ جو لوگوں و شرارتوں کے بارگراں اور جس سے اس کی پشت خیر

ہوئی۔ یہ وقت کا افسوس اور ان کی ہمت اور اللہ تعالیٰ نے

قبر میں اُسے عمل بری شکل میں آئیں گے:

روایت ہے کہ جب کوئی گناہ کو قبر میں داخل کرتا ہے تو اس سے پاس

ایک نہایت پر عمل صورت پر منٹا آتی ہے۔ کلام رنگ، پر ہزار، چلنے پانے،

اس سے ساتھ قبر میں سکوت پر ہو جاتا ہے۔ وہ اس کو پھر نہ جانتا ہے نہ پانی

نہا ہے نہ اچھو تو وہ کبے کا کبیرہ سے منوں قیامت کا میں ان میں ایسے ہی تھے

عمر کا اعلیٰ اور پستی پر ہوا تھے۔ یہ تمام کام دیکھنے کا وقت وہ ان کا

کبہ کا میں جس اعلیٰ ہیں۔ مجرور قیامت تک اس سے نہ تو قبر میں رہنے کا

وقت میں اس سے کہے گا کہ ذات انہما کی تھی میں تھا وہ میں پانی

اتھائے ہوئے تھا ان کے دروازے کھینچا اٹھنے گا، چنا تھا اس کے اہل کا اس

ان کی چنے ہوئے لوگوں کی اور ان کی طرف سے جانے گا۔ یہ اس کا

معتزلہ کی محرومی:

معتزلہ کی محرومی کے بعد اور مغفرت و شفاعت کے منکر ہیں اس لئے

اگر یہ بات نہ ہو تو آقا تیری تمام اولاد پر میں دست کر دیتا ہوں اور دوزخ

میں نہ بھجنا مگر میری یہ بات چری ہو کر ہے کی کہ اگر میرے پیغمبروں کی

کتاب کی کوئی اور میری تاثرات کی کوئی تو جہنم کو جنت اور جہنم کو جنت

سب سے مجروروں گا۔ اسے آدم جس میں کسی کو دوزخ میں داخل نہیں کرنا

گناہ کی کوئی کتاب اور اس کے ان لوگوں کے جن کے متعلق مجھے اپنے علم

سے معلوم ہے کہ اگر ان کو نہ دیکھیں اور اگر دیکھیں تو کیا تب بھی یہ اسی شرکی

طرف رجوع کر چکے ہوں گے کے بعد ہے شر۔ یہ نہیں انہیں کے اسے آدم

میں آپ اپنے اور تیری اولاد کے درمیان تھے ہی فیصلہ کن (شیخ) مانتا

ہوں اعمال کیا دوزخ میں کے وقت میزان کے پاس جا کر تو خود نما ہو جا

میں کہ تیرا کھڑا کر کے جڑ سے سے زور دے گا بھی بھٹکا اور اس سے لئے

جنت ہے (میں نے یہ باتیں تھے ان لئے کیا ہیں) کہ کہ تھے معلوم نہ

جائے کہ میں صرف عالم دوزخ میں داخل کروں گا۔ نصیر علی

وَقَالُوا إِن هِيَ إِلَّا أَلْهِيَانَا الذَّنْبُ وَمَا تَعْنُ

اور کہتے ہیں ہمارے لئے نہ کی نہیں مگر مجھ پر کیا جہنم کو

يَسْتَعْتِبُونَ

تکلیف زدہ ہوا

میں خوب حیران ہوا۔ وہ دیکھیں میں کو خواہ مخواہ لکھتے تھے سے مصر

مست کرو۔ یہی حال آج کل یورپ کے علماء میں ہوتا ہے۔ نصیر علی

وَلَمَّا تَرَىٰ إِذْ وَقَفُوا عَلَىٰ آلِهِمْ فَقَالِ الْيُسْرَىٰ

اور ان کی توجہ کچھ جس وقت وہ لڑے کے ہونے کے بعد ہے کہ میرے

هَذَا يَأْتِيهِمْ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا قَالَ فَذُوقُوا

لڑے گا کیا یہ تھی کہ میں میں جس سے عذاب کی لڑے گا

لَعَذَابِ رَبِّهَا لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ

وہ مجھ کو اب دے لے گا اس کے

جنتی جب حقیقت آگھوں کے سامنے آئے گا کی اور پست ہمدانیت

و غیر وہ اگر میرے چاہے نہ دے گا تب کیا جانے گا کہ ان حقیقت اور

"لکھنا بعد" چھوڑ دے (نصیر علی)

ابو جہل نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس نے انہوں
نے عمر بھر میں کبھی بھوت نہیں ہوا لیکن بات یہ ہے کہ قبیلہ قریش کی ایک شاخ
جو قصی میں ساری غریبوں اور مکاتیب میں ہو جائیں باقی قریش خالی رہ جائیں
اس کو ہم کیسے براشت کریں؟ چھٹا بنی قحس کے ہاتھ میں ہے حرم میں جان
کو پانی پلانے کی اہم خدمت ان کے ہاتھ میں ہے، بیت اللہ کی وہ بانی اور اس
کی بانی ان کے ہاتھ میں ہے اب اگر بیت بھی ہم انہی کے ہاتھ میں ہے تو
باقی قریش کے پاس کیا رہ جائے گا۔ (سورہ قرآن مکی المہم)

انجام کار غلبہ و فتح آپ کی ہوگی

قوم کی غلبہ اور ان سے اذیت بیخ کنی کے بعد وعدہ کیا گیا کہ
عاقبت تمہاری ہے چنانچہ دنیا میں بھی ان کے لئے خدا کی طرف سے
سرعت آگئی، جیسے کہ آخرت کی سرعت حاصل ہوئی ہو چکی ہے۔ وہی لئے
فرمایا کہ اللہ کی بات نہیں بدلتی اور سرعت کا جو وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور پورا
کیا جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

ایک دوسری روایت مذکور ہے کہ ابوجہل نے
ایک مرتبہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں آپ پر بھوت کا
کوئی گمان نہیں اور نہ ہم آپ کی غلبہ کرتے ہیں، اب انہی اس کتاب
یادین کی غلبہ کرتے ہیں جس کو آپ لائے ہیں۔ (تفسیر مظهری)

جانوروں کو بھی انصاف ملے گا:

ان جریر بن ابی حاتم اور بنی نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے
نقل کیا ہے کہ قیامت کے روز تمام جانور، بہائم اور پرندے بھی دو بارہ
زندہ کئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کا انصاف اس حد تک ہے کہ اگر کسی
جینگ والے جانور نے بے نیگ جانور کو دنیا میں مارا تھا تو آج اس کا
انعام اس سے لیا جائے گا۔ (سورہ قرآن مکی المہم)

وَأِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ فَإِنْ
اور اگر تجھ پر گھراں ہے ان کا منہ پھیرنا تو اگر
اسْتَطَعْتَ أَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ
تجھ سے ہو سکے کہ زمین کے اندر کوئی سرنگ زمین میں
أَوْ سُلُقًا فِي السَّمَاءِ فَتُلْقِيَهُمْ بِآيَةٍ وَلَوْ
یا کوئی نیچر یا آسمان میں پھر اسے ان کے پاس ایک ٹھکانہ اور اگر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو سلی اور آپ کے دشمنوں کو دھمکی
خدا کی ہے حال پر شفقت و بردباری سارے جہان سے زیادہ دینی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ڈالی گئی تھی۔ آپ ان بدکنوتوں کی غلبہ و
اعراض و مستقبل کی تپسی اور شرکانہ و فساد کلمات سے سخت رنج اور صدمہ
محمول فرماتے تھے۔ ان آیات میں آپ کو سلی اور ان و شقیہ کو دھمکی دی گئی
ہے کہ آپ ان کے اعراض و غلبہ سے اس قدر دلگیر اور صدمہ من
ہوں، یہ لوگ جو غلبہ کر رہے ہیں انہیں آپ کو نہیں چھوڑتے
کیونکہ آپ کو تو پہلے سے بالاتر صادق و امین سمجھے جاتے تھے، بلکہ خدا کی
آیات و نشانات کا جو تفسیر علیہ السلام کی تصدیق و تبلیغ کے لئے بھیجی گئی
تھی، جان بوجھ کر ان کو لڑا، لڑا، لڑا کر رہے ہیں تو آپ بھی ان ظالموں کا
معاوضہ خدا کے پروردگار کے سامنے نہ کرنا چاہیے۔ وہ خود ان کے علم اور آپ کے
صبر کا کھل دینے والا ہے۔ انبیاء کے سامعین کے ساتھ بھی جن کے کچھ
حالات آپ کو سامنے آچکے ہیں ان کی قوموں سے غلبہ و اذیت رسائی کا
برتاؤ کیا، جس پر خدا کے معصوم و غیر مجرمات اولوالعزمی سے صبر کرتے
رہے۔ حتیٰ کہ سب وعدہ خدا کی مدد پائی اور بڑے بڑے دست مخبرین کے
مقابلہ میں ان کو نظر و حضور کیا گیا۔ آپ سے جو ضرر و فتنہ کے وعدے کئے
گئے ہیں ایک ایک کے پورے ہو گئے۔ چنانچہ بنی نضیر سے بھی جائیں مگر
خدا کا وعدہ جس کی ملکہ کسی کی طاقت ہے جو خدا کی باتوں کو بدل دالے
یعنی جو اس نے کہا ہے اسے واقع نہ ہونے دے۔ مگر جن کو یاد رکھنا چاہیے
کہ ان کی جنگ حقیقتاً محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے نہیں بلکہ رب محمد
صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جس نے ان کو اپنا پیغمبر و معلم اور مقتدر بنا کر بھیجے
نشانات کے ساتھ بھیجا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلبہ اور خدا کی
نشانات کی غلبہ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ابو جہل کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

سچائی کا دل سے اعتراف تھا

تفسیر مظهری میں روایت مذکور ہے کہ ایک مرتبہ کفار قریش نے
اور ہر انفس بن شریق اور ابو جہل کی ملاقات ہوئی تو انفس نے ابو جہل سے
پوچھا کہ اسے (عرب میں وہ قبیلہ و انفس کے نام سے پکارا جاتا تھا
اسلام میں اس کے گھروں کے سب ابو جہل کا لقب دیا گیا) یہ قبیلہ کا موقع
ہے میرے اور تمہارے کلام کو کوئی تیسرا نہیں سن رہا ہے، مجھے محمد بن عبد اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق یہاں تک سمجھتا ہوں کہ ان کو کچھ سمجھتا ہو یا نہ سمجھتا۔

"معاذ اللہ" یعنی وہ شراب جس کی توحید سے پہلے سے غائب ہو گیا۔
 اور "الجمرة" سے مراد وہ شراب ہو گا جس کے لئے سے کل طوائف طاری
 ہوئے ہوں گے۔ (حدیث)

وَأَوْفِرْ لَهُمْ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ الْقُوَّةَ الظَّالِمُونَ
 یہ ظالم جو کہ کوئی جاک سمجھا عالم لوگوں کے ہوا۔

یعنی پیش ازمنہ نہی جائے تیرہ اس دوسرے خطاب پہنچ جائے جس
 کا خطاب صرف ظالموں کو ہوا داشت کرتا ہے۔ اگر پہلے ہی ظالموں کو ان
 سے بڑا کر دیا گیا تو اس خطاب سے کیا ہے گا۔ (حدیث)

وَمَا تُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ
 اور ہم رسول نہیں بھیجتے مگر خوشی
 وَمُنْذِرِينَ فَمَنْ آمَنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ
 اور ان کے لئے کہ ہم جو کوئی ایمان لائے، مسطور کہ جو توبہ کرے
 عَلَيْهِ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ وَالَّذِينَ كَذَبُوا
 جن پر ایمان نہ ہو وہ نہیں ہوں اور انہوں نے تمہارا
 بِأَيْمَانِهِمْ هُمُ الْعَذَابِ يَأْتِيهِمْ كَأَنُورٍ يَغْشَى
 اسی آگ کی آواز کہ پہنچے گا اب اس کے لئے کہ وہ دوزخی کرتے تھے

خبر پہنچانے کا مقصد تمہاری فرمائش پوری کرنا نہیں ہے۔
 یعنی تم جو خطاب اس سے کرنا چاہتے ہو کہ جو کہ یہود و نصاریٰ اور
 کفار و منافقین کو کہہ دو علیہم علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ تو نے اور ان کی تصدیق
 کے لئے خود سامنے معیار بنائے ہو خوب تم کو کہہ دیجئے اب اس لئے نہیں
 بھیجے گئے کہ تمہاری نبی وہی باتیں فرمائیں جو تم کہتے رہا کریں۔ ان کی
 بدعت کی طرف "مفسر واکثر اور" تنبیہ وارشاد ہے و دعائی غرض
 سے اس لئے بھیجے جاتے ہیں کہ اگر ایمان نہ آئے تو ان کی باتوں سے انکار اور
 فراموشی کو ان کے اہتمام پر متوجہ کر دیں گے کہ بعض کی کمانی اس سے
 مراد ہے کہ اس نے دنیا میں جہاد میں اپنی باتوں پر یقین کیا اور اس کا عقائد و عقائد اپنی
 حالت درست کر لی۔ مثلاً ان کو اور بھیجیں اس کو نصیب ہوا۔ اور جس نے خدا
 کی آیات کو دیکھا کہ حیات الہی سے جو کہ ان کی دوزخ لائی اور ان کی بدعت کی
 وجہ سے سخت تاجی اور خطاب تعلیم کے لئے کیا گیا علیہم علیہ۔ (حدیث)

قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ
 تو کہہ نہیں سکتا کہ مجھے ہے کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے
 وَلَا أَقُولُ الْغَيْبُ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ فِي مَالِكٍ
 اور میں جانوں غیب کی بات اور نہ میں کہوں تم سے کہ میں آیتوں میں

منصب رسالت کی حقیقت:

اس آیت میں منصب رسالت کی حقیقت پر روشنی ادا کی ہے جس کی کوئی
 شخص جرمی نہیں ہے۔ اس کو کوئی نہیں ہوتا کہ تمام قدرت الہیہ سے
 نرساں اس کے قبضہ میں کیا کہ جب اس سے کسی امر کی فرمائش کی جائے
 وہ اس کو بخلا سے یا تمام خواہاتہ غیبی اشارہ پر بخلا و ان کو تعلیل و تفسیر
 رسالت سے بخلائے۔ اس کو مطلق کر دیا ہے۔ جو کہ کوئی پوچھو اور فوراً بخلا
 دیا کہ اسے بوجہ فقر کے بلا دیا کوئی اور شخص ہے۔ دلوامہ خود اس پر ہے۔
 ایسا ہر آیت ہر آیت کا ثبوت نہیں کرے۔ اب ان باتوں میں سے اور کسی
 چیز کا دعویٰ نہیں تو فرمائی جھوٹ اس سے طلب کرنا یا ان کو تفسیر و دعا اس
 قسم کا سوال کرنا کہ "تو قسم کہ" نے "کی" یا کہ نہ کہ "پہرہ" سے ہیں نہ
 کہہ سکتے اور ان میں میں غریب و فاقہ کے لئے جاتے ہیں اور ان
 کی دوزخ کا وعدہ ہے۔ دیکھئے یہ علم انہیں تک پہنچا سکتا ہے۔ (حدیث)

عالم الغیب فقط اللہ تعالیٰ ہے:

تمام امر مسلط و مطلق کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ تمام کائنات کا علم ہی اس پر
 حق تعالیٰ شانہ کی اخص صفت ہے۔ جس طرح اس کے کوئی حق و ذاتی نظام
 مطلق ہونے میں کوئی غرض نہ ہو۔ رسول اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ ای صورت
 اس کے علم میں ہی کوئی اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے نہ تعالیٰ کے
 سوا کی غرض نہ ہو کہ اس کو غیب کی لاکھوں چیزیں معلوم ہونے کے لئے وہ تمام
 انبیاء میں کمال ہو سکتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ کائنات میں رسول اللہ علیہ السلام
 کو جسی اللہ تعالیٰ علم کے تمام اس سے ہر وہی دہا جائی ہے۔
 - بعد از خدا بزرگ توفیق تھے محمد
 کلمات علمی میں بھی یہی ہے کہ خود تعالیٰ کے بعد ہر امر و شے اور
 انبیاء اس سے آپ کا علم ہو جائے۔ مگر خدا تعالیٰ کے برابر نہیں ہو سکتا۔
 کو کوئی کہہ نہیں سکتا کہ کائنات ہے۔ (حدیث)

إِنِ اتَّبَعُوا لَأَكْمَلُ الْوَحْيِ إِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي
 میں تو ای ہے جو جو میرے پاس آئے گا وہ تم سے

کوڑہ کرنے سے ہر گناہ معاف ہو سکتا ہے، خود غفلت و کوتاہی کی وجہ سے سرزد ہو، اور ایمانی بھائی شہادت میں اور تائب ہو کر توبہ کرے۔

رحمت و مغفرت کیلئے خوش طبعی:

ہر جگہ یہ بات خاص طور پر قابلِ نظر ہے کہ کس امت میں گناہگاروں سے مغفرت اور رحمت کا جو وعدہ فرمایا گیا ہے وہی جزاوں کے ساتھ مشروط ہے، ایک توبہ دوسرے اسلام مل، توبہ کے سنی ہیں گناہ پر عفو ملے، حدیث میں ارشاد ہے: "انما التوبۃ بامرہم" یعنی توبہ اسے بہت نعمت کا ہے۔

اوسے اس نعمت کے احاطہ میں اس اسلام میں بھی داخل ہے کہ اگر کوئی گناہ کے پاس نہ جائے اور حرام اور حلال پر اجماع کر لے اور یہ بھی شافی ہے کہ سچا گناہ سے جو حق کسی کے ضائع ہو، یہ حق تاحق حقیر اور گناہ کرے، خواہ وہ ملوث اللہ سے یا حقوقِ امجدہ و حقوقِ اللہ کی مثل غلامانہ اور ذوق کو کھوجے وغیرہ ان میں بھی کوئی گناہ ہے، اور حقوقِ امجدہ کی مثال کسی کے ان پر، جائزیت و تصرف کر کے کسی کی آزادی پر موقوف نہ ہو، گناہ کی طرف سے کسی اور کو یہ حق دینا، اس کی طرف سے کسی اور کی طرف سے ہے۔

اسی طرح حقوقِ العباد میں اگر کسی کا مال ناجائز طور پر ملے تو اس کو واپس کرے، اس سے معاف کرے اور کسی کو ہاتھ باز دین سے انکار نہ پہنچائی ہے تو اس سے معاف کرے، اور اگر اس سے معاف کر دیا، اعتبار سمیت ہو، ہوتا اور جاسے یا کسی جگہ چلا جائے، اس کا اس کو پتہ معلوم نہیں، تو اس کی توبہ یہ ہے کہ اس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا سے مغفرت کرے، رہے گا التزام کرے، اس سے امید ہے کہ صاحبِ حق راضی ہو جائے گا، اور یہ شخص سبکدوش ہو جائے گا، امداد یعنی معاف۔

اللہ کے گناہ کو ان کے لئے جوئے بند ہے:

یہ بات تہذیب و ادب سے کہ حضرت محمدی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر اپنی اللہ پر قائم کی تو اس پر جو اس کی کتاب لو، انصاف ہے اس میں جو فرمایا وہ نہ سمجھ کر، رحمت میرے غضب پر تہذیب ہے، چنانچہ حضرت محمدی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مخلوق کے دوسرے میں غلامانہ عقلم، اللہ تعالیٰ نے جو کو تو تحتِ عنایت سے کتاب نکال، جو میں جس شخص کو ہوا کہ اس کا رحم دل نہیں ہوں، پھر چلی آئی، وہ بھی جو مخلوق کو ہونے سے نکالے گا جنہوں نے بہت خیر کے کام کرے، وہ اس کی انگوٹھ سے اور سمان سے جو لکھا، اگر حق اللہ تعالیٰ بھی یہ اللہ کے گناہ کر رہے ہیں۔

بندوں پر اللہ کا حق:

معاذ اللہ بنی بنی سے مراد ہے کہ کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ کا کیا

سَبِيلُ الْخَيْرِ مَيِّنٌ فَأُ

آپ کو اللہ کی رحمت سے چاہئے طریقہ خیر کا

مؤمنوں کیلئے خوش طبعی:

پہلے فرمایا کہ کفر و کفر و کفر و کفر کے لئے آئے ہیں، چنانچہ اس دور کے مشرور میں اللہ تعالیٰ نے شانِ ایزد کے استعمال تھا۔ اب مؤمنوں کے حق میں شانِ حقیر کا اہتمام ہے یعنی مؤمنین کو کمال سلامتی اور رحمت و مغفرت کی بدست، بنا دیجئے، کہ ان غریبوں کا دل بڑھے اور دولت مند غریبوں کے علم و تحقیق اور حقیر آجیز ہونے سے غلٹ خاطر نہ رہیں۔ یہی ہے ہم انعام و آیتِ تمجیل سے جان کر رہے ہیں نیز اس لئے کہ مؤمنین کے مقابلہ میں غیر میں کا طریقہ بھی واضح ہو جائے۔ (صحیح) یہ فرمایا کہ "بذلک لی کرہم" میں سے کوئی کافر نہ ہو جائے۔ اس سے شاید یہ فرض ہو کہ مؤمن جو کوئی یہ نصرت کر رہے خواہ وہ ہندو یا جاپانی ہو جو کافر کوئی کافر نہ ہو، اس کے ساتھ ان کے انعام بہت سے ایک ساتھ ہوا، واقف اور بخیر ہی ہو کر رہے، اگر کوئی کے ہاتھ نہ لگے، کاپوری طرح انعام اور انصاف جو کہ ان شخص سے جو اس انعام کی برکت کرے گا، دیکھ لیں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت غالب ہے:

مجھ بھاری، قسم، مسند و مسند میں ہوا، ایت اور ہر مذکور ہے کہ کسی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوقات کو پیدا فرمایا، ہر ایک کی قدر کا فیصلہ فرمایا، تو ایک کتاب میں جو حق پر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے یہ تھا کہ ان (حقیقی غفلت غصہ) یعنی میری رحمت میرے لہر پر غالب ہے۔

"اور حضرت سلمان فرماتے ہیں کہ میرے قورائے میں یہ تھا کہ میرے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین اور ان کی ساری مخلوقات کو پیدا فرمایا، تو میرے لئے جو میرے لئے اس میں سے ایک حصہ دیا، مخلوقات کو تقسیم کر دیا، اور ان میں سے دوسری مخلوقات میں جہاں بھی کوئی اثر رحمت کا پایا، وہ میری قسم، شہد کا قلم ہے، اس باب اور اور میں، اچھا! انہوں میں جو میری رحمت میں، عام بخیر و مدد میں، پندھوں اور رحمت دوسروں میں جو، ابھی بخیر و مدد اور رحمت کے تقاضے سے مشاہدہ کرے جانتے ہیں، اور سب ہی ایک حصہ رحمت کے لئے دیا، یہی مانی ناخوشی سے رحمت کے ساتھ تعالیٰ نے خود اپنے لئے رکھے ہیں۔

قرآن کریم اور احادیث بخیر کی پیشانیوں میں اس پر دلالت کرتی ہیں

صَلَّاتُ إِذَا مَا أَتَا مِنَ الْبَهْتَيْنِ ۝

نہ نہ جس پر ایک چاؤں کا اور نہ ہوں گا دایستہ پائے والوں میں

تغیر بھی پاؤں کی بیرونی نہیں کر سکتا:

مشرقت آتے ہی وہ چیزیں بیان ہوئیں جو لوگوں سے کہنے کے لائق ہیں۔ اس روئے میں ان امور کا تذکرہ ہے جو بھروسہ اور خدا میں سے کسی میں قائل نہ ہو۔ یعنی آپ فرمادیتے کہ میرا میری قدرت میری عقل میرا اور شہر و دیار الہی جو مجھ پر اتارتی ہے نہ سب مجھ کو ملے۔ دیکھتے ہیں کہ شب و صبح کمال کے جاوے اور وہی قدم بظاہر نہ فرما دیتے ہی پہلے اور قدریں کر دیتے ہیں تہا کی خوشی اور خواہش کی بیرونی نہیں کر سکتا۔ بلکہ یہ حال اگر بغیر کسی معاملہ میں وہی بات کو چھوڑ کر عوام کی خواہشات کا اتباع کرنے لگیں تو نہ ان سے نہیں ہڈی بنا کر بچا تھا سادہ دہی خود ایک کے بغیر ہدایت کا بیج دیا بھی نہیں رہ سکتا ہے۔ (تفسیر حقانی)

ثَلَاثِي عَلَى بَيْنَةٍ مِنْ رَبِّي وَكَذَّابَتِي ۝

تو کہہ دے کہ مجھ کو خیانت ہے تجلی میرے رب کی اور تم نے نہ کو بھلا دیا

یعنی میرے پاس خدا کی صفات و صریح شہادت اور واضح دلائل بھی تھیں۔ جن کے بغیر سے میرا انکار نہیں کر سکتا۔ تم ان کو بھلا دیتے ہو تو ان کا انہم سوچ لو۔ (تفسیر حقانی)

بَاعِدْنِي مَا تَتَّعِلُونَ بِهِ ۝

میرے پاس تنگ جس چیز کی تم ہلکی کر رہے ہو

یعنی مذہب الہی - چاندی خدا کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا عہدہ تھوڑا بہت فتنہ خلیفہ کا جتنا کہ ان کے لئے آتش کا عہدہ بہ تھوڑا (اگر یہ حق ہے جس کی ہر جگہ مذہب کہہ رہے ہیں تو آپ آسمان سے ہم پر وحیوں کی بارش کرو دیتے یا ہم پر اور کوئی مذہب بھیج دیتے یا جو تھوڑی دلی)

إِنَّ الْحَكْمَ الْأَكْبَرُ يَقْضِي الْحَقَّ وَهُوَ

حکم کی انہی کا اللہ کے بیان کرنا ہے کہ حق اور سب سے بڑا دلیل

حَقُّ الْفَاضِلِينَ ۝ قُلْ لَوْ أَنَّ عِنْدِي

کوئی نفع ہے تو کہہ اگر کوئی میرے پاس ہو جس کی تم ہلکی کر

مَا تَتَّعِلُونَ بِهِ لَقَدْ يُفِي الْأَرْبَابِي وَيَبْنِيكُمْ

میرے پاس ہے جو چاہتا ہے تم کو اور وہی میرے سارے دین پر تھک دے

مخبروں کا فیصلہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے مطابق فرماتا ہے:

یعنی جس پر چاہے چاہے اور اس قسم کا چاہے مذہب بھیجے یا نہ بھیجے۔ یہی وہی تو ہے جسے حضرت فرمادے ہیں سب اللہ کے فضل میں ہے۔ کسی کا حکم اور اور اس سے سوا نہیں چلا۔ وہ دلائل اور دین کے ساتھ حق کو جان کر دیتا ہے۔ پھر جو ان میں سے تعلق بہترین فیصلہ کرنے والا بھی وہی ہے۔ اگر ان کا فیصلہ کر دے اور ان کا میرے فضل و اقتدار میں ہوتا اور چاہے ان کا مذہب میں ہلکی چاہے (بالے) مجھ سے مذہب کا مطالبہ کرنے تو اب تک بھی کا بھگڑاؤ نہ ہو چکا ہے۔ چہ تھوڑی ہی غلطی و غلط حکمت ہالہ اور قدرت کا کہہ کا تو ہے کہ بے شمار صنائع و حکمت کی رعایت کرتے ہوئے ہر جہت پر اس طرح جانتے اور قدرت دیکھنے کے خاصوں پر فرما مذہب ہالہ نہیں کرنا۔ یہ کہہ دیتا ہے اس سے علم ہیہ اور قدرت کا کہہ کا ذکر ہے کہ وہ بت ہو کہ آخر مذہب جنسی یا خارجی یا نہیں۔ (تفسیر حقانی)

خُشَعُورُ صَلَّيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي زَنْدُ كِي كَا خَتِ دَانِ ۝

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ سے کہا کہ رسول اللہ! کیا تو ام احمد سے کسی کوئی مذہب دینا آپ پر گراؤ تو آپ نے فرمایا کہ عائشہ! تمہاری اس قوم سے سخت ترین تکلیف جو مجھے پہنچی وہ تو ام عقبہ سے پہنچی ہے کہ میں نے اس عیب پر بل پر پڑنے کوئی کیا تو میری امت اس نے حضور نہیں کی۔ میں نہایت دشمن ہو کر چلا کرتا ہوں۔ مگر میں نے اس صاحب میں اگر میرے کوئی عیب نہ ہو اور میں نے فرمایا تو دیکھا کہ ایک بار میرے سارے بھائی اور اس میں جس جہل کو کھائی اس سے ہے جس کو مجھے کہہ ہے کہ وہ مجھ کا تمہارا آدمی ہے جو تم سے کہہ رہا تھا کہ میں نے اس عیب کو انہیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف بھیجا ہے کہ تم پر چڑھاؤ اور کہہ دو۔ ملک الہی کے نام دار دی اور اسلام عرض کیا اور کہا کہ اللہ نے مجھے تمہاری طرف ہی لئے بھیجا ہے کہ اگر تم حکم دو یہ رسول پر تمہاری قوم پر مراؤں تو میں اللہ سے فرماؤں کہ میں امید رکھتا ہوں کہ خدا انہیں کا فران کی پس۔ اس لیے لوگ بھی آپ کو دے جو مہاسن بھی ہو کہ اللہ کا شریک نہ ہو۔ (تفسیر حقانی)

وَلِلّٰهِ أَعْلَمُ بِالظَّالِمِينَ ۝ وَعِنْدَهُ مَقَالُكُمُ

اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو اور ان کے پاس ان کی جگہ

اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفہ سے میں یکساں ہے:

قرآن و احادیث کے مذہب میں اسلام کا طغرائے افتخار اور اس کا درجہ اعظم حقیر و ذلیل سے ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ایک اور انکسار جانتے کام کو خیر نہیں بلکہ اس کو تمام صفاتِ تعالیٰ میں یکساں ہے مگر ماننے اور اس سے سوا کسی حق تعالیٰ کو ان صفاتِ تعالیٰ میں اس کا حکیم حکم نہیں دیکھنے کو حید کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفاتِ کمال: حیات، اعم، قدرت، مہم، بصر، درود، شہیت، عقل، اور قی وغیرہ وہ سب صفات میں ایسا کمال ہے کہ اس کے سوا کوئی مخلوق کسی صفت میں اس کے برابر نہیں ہو سکتی مگر ان صفات میں بھی وہ مشترک سب سے زیادہ ممتاز ہیں ایک علم اس سے قدرت اس میں علم بھی تمام موجود و غیر موجود، ظاہر اور باطنی، جز سے اور بصر سے ہر درود و ہر عبادت اور صیحت ہے اور اس کی قدرت بھی اس میں سب پر پوری ہر کچھ ہے۔ مذکورہ باتوں میں انکی دو مشقوں کا بیان ہے اور یہ وہ مشترکات ہیں کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ کی ان دو مشقوں پر عمل نہیں کرے اور اس کے اعمال کی کیفیت پیدا کرے تو اس سے کوئی جرم و گناہ سرزد ہو ہی نہیں سکتا ظاہر ہے کہ اگر انسان کو اپنے ہر قول و فعل اور نیت و ہر ناست میں ہر قدم پر یہ سمجھ کر رہے کہ ایک عظیم و جبار قادر مطلق مجھے ہے وقت و کچھ رہا ہے اور میرے ظاہر و باطن اور دل سے اور وہ خیال تک سے واقف ہے تو یہ سمجھتا رہی اس کا تو اس قدر مطلق کی فراہمی کی طرف نہ دیکھتے ہوئے اس لئے یہ یوں اتنی انسان کو انسان کامل بنانے اور اس سے اعمال و اخلاق کا درست کرنے اور درست رکھنے میں بخیر و کامیابی۔

نجوہوں کی چشمن گوئیوں کی حقیقت۔

عمر بخیر و جلال، یا عقل کی بھریوں وغیرہ سے جو اتنے واقعات علم حاصل کیے جاتا ہے، یا تکلف و اہم سے تو یہ کسی شخص کو واقعات و عقود علم ہو جاتا ہے، یا سون سون کا اس کی قوت، نگاہ کو، نگاہ کو سوس سے کے ماہرین ہونے والے یا وہاں کے مطلق چشمن گوئیوں کرتے ہیں، اور ان میں بہت سی باتیں سمجھی ہو جاتی ہیں، یہ سب جہاں کو اس کی فکر میں علم غیب ہوتی ہیں، میں نے آج مذکورہ شہادت ہونے ملتے ہیں کہ قرآن حکیم نے تو علم غیب کو اس قدر قوتی جس شان کی خصوصیت بنا لیا ہے اور مشاہدہ یہ ہے کہ وہ ساری لوگ اس کا حاصل ہو جاتا ہے۔

چراغ ہے کہ کھلف و اہم یا وہی سے درجہ اگر اللہ تعالیٰ نے

الغیب لا یعلمہ الا هو و یعلمہ بافی البصر

غیب کی ان کو کوئی نہیں جانتا سوا اور وہ جانتا ہے جو بیکھل

و البصر و انکسٹرون و انکسٹرون و انکسٹرون

اور وہ جانتا ہے جو بیکھل کوئی جانتا ہے سوا اور جس

حیثیت فی ظلمات الارض و لا رطب و لا

مگر کوئی دائرہ میں سے کہ جو بیکھل میں اور کوئی بیکھل اور ان

یا نہیں الا فی کتاب تمین

کوئی سوچی ہوئی نہیں سب کتاب بیکھل میں ہے

سب کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے:

یعنی لوح محفوظ میں ہے۔ اور لوح محفوظ میں ہر چیز کی وہ علم الہی میں پہلے ہوگی۔ اس اعتبار سے مضمون آیت کا یہ صواب ہے کہ عالم غیب و شہادت کی کوئی شک و تردید چھوٹی ہوئی چیز حق تعالیٰ کے علم اندازی میں سے خارج نہیں ہو سکتی۔ ہر عالم ان کا علموں کے ظاہری و باطنی و حساب اور ان کی مزادوں کے سب سے وقت و محل کا پورا علم اسی ہے۔

غیب کے خزانے اور غیب کی کنجیاں:

(سید) "مفاتیح" کو جن علماء نے مفتح بفتح الميم کی فتح قرار دیا ہے انہوں نے "مفاتیح الغیب" کا ترجمہ "غیب کے خزانوں" سے کیا اور جن کے نزدیک فتح بکسر الهم کی فتح ہے وہ "مفاتیح الغیب" کا ترجمہ حرمِ رحمتِ اللہ کے سوا حق کرتے ہیں۔ یعنی "غیب کی کنجیاں" مطلب یہ ہے کہ غیب کے خزانے اور ان کی کنجیاں صرف خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ وہی ان میں سے جس خزانہ کو جس وقت اور جس قدر چاہے کسی ہر محل لٹکا ہے کسی کی قدرت نہیں کہ اپنے حواس و عقل وغیرہ آفات اور ادا کے اور یہ سے طبع غیب سے رسائی پاسکے یا جیسے غیب اس پر مکلف کر دینے کے ہیں اس میں خود اضافہ کرے کیونکہ علم غیب کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں نہیں دئی گئیں۔ خود ان کو کون کر دیا و واقعات غیب پر کسی بندہ کو مطلق کر دیا ہو۔ ہم غیب کے اصول و کلیات کا علم جو کہ "مفاتیح غیب" کہنا چاہتے ہیں تو ان سے اپنے ہی لئے مخصوص رکھا ہے۔ (دعوتِ ملی)

نہاں کیا ہے؟ یہ تو یہی کہانی ہے، منظر و شریف میں، محاورہ شعبہ
الایمان کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد بقیال ہے کہ انکھوں
کھلا کے دیکھو، یعنی جیسے تمہارے اعمال بھلے پڑے ہوں گے
وہیں ہی دکھاؤ اور اگرچہ مسکائے ہو نہیں گے، مگر تم نیکو اللہ تعالیٰ کے
فرمان پر روکے ہو تمہارے کام اور اچھی بھول، غصہ و غنہ ہوں گے،
اور تم بھول رہے ہو تمہارے کام اور تمہاری علم مسکائے ہو جس کے
مشہور رسول اعدا لکم عذاب لکم کہیں نہیں ہے۔

حدیث شریفی:

اور منظر و شریف صلی اللہ علیہ وسلم روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں، میرے سوا
کوئی معبود نہیں، میں سب بادشاہوں کا مالک اور بادشاہ ہوں، سب
بادشاہوں کے قلوب میرے ہاتھ میں ہیں، جب میرے بندے میری
طاہریت کرتے ہیں تو میں ان کے بادشاہوں اور حکام کے طور پر میں ان
کی مخالفت و دست ڈال دیتا ہوں اور جب میرے بندے میری مخالفت
کرتے ہیں تو میں ان کے حکام کے دل میں سخت کردیا ہوں، وہ ان کو
ہر طرح کا عذاب پہنچاتے ہیں، اور تمہاری علم مسکائے ہو اور ان کو کہیں
میں اپنے اوقات ضائع نہ کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو اپنے عمل
کی اصلاح کی فکر میں لگ جاؤ، تاکہ تمہارے سب کاموں کو درست
کر دے۔" (مسند احمد)

قِنْ فَوْقَكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَعْيُنِكُمْ أَوْ
اوپر سے یا تمہارے پاس کے نیچے سے یا
يَلِيكُمْ شَيْعًا أَوْ يَذِيْقُ بَعْضُكُمْ بَأْسًا
پھر اسے کہ تم کو کھٹ فرمے کہ کے اور تمہارے ایک یا
بَعْضُ
فرمانی ایک

عذاب کی تین قسمیں:

میں عذاب کی تین قسمیں ہیں: (۱) عذاب ہے جس کے لیے عذاب
بمقام طوفانی بارش اور بارش (۲) جو دوزخ کے لیے ہے، جیسے دوزخ
میں دوزخ و دوزخ عذاب کی اور عذاب کی جس میں جہنم پر عذاب

میں عذاب کی تین قسمیں ہیں: (۱) عذاب ہے جس کے لیے عذاب
بمقام طوفانی بارش اور بارش (۲) جو دوزخ کے لیے ہے، جیسے دوزخ
میں دوزخ و دوزخ عذاب کی اور عذاب کی جس میں جہنم پر عذاب

اچھا اور نعمت ہے برا اور عذاب ہے:

یہ طوفانی بارش اور دوزخ میں عذاب ہے، عذاب اللہ تعالیٰ ہے، عذاب
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
"جب اللہ تعالیٰ تمہارا اور تمہارا عذاب پہنچاتا ہے تو اس کو چھوڑو
اور چھوڑو، جب دے دے تو اس کو اگرچہ تمہارا عذاب پہنچاتا ہے تو اس کو نہ
دلو اور جب امیر کی عذاب پہنچاتا ہے تو اس کی عذاب پہنچاتا ہے
حاکم امیر کے عذاب پہنچاتا ہے تو اس کی عذاب پہنچاتا ہے
دروازہ اور باقی دوزخ جاتا ہے۔ (الحدیث)

حکام اور ملانہ میں کی تکالیف عذاب ہیں:

ان آیات اور آیتوں کو، یہی عذاب کہ عذاب ہے، ان آیات
کو جو تکالیف اور عذاب اپنے عذاب کے ہاتھوں پہنچتے ہیں، وہ عذاب
آئے اللہ تعالیٰ ہے، اور وہ عذاب پہنچاتا ہے، یہ عذاب کوئی عذاب نہیں
ہوئے، بلکہ ایک قانون الہی کے تابع انسان کے انسان کی عذاب سے
چیں، عذاب عذاب انسانی ہے، عذاب عذاب کے عذاب ہے، عذاب عذاب
ہے تو میں اس کا ذکر ہے، عذاب عذاب کے عذاب ہے، عذاب عذاب
کے عذاب ہے، عذاب عذاب کے عذاب ہے، عذاب عذاب کے عذاب ہے،
کرنے کے عذاب ہے، عذاب عذاب کے عذاب ہے، عذاب عذاب کے عذاب ہے،
عذاب عذاب کے عذاب ہے، عذاب عذاب کے عذاب ہے، عذاب عذاب کے عذاب ہے،

بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ

اور آجائے گے بعد ظالموں کے ساتھ

کلمہ چھٹوں لوگوں سے پہلے

یعنی ہر لوگ قیامت اللہ پر امن و استہوار اور مومن کو کھڑی پیش میں مشغول ہو کر اپنے دوستی کا پابند رہے جس قسم ان سے غلط سلطنت نہ کر سکیں نہ مومن ان کے ذریعہ میں داخل ہو کر سوز و غم و ہلاکت کا سامنا کر سکیں نہ مومن فرمایا ہے ﴿لَقَدْ زَايَجْتُمْ فِئْتَهُ﴾ "انک مومنین کی غیرت کا مظاہرہ دینا چاہئے کہ انکی مجلس سے جو افراد کو کر کے روک دے انکی بھولی کو شریک ہو گیا تو یاد آئے کہ بعد خود انہاں سے اٹھ جائے۔ اسی میں ایک وقت کی روشنی دہائی کی سزا تھی اور مومن و استہوار کرنے والوں کے لئے بھی نیستی اور توبہ ہے۔ (تفسیر جلی)

وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِمْ

اور نہ ہے گناہوں پر جن سے بچ گئے والوں کے حساب سے

فَمَنْ هُنَّ ذَكَرَى لَعَنَهُمُ يَكْفُرُونَ

کئی چیز جن سے ان کے ذمہ نجات تھی ہے مگر وہ فراموش

پر بیزار گار احتیاط رہیں

اس کے درمیان جو کچھ ہیں۔ یعنی اگر پر بیزار گار ہوئے کچھ نہ ہو مومن نے گناہوں کی مجلس سے انکو نہ چلنے سے تو مومنین کے گناہ میں جو نہ رہے گا کوئی مواخذہ اور ضرر ان مومنین پر نہ پڑے گا۔ بلکہ ان کے ذمہ بقدر استطاعت اور حسب موقع نصیحت کرتے رہنا ہے۔ شاید وہ بد بخت نصیحت میں اگر اچھے انجام سے ڈر نہ کریں یا یہ مطالبہ کہ پر بیزار گار و مواخذہ کو ان کو ان کی اپنی سزا پہنچا دینی یا نہ ہونی ضرورت سے لگی مجلس میں جانے کا تاقید ہو جائے تو ان کے دل میں طمانین نہ کرے گا۔ بارہا ان کو کوئی مومنین پہنچا دے گا۔ ان سے کہ فریاد نہ پڑے نصیحت نہ دے گا۔ یہ نہیں ہے کہ کسی وقت ان پر بھی نصیحت کا اثر پڑ جائے۔ (تفسیر جلی)

اس دست کے قابل معافی کا ہے

حدیث میں وارد ہے کہ میری امت نے مجھے قابل معافی قرار دیا ہے

یعنی وہ جس کے۔ جو حد سے حد میں اور ان میں سے نہیں اس کی اعادہ دینا اور کہتے ہیں۔ (تفسیر جلی)

أَنْظُرْ كَيْفَ تُصَوِّرُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ

دیکھ کر اس طرح سے ہم بیان کرتے ہیں آیتوں کو تاکہ

يَفْقَهُوْنَ

دیکھ جائیں

تقریباً ان کو ایسا کہ سنا ہو کہ وہ دیکھتے دیکھتے کہ یہ سب جھوٹی باتیں ہیں۔ (تفسیر جلی)

وَكَذَّبَ بِقَوْلِكَ وَهُوَ اعْوَجَّ الْقَوْلُ

اور وہی کہ جھوٹ بولتا ہے تو اس نے سنا دیکھ وہی سنا کر کہہ دے

عَلَيْكَ بِوَكِيلٍ فَإِنَّكَ يَوْمَ تَسْتَقَرُّ أَسُوفٌ

میں نصیب تو برا اور اگر برائیہ غیر کا ایک وقت مقرر ہے تو یہ ہے کہ

تَحْلُمُونَ

اچھا جان دے

تفسیر کا مطلب کرتا ہے

یعنی میرا منصب نہیں کرتا چاہی کلمہ پر غور و احتیاط کر لوں یا اس نے وقت اور عینیت و غیرتی تفصیل بخلاؤں میرا کام صرف باخبر اور شہرہ کر دینا ہے۔ اگے ہر چیز کے قرآن کا علم لیا جس ایک وقت مقرر ہے۔ جب وقت آجائے کہ غور و خوض دے کہ کلمہ جس چیز سے ذرا احتیاط دیکھاں تک کہ ہے۔ (تفسیر جلی)

وَلَا أَرَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا

اور یہ تو دیکھ ان لوگوں کو کہ جھگڑتے ہیں ہادی آیتوں میں

فَاعْرِضْ عَنْهُمْ هُمْ يَخُوضُونَ فِي حَدِيثِ

قرآن سے نہ اور آپ ان سے کہ مشغول ہو چکے ہیں

غَيْرِهِ وَأَمَّا نَسِيكَ الشَّيْطَانِ فَلَا تَعْتَدُ

اور بات میں اور نہ ہمارا دے جھوٹ کو شیطان تو مت مینے

وَعَزَّزْتُ لَهُمُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا

[illegible]

ایمانیائے مظلومین! جس سے بہرہ حاصل ہو، چاہے وہ کچھ ہی ہو،

وَذَكِّرْ بِهِ أَنْ تُبَدِّلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ ۖ

میں نے ان کے ساتھ ایک سال تک رہا۔

لَيْسَ لَهُمْ فِيهِمْ شَرٌّ مِنْهُ وَكَانَ شَقِيحًا

— ١٠٠ —

وَأَنْ تَعْدِلَ كُلُّ أُنْفُسٍ أَلَّا يُؤْخَذَ مِنْهَا.

$$m_{\text{eff}} = \frac{m}{1 + \frac{1}{2} \frac{m}{m_0} \frac{v}{c}} \quad (1)$$

ان جنم نے دے مگر وہاں کوئی نہ پڑا مسئلہ

بقی کے کوئی دوسرے تہذیبی و فنیاتی اثرات

وہابیہ نے کفر کی کئی مثالیں دی ہیں۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں:

تاریخ: ۱۳۰۲/۱۲/۱۵

[illegible]

$\frac{1}{\sqrt{\pi}} \int_{-\infty}^{\infty} f(x) e^{-x^2} dx = \frac{1}{\sqrt{\pi}}$

أُولَئِكَ الَّذِينَ يُسَلُّوْا بِمَا كَسَبُوا وَاللَّهُ شَرَابٌ

۱۰۔ میں نے اپنے لیے ایک چھوٹی سی چیز چاہی

فَمِنْ حَمِيمٍ وَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْثَرُ لَكُمْ تَكْفُورًا :

— ۱۰۰ —

برقی مجلس و اداروں کو سخت

زندگی است جس فاعل و مفعول و شئی و مفعول به و مفعول ثانیه

خود کے ساتھ علم و ہمت و شجاعت کے ساتھ لڑنے کے لیے جہازیں بھیجیں۔

آپ نے اس لیے اس کی حامی بنائی کہ وہ اپنے کا دینا ہے۔

۱۰/۱۱/۱۲/۱۳/۱۴/۱۵/۱۶/۱۷/۱۸/۱۹/۲۰/۲۱/۲۲/۲۳/۲۴/۲۵/۲۶/۲۷/۲۸/۲۹/۳۰/۳۱/۳۲/۳۳/۳۴/۳۵/۳۶/۳۷/۳۸/۳۹/۴۰/۴۱/۴۲/۴۳/۴۴/۴۵/۴۶/۴۷/۴۸/۴۹/۵۰/۵۱/۵۲/۵۳/۵۴/۵۵/۵۶/۵۷/۵۸/۵۹/۶۰/۶۱/۶۲/۶۳/۶۴/۶۵/۶۶/۶۷/۶۸/۶۹/۷۰/۷۱/۷۲/۷۳/۷۴/۷۵/۷۶/۷۷/۷۸/۷۹/۸۰/۸۱/۸۲/۸۳/۸۴/۸۵/۸۶/۸۷/۸۸/۸۹/۹۰/۹۱/۹۲/۹۳/۹۴/۹۵/۹۶/۹۷/۹۸/۹۹/۱۰۰

قُلْ أَتَدْعُونَا مِنْ دُونِ اللَّهِ بِالْإِيفْعَانَا

تو کہا ہے یا نہیں؟ کیا ہے؟ یہ تو ہے یہی جیسا کہ میں نے کہا ہے۔

نے بھی آکر کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

فَلَمَّا خَلَّصُوا مِنْ ذَلِكَ الْكَلْبِ: جب اسی پر رات (کی تاریکی) چھا گئی تو اس نے ایک ستارہ دکھایا جس کا زہر بڑا مضر ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے "هذا رقی" کیوں کہا؟

فَإِنَّ هَذَا رَقِيٌّ: تو کہا یہ میرا سب سے بڑا فرشتوں اور ستاروں کی پوجا اور تعظیم کرتے تھے اور عقیدہ رکھتے تھے کہ تمام کام انہی کے ہاتھ میں ہیں حضرت ابراہیمؑ نے چاہا کہ اس گمراہی پر ان کو مستحکم کریں اور ان کی زبان کے ساتھ وہ حق و کلمہ میں اس لئے خدا کی فرمایا جتنی قہر سے شایں میں یہ سب ہے۔ بقوی نے لکھا ہے حضرت ابراہیمؑ اس وقت چھ تھے مختلف نہوے تھے۔

نمرود بن کنعان یا وشا کے نظام کی ناکامی:

نمرود بن کنعان (عراق کا بادشاہ تھا) اسی نے سب سے پہلے اپنے لئے تاج پہنا دیا اور لوگوں کو اپنی پوجا کرنے کا حکم دیا کہ وہ بارہ میں کچھ ہوگی اور جبری بھی تھے ان جبرگیوں اور تجربیوں نے ایک بار نمرود سے کہا اس سال آپ کے ملک میں ایک لاکھ لاکھ لوگ اس ملک کے رہنے والوں کا مذہب تبدیل کر دے گا اور آپ کی جان اور حکومت اس کے ہاتھوں سے تباہ ہو جائے گی۔ یہ بھی روایات میں آیا ہے کہ سابق انبیاء کی آیتوں میں انہوں نے ایسا لکھا پایا تھا۔ سدی کا بیان ہے کہ نمرود نے ایک خواب دیکھا تھا کہ ایک ستارہ اور ایسا طلوع ہوا جس کی روشنی کے ساتھ چاند سورج کی روشنی جاتی رہی۔ نمرود اس خواب سے گھبرا گیا چاروں طرف لوگوں کو طلب کر کے اس کی تعبیر پوچھی۔ تعبیر دینے والوں نے کہا اس سال آپ کی طرف ایک لاکھ لاکھ لوگ جو آپ کی اور آپ کے گھر والوں کی ولادت اور آپ کی سلطنت کے زوال کا باعث ہوگا۔ نمرود نے یہ سن کر حکم دے دیا کہ اس سال اس کے ملک میں جو لاکھ لاکھ لوگ اس کو مل کر دیا جائے اور آئندہ مرد و عورتوں سے الگ۔ راجیں اور ہوس آویں پر ایک تحران مقرر کر دیا۔ ایام یا ہواہلی کے زمانہ میں مردوں کو عورتوں سے انکسار کی اجازت تھی کیونکہ جنس کی حالت میں وہ لوگ قریب صفتی نہیں کرتے تھے اور سب عورتیں پاک رہا کرتیں اور عورتوں کو انکسار دینا عوجہ تھا۔ ایک روز آ کر جو اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس کو اپنی بیوی کی حالت میں پایا تو آہستہ آہستہ اور حضرت ابراہیمؑ کا مسل قرآن پڑا لیا۔

نمرود بن کنعان نے کہا ہے کہ نمرود نے یہ عہدہ عورت سے پاس نہیں تحران مقرر کر رکھا تھا جو عورت کو اپنے پاس دے سکے۔ بت تھا۔ ان حضرت

ابراہیمؑ کی والدہ چھ تکہ کم سن تھی اور ان کے عہد کے بعد مہمل کی علامت نمایاں تھی اس لئے ان پر کوئی گناہاں مسلط نہ تھا۔ سدی نے ذکر کیا ہے کہ وہ عورتوں کی بیواؤں کے لئے نمرود تمام مردوں کو لٹکرا دیا کہ اس نے کہا چاہا تھا اور اس طرح مردوں کو کھوکھوں سے الگ کر دیا تھا کچھ مدت تک اسی حالت پر رہا پھر شہر میں آئے اس کو کوئی ضرورت نہ تھی اور سوائے آؤر کے اس کو کوئی اور شخص نظر نہ آیا جس کو شہر میں (اپنی جگہ) پہنچے پر اس کو اطمینان ہوتا تھا اور آؤر بھی آؤر کو بلایا آؤر دیا تو نمرود نے اس سے کہا میرا ایک کام ہے اور میں وہ کام جس سے بہرہ کرتا چاہتا ہوں اور چونکہ مجھے میرے اوپر اعتماد ہے اس لئے اس کام کے لئے تجھے بھیجا ہوں کہ تیرے تمام بھائیوں کو اپنی بیوی کے پاس نہ چاہا، آؤر نے کہا مجھے وہی کے پاس جانے سے پتہ نہ رہا وہ چار ماہ بہرہ دے گا مرنے کا آؤر کو روانہ کر دیا آؤر نے شہر میں جا کر کام سر انجام دیا پھر ریل میں گیا ابراہیمؑ میں گھر جا کر گھر والوں کو دیکھا جنوں کو کیا حسی ہے یہ سوچ کر گھر پہنچا اور ابراہیمؑ کی ماں کو کچھ کر اپنے کونے میں نہ رکھ سکا۔ قریب کر بیٹا خیمہ میں دو حاملہ ہوئیں اور ابراہیمؑ کا مکمل قرآن پڑا لیا۔

حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام شرف میں رہے:

حضرت ابراہیمؑ کا بیان ہے جب حضرت ابراہیمؑ کی ماں حاملہ ہو گئی تو کچھ دنوں سے نمرود سے کہا جس لڑکے کی ہم نے آپ کو اطلاع دی تھی اس کی ماں آج رات حاملہ ہو گئی۔ نمرود نے فوراً لوگوں کو کھنڈ کرنے کا حکم دے دیا جب ابراہیمؑ کی بیواؤں کا وقت قریب آ گیا اور ماں کو درد ہونے لگا تو وہ جگ کر کھڑی سے باہر نکل گئی کہ نکلیں اس کو اطلاع ہو گئی تو اپنے کھنڈ کر دیا جائے گا اور بچل میں پہنچ کر معلوم کیا کہ اس کے بچہ پیدا ہو اس لئے اس پر اپنے شہر کو اطلاع دیدی کہ میرے بچہ پیدا ہوا ہے اور فلاں جگہ موجود ہے آپ نے وہاں جا کر بچہ کو لے کر ایک سرنگ تھوکر اس کے اندر بچہ کو چھپا دیا اور وہاں کے خوف سے سرنگ کا دروازہ دھڑا پھر سے بند کر کے چلا آیا ماں وہاں آتی جاتی اور وہ دھڑاتی رہی۔

انگلیوں سے دودھ اور شہد کے چشمے:

نمرود اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی والدہ کو جب دودھ ہوا تو وہ رات کو کھنڈ کر قریب کے ایک غار میں چلی گئی غار کے اندر ابراہیمؑ بیٹا ہوا تو زانیہ و بچہ کا جو کام ان سے ہوا وہ سب کام علیحدہ کر کے غار کا دروازہ بند کر کے گھر کو آئی چودہ گھر چل رہی تھی وہاں جاتی تو اس کا نام لے کر وہ انگوٹھ پر سے پانی دے دیتی کا بیان ہے کہ ایک روز حضرت

ہوئے انصاری، حبیبی، وحبیبی، ان کا ترجمہ یقیناً سے اور علم کا نقصان سے
گیا اور ملت عرب کے میں مطابق ہے کہ تو انصاری "لَا تَقْلِبْهُ فِئْتَانًا" اور
ان نقصان سے مراد ترک ہی لیا جائے گا۔ جیسا کہ احادیث میں تصریح ہو
چکی اور خود کلمہ کلام میں الفاظ میں اس کا قرینہ ہے اس کی متصل تحقیق خود
مترجم رسالہ مقدمہ میں فرما چکے ہیں وہاں لکھ لیا جائے۔ (الغیر ذی)

کامل ایمان والے کی شان:

حزبِ اہل بیت علیہم السلام کہتے ہیں کہ ایک وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ چلے اور جب حدیث سے باہر ہونے کو ایک سواری ہماری طرف آتا
ہوا دکھائی دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سواری ہمیں سے ملے
گئے تھے اور اب ہے۔ جب وہ ہم تک پہنچا تو ہمیں سلام کیا، حضرت نے پوچھا
کیا اس سے آپ سے ہوا؟ اس نے کہا ہے اہل بیت اور اپنے قبیلہ والوں کے
پاس سے۔ پھر آپ نے کہا کہاں جاؤ گے؟ کہا رسول اللہ سے ملنا چاہتا
ہوں۔ آپ نے فرمایا کہو، میں ہی اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا یا رسول
اللہ! مجھے ایمان کی تعلیم دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہو کہ خدا کے سوا کوئی دوسرا
خدا نہیں اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے رسول ہیں اور ملازمت
گروہ کو کو تو یا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور حج کرو۔ اس نے کہا مجھے
ان سب باتوں کا اقرار ہے۔ پھر جب دور وادہ ہو چکا تو اس کے اوٹ کا
پاؤں ایک جھنجکی سے چمکے کے ایک سواری میں ہمیں اس اور اہل بیت گروہ اس
کے ساتھ یہ سواری بھی گروہ اور اس کا سر پہنٹ گیا، گروہ ٹوٹ گئی۔ آپ
نے فرمایا مجھ پر اس کی دیکھ بھال ضروری ہے۔ ساتھ ہی ہمارے بنی ہاشم اور
مذہب نے وہ گروہ اسے اٹھایا۔ پھر کہنے لگے یا رسول اللہ! یہ تو سر چکا۔ آپ
دوسری طرف پلٹ گئے۔ پھر فرمایا، کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اس کی طرف
سے رخ کیوں پلایا۔ میں نے دو فرشتوں کو دیکھا تھا کہ جنت کے چھل اس
کے منہ میں ڈال رہے ہیں جس سے میں بچ گیا کہ وہ ہوکا مرا ہے۔ پھر
رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ ان لوگوں میں سے تھا جن کے بارے میں اللہ
تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ اپنے ایمان کے ساتھ کلمہ یعنی شہادت کو قبول نہیں
کرتے۔ پھر فرمایا اپنے بھائی کا اظہار کرو۔ چنانچہ ہم نے اس کو صلی دیا،
تکلیف پہنایا، خوشبو ملی اور جب قبر کی طرف پہنچے لگے تو حضرت کثیر علیہ
السلام نے پھر قبر کے کنارے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اعلیٰ قبر بڑھائی نہ کرو۔
ہماری قبر پر بھی ہوتی ہیں اور کھلی قبریں دوسروں کی اور یہ ان لوگوں میں
سے تھا جو بہت ہی حقوڑا مل کر کے کلمہ کثیر حاصل کر لیتے ہیں مگر حقیر (کثیر)

اَلَا تَشْكُرُوْنَ مَا لَكُمْ يٰۤاَنۡرَٰثُ لَا تَزَالُ بِعَدُوِّكُمْ

ہات سے کہ شریک کرتے ہو اللہ کا ان کو جس کی نہیں اتا دی ان

سُلٰطٰنًا

نے قرآن کوئی دلیل

جس کو نے معبود سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے:

یعنی میں تمہارا سے معبود اس سے کیوں ڈروں حالانکہ خدا ان کے قبضہ
میں تلخ و ضرر ہے اور نہ وہ حیدر و اختیار کرنا کوئی حرم ہے جس سے اندیشہ ہو۔
پس تم خدا کے باقی اور حرم بھی ہو اور خدا مالک تلخ و ضرر بھی ہے لہذا تم کو
اپنے جبرائیل کی سزا سے ڈرنا چاہئے۔ (الغیر ذی)

فَاَمۡنِ ٱلۡغَرِیۡقِیۡنِ اَحۡقٰیۤ اِلَّا ٱلۡاٰمِنِۢنَّ اِنۡ كُنۡتُمۡ

اب دونوں فرقوں میں کون مستحق ہے دہشتی کا پلو اور تم

تَعٰلَمُوۡنَ ۙ اَۤالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَلَمْ یَلِکُمۡۤ اُوۡلٰ

بجہ کہتے ہو جو لوگ یقین لے آئے اور ان کے ملازمین نے

اِنۡہَا لَہُمۡ بِظُلُمٍ اُوۡلٰۤئِکَ لَہُمۡ ٱلۡاٰمَنُۢنَّ وَہُمۡ

اپنے یقین میں کوئی نقصان نہیں کے واسطے ہیں دہشتی اور وہی ہیں

مُہۡتَدُوۡنَ ۙ

سیہی گئی راہی

ہدایت و حق ہے جس میں ذرہ بھر بھی شرک نہ ہو:

احادیث صحیحہ میں منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں علم
کی تفسیر شرک سے فرمائی جیسا کہ سورۃ لقمان میں ہے اِنَّ اللّٰہَ لَیَکۡفِیۡہُمۡ
گویا علم کی حق تعلیم کے لئے ہوتی۔ تو حاصل مضمون یہ ہوگا کہ مومن و
مہتدی صرف دوسری لوگ ہو سکتے ہیں جو یقین الہی اس طرح کمال میں
شرک کی مذمت بالکل نہ ہو اگر خدا پر یقین رکھنے کے باوجود شرک کو نہ چھوڑا
تو وہ ایمان شری سے نہ اس کے راہ سے امن و ہدایت نصیب ہو سکتی ہے
۔ وہ کہتا تھا "وَمِنَ الْاٰمِنِیۡنَ الْاٰفَکُطۡہُ بِمَکۡرٍ وَّکُفۡرٍ فَہِیۡمٌ لَّکُمۡ" (سورۃ اعراف ۱۰۱)

حضرت مترجم کا کمال

چونکہ ایمان و شرک کا بیج ہو بلا ظاہر مستند تھا اس لئے مترجم محقق قدس

مشرکین کو تحقیر:

سورۃ النحلہ میں: وَتَحِی الْمَلَائِکَہُ

اُولَئِکَ الَّذِیْنَ هَدٰی اللّٰهُ فِیْہِذِہُمْ نُوْرٌ

یہ وہ لوگ تھے جن کو ہم ہدایت دے کر دیئے تھے اور جو جہانِ سرشت پر

انبیاء کا اصولی راستہ یک ہی ہے:

تمام انبیاء، پیغمبر، اسلام، کائنات، اصول دین اور ان تمام جہانوں میں جہت
ہیں۔ سب کا دستور ان ہی ایک ہے۔ ہر نبی و انبیاء پر پختہ علم ہے
آپ کی اسی طریق مستقیم پہنچنے والے کے سامنے ہیں۔ انبیاء آیت میں
تہذیب کردہ کسی صوفی صوفی پر آپ کا راستہ خواہے اس شخص کے راستے سے جدا
نہیں۔ ہم قرآن کا اختلاف وہ بڑا بڑا دینی مباحثہ و اختلاف کے اعتبار
سے پہلے واضح ہے کہ آپ اور اب بھی واضح ہوتا ہے کہ نبی (نور)
مائدے اصول نے اس آیت کے جواب سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ اگر نبی کریم
مسیحی نہ ہو یہ ظلم کسی معاملہ میں شرعاً ثابت و لازم نہ ہوگا، وہ اس امت
السنن میں بھی نہ ہے۔ شریف شریعت نے اس دینی بڑی خبر پر ہرگز
فرمایا: نہ تحقیر نہ تہذیب

یضاوی نے لکھا ہے کہ ہمدھم سے مراد عقیدہ و توحید اور ان کے وہ
اصول ہیں جو تمام انبیاء کی تعلیم میں مشترک ہیں، یعنی مانتے ہیں ان میں
فرقی مسائل میں تو انبیاء میں تفریق ہے اور ہمدھم میں حدیث کی
اضافہ نہیں کیا گیا، صرف کی نفی ہے۔ خدا ایسا راستہ ہونا چاہی ہے
جو سب کے درمیان مشترک ہو، فرقی مسائل میں سب انبیاء کی حق کی تحقیر
نہیں کی کہ نہ فرقی کو کام میں انبیاء میں اختلاف ہے اب یہ کہ نہ خدا
ہے کہ اس آیت میں نہ خدا انبیاء کی تشریحات پر چلنے کا حکم، اس آیت نہ (مسیحی
نہ علیہ السلام) کو ایسا ہے اور آپ کو شریعت شرعیہ کا مکتبہ ہے

فرقی احکام:

میں کہتا ہوں تمام انبیاء و رسول خداوندی کے مکلف تھے اگر مابقی فرقی
مسائل کا ہادی طرف سے مشرک نہیں کیے تھا تو ان فرقیوں کا بھی ان کے پاس بھی
سب کے لئے ضروری تھی اور اگر مابقی غیر مکلف تھے تو یہ سب کے لئے ضروری
احکام و تہذیب و توحید کے لئے جو یہ احکام ہر آدمی کے لئے تھے وہ وہاں کی
فعلی لازم ہے۔ حاصل یہ کہ تمام انبیاء و توحید فرقی احکام کے بھی پختہ
تھے بشرطیکہ وہ شریعت میں ان کا مطعون نہ کر دیا تھا۔ پس اگر شریعت
شرعیہ میں کے فرقی احکام کی فعلی بھی عدم پر واجب ہے اگر خداوندی شریعت
میں ہر آدمی کے لئے کو مشرک نہ کر دیا یا نہ تو اس پر مدعا ہے

حضرت شکیل رحمہ اللہ یہ اصول و اسلام پر انعامات ہدیہ بیان فرماتے ہیں
طرف دیہ تو ان تہذیب و تہذیب کے لئے جو شخص اس کو نبی کریم (ص) میں اپنی
محبوب چچ اس کو قرآن کرتا ہے وہ خدا کی اس کو دیا میں بھی اس سے بہتر
جہی میں ملاحظہ فرمادیتے ہیں۔ دوسری طرف مشرکین نہ کہ یہ حالات نہ ان کو اس
طرف ہدایت کرنے قصور ہے کہ تم لوگ جو مصلحتیں نہ ملے اس میں یہ بات
نہیں مانتے تو دیکھو جن کو تم بھی سب پر دلائل ہو جن کی حضرت ابراہیم علیہ
السلام اور ان کا ہم راہ دونوں سب کی کہتے چلے گئے ہیں کہ قابل
ہدایت صرف آپ ذلت حق تعالیٰ ہے، اس کے ساتھ کسی قوم رسالت میں
شریک نہ آیا۔ ان کی مخصوص صفات کا سامنی ملتا ہے کہ وہ گمراہی ہے کہ لوگ
نور اپنے سلسلہ کی دوسری طرح میں اس کے خلاف قرآن بھی ملتا ہے

وَلَوْ اَنَّكَ لَوَاصِحًا عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

اور اگر چاہتے ہو کہ تم ان سے جدا رہو تو ان سے جدا رہو۔ ان کو تم سے

شرک تمام اعمال کو خدا سے کہتے ہیں:

یہ ہم کو سنا گیا کہ شرک انسان کے تمام اعمال کو خدا سے کہتے ہیں اور کسی
کی حق حقیقت یہ ہے کہ ہر بشری اعمال انبیاء و مشرکین سے جدا ہے۔ خدا کی
جو کہ ہر روز وہ ہر آدمی کا کام کا راستہ ہوتا ہے۔ (نورانی)

اُولَئِکَ الَّذِیْنَ اٰتٰیہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَہُ

انہیں لوگ تھے جن کو ان کے لئے کتاب اور شریعت

وَالنَّبِیَّۃُ اِنْ یَکْفُرْ بِہَا اُولَآئِہِمْ فَقَدْ کَفَرُوْا

اور نبوت چھوڑ کر ان ہادیوں کو ان میں سے کسی کے لئے ان ہادیوں

بِہَا اَوْ مَا کُنُوْا بِہَا یَکْفُرُوْنَ

انہیں ان کے لئے جو ان کے لئے ہوں ان سے انہیں

حق کی خاطر تو یہ کلمات نہیں ہے:

اگر تم نے کہا کہ اگر ہر آدمی کے لئے ان ہادیوں (کتاب و شریعت اور
نبوت) کے انکار کریں تو خدا کا دین ان پر سزا ہوگی نہیں۔ ہم نے دوسری
قوم کو بھی مہاجرین و نصاریٰ اور ان کے چاروں گروہ کے تسلیم و قبول اور
خلاف و رد کے لئے مسند فرمادیا ہے جو خدا کی کتاب سے ہر گز نہ

اللہ تعالیٰ کی کوئی بیوی اور اولاد نہیں ہے:

آکھ اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کر سکتی

حضرت شاہ صاحب نے اس مسئلہ پر پاپائے کہ جس کو چاہے جس
کس کی کوئی نہ ہو۔ ہاں وہ خود زاد و خلق نہ مانے وہ خدا کا پاپا ہے۔ خصوصاً
ہم ان کی قوت کی پیداوار سے گار۔ مثلاً قدرت میں مائیں کو سب صاحب
رویت ہوتی جیسا کہ ہمیں کتاب حضرت سے ہے یہ شخص ولایت کے
مروا کی ہی کہ مسلم علی بن ابراہیم و مسلم کو اپنے فارم میں رویت ہوئی علی و مسلم
اور ان کی۔ جلی مائیں میں چونکہ وہی شخص ہوں جس کا خدا کا عہد ہوتی ہو، یہی
روایت ہی کا مستند رکھا جائے گا۔ جس میں حضرت میں یہ شخص نے اور اسے
اہل علی میں اس لیے کہ جلی کا میں بھی اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ قدرت
میں ہی رویت ہوئی احاطہ ہو گا۔ کیا اس کی شان ہو کہ یہ قدرت ہو جائے اور
مبصرات کا احاطہ کرے ہو کہ ہے۔ اس وقت "ایضاً" کا تعلق "اللہ یبصر"
سے اور "مبصر" کا یہ ہونا کہ اسے ہوگا۔ اسے ہونا

جنت میں اللہ تعالیٰ کی زیارت:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب علی جنت میں
داخل ہوا ہے میں نے تیری تعریف ان سے فرمائی کہ کہہ نہیں جانتے تھے
تجلی میں ان سے انہوں نے کہہ دیا کہ تم وہی ہو۔ یہ ایک طرف
کہہ کر کے، بالذات آپ نے نہیں روایت ہے نبوت الی جنت میں داخل
فرمایا اس سے زیادہ ہم اور یہ چاہیں؟ اس وقت کو اب رہا کہ اسے خدا کا
چاہے گا اور سب کو اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوگی اور حضرت کی ساری باتوں سے
دور نہ رہے ہوتی یہ جنت مسلم ہے حضرت صاحب نے عقل ہے۔
پوری حقوق اپنی آکھ سے اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کر سکتی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہاں اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگرچہ ان سے ہمارے انسان اور جات اور فرشتے
اور شیطان سب سے پیدا ہوا۔ اور اب جب کہ وہاں ہے تو اس سے وہ
سب کے سب علی کریم سے ہیں کہ وہ ہے جو چاہیے کہ اسے ان کو بھی اس
کی ذات کو اپنی گواہی دے گا میں احاطہ نہیں کر سکتا۔ (اسی طرح ان کے نام)
نگاہ کی طاقت

اور یہ خاص وقت حق جل و علا میں کی ہے جو کہ وہاں گواہوں
تعالیٰ نے اسی قوت میں ہے کہ کہہ کرے۔ یہ ہم نے جانوری پھولی سے
پھولی آکھ ایات پر ہے سے ہرے کرے وہی کھلی اور نگاہ سے اسے

جب ہے کہ سب کی کوئی قوت ہوتی ہے اور اگر وہ سب ہوں ان
چونکہ وہ سب کے جوہر کو کے واس میں تعلق خدا کے ساتھ نہیں کر سکتے
تھے۔ یہاں حضرت کا کھانا کھانا کہتے ہیں۔ لیکن یہ ضمانت وہاں نہیں کر
تے کہ یہ یہ کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ ان کی قوت اور اسے کر سکتے نہ تھے
کے فائل ہو کر ہے۔ سب ایسا نہیں کہ ہم کہہ سکتے ہیں سے پیدا ہونے والے
خدا کا چاہا کہ وہاں کیا ہے اور سے چاہی کہ اللہ تعالیٰ ان کی قوتوں کے
وقت سے پیدا ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ کی قوت اور ان کی قوت ہے۔ یہ فرق
کہ کوئی چیز نہیں ہے کہ وہاں سے قوت سب سے ہے کہ پیدا کر دیا
ہے کہ اور اور وہاں سب کے احاطہ میں پیدا ہوا نہیں۔ ولایت و نبوت
کے مسئلہ پر کچھ شراکت نہیں ہو سکتا۔ سب صاحب: اولیٰ فی غزوات
عادات سب کو نہ ہی۔ یہ پیدا کیا ہے اور وہی جو سب کو نہیں کر سکتے
اقت کی طرف پیدا کرنا بصورت حضرت ہے۔ (وہی ہوں)

ذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَسْرَارَ الْكُفَّارِ

یہی ہے تمام ادب سے ہیں کہ کوئی معبود سوا اس کے پیدا کرے

كُلُّ شَيْءٍ قَاعْبُدُوهُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اور ہر چیز کا سرپرست ہی کی عبادت کرو اور وہ ہر

شَيْءٍ قَدِيرٌ

چیز پر قادر ہے

اللہ علی عبادت کا مستحق ہے:

اس کی عبادت اس سے کر لی جائے کہ نہ خود ملامت نہ کہہ سے وہ
وہی خود پر اعتمادی معبود بنے گا کہ ہے اور اس نے بھی کہ نہ حقوق کی
کار ساری کی کے و محض نہیں ہے۔ (وہی ہوں)

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْبَصَرِ

نہیں ہے سب سے اس کو نہ کہیں اور وہ ہر جگہ ہے آنکھوں کو

الْأَبْصَارُ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ

اور وہ نہایت لطیف اور خبردار ہے

آپ کو فرض حلقہ اور احکام الی کا قیام ہے۔ ان کے اعلان سے ضرور اور جرمہ آپ نہیں ہیں۔ (ترجمہ)

آیات کو واضح کرنے کا مقصد:

یعنی انہی آیتوں کو خلاف پہلوؤں اور گمراہی کے خلاف سے اس لئے کہتا ہے جس کو آپ سب لوگوں کو پہنچا دیں اور ان میں دستور اور احوال کے اختلاف سے اختلاف نہ ہو جائے۔ خدا کی اور ہدایت یہ کھینچ کر اپنے علوم اور عارف اور مفسرین ایک ایک سے کیے جاتے ضرور خلاف احکامات میں کسی سے کیے ہوئے ہو گئے۔ ہر جگہ جگہ ہر جگہ ہر جگہ سے سامنے پیش کر دیئے۔ لیکن کھرا اور انصاف پسند لوگوں پر حق واضح ہو جائے گا اور شیطان لشکر شہادتہ ایک ہو جائے گا۔ (ترجمہ)

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ

اور تم لوگ برا نہ کہو ان کو جن کی یہ پرستش کرتے ہیں اللہ نے سوا

اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ

پس برا نہ کہو ان کو جن کی یہ پرستش کرتے ہیں اللہ نے سوا

شیخ ضروری ہے مگر خواہ مخواہ کافروں کو چڑاؤ نہیں:

یعنی تم تبلیغ و نصیحت نہ کرے اپنے فرض سے سبھاؤں پر پشاپ نہ خرا شرک یہ لوگ کر رہے ہیں خود ادا ہیں۔ تم پر اس کی ہتھ مار دانی نہیں۔ اس پر ضروری ہے کہ کوئی جانب سے باخبر رہے ان سے جو یہ تفریق کا سبب نہ ہو۔ مخلوق کو کچھ نہ کہے کہ وہ اس کی بددعا ہو۔ مناظرہ کے سلسلہ میں ضرور ان کے معبودوں اور عقائد کو سبب شتم کرنے لگو۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ جواب میں ضرور سبب و حق اور محترم نہ رہیں گے۔ ان کی پرستش نہ کرے۔ اور چاہے ان سے انجس گالیاں دینگے۔ اس صورت میں اپنے واجب تعلیم معبود اور حامل ادا امر و نہیوں کی انتہا کا سبب بنے بغیر ان سے بغیر ادا نہ کرے۔ کسی سبب کے وصول و فردا کی مستحق طریقہ سے خطایاں نہ کرنا یا اس کی تکرید اور تکانت پر تحقیق و انزال طریقہ سے متنبہ نہ کرنا کہ جج ہے لیکن کسی قوم سے دشمنوں اور معبودوں کی نسبت جوش و خروش نہ کریں اور ان کے خلاف لانا قرآن سے کسی وقت بھی جائز نہیں رہا۔ (ترجمہ)

بتوں کی جگہ سے ممانعت:

نبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جان تقرب کیا ہے کہ جب آیت **وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ** سنا تو بولے کہ میں نے کہا تم (مصلیٰ اللہ علیہ وسلم) کا تہوار سے معبودوں کی جگہ کرنے سے تم باز آجیاد نہ ہو تم بھی تمہارے رب کی جگہ کرینگے۔ اس پر اللہ نے مسلمانوں کو بتوں کی جگہ کرنے سے منع فرمایا۔

بوقت وفات ابی طالب کے پاس وفد:

مدنی کا بیان ہے کہ جب ابی طالب کے انتقال ہوا، آتھ چھو تو قریش نے کہا چلو اس شخص سے مل کر کہیں کہ اسے کچھ کو ہم سے روک دے۔

لَا يَخِذُ مَا يُؤْتِيكَ الْيَدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ

تو عمل اس پر ہر قسم کے آؤ سے تیرے رب کا کوئی معبود نہیں

لَا أُمُو وَأَعْرِضْ عَنْ الْمُشْرِكِينَ

ہاں میں نے اور نہ پھیرنے کے شرکوں سے

آپ خدا نے اور ہر جگہ کہ اس کے علم پر چل رہے ہیں اور شرکین کے جمل و تادیب طرف خیال نہ فرمائیں کہ اسے روشی دلائل و بیانات سننے کے بعد بھی رد راست نہ پڑے۔ (ترجمہ)

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكُوا

اور اگر اللہ چاہتا تو لوگ شرک نہ کرتے

اللہ تعالیٰ نے ہر دینی مومن کو نہیں بتاتا:

یعنی ان تعالیٰ کی نعمتی نعمت اس کو منتقلی نہیں ہوئی کہ وہ ساری دنیا کو ہر دینی مومن بتا دے۔ چنگ ادا ہوتا تو مائے زمین پر ایک شرک کو بتا نہ چھوڑا۔ لیکن شروع سے انسانی لغت کا لفظ ہی اس نے ایسا رکھا ہے کہ کوئی کوشش کرے نہ دنیا بابت بول کر سکے۔ نہ ہم بول کر سکیں۔ بالکل معبود حضرت جو پہلے اس مسئلہ کی تقریر کر چکا۔ (ترجمہ)

وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا وَمَا أَنْتَ

اور ہم نے نہیں کیا تم کو ان پر نگہبان اور نہیں ہے

عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ

ان پر داروغہ

أُولَادِهِمْ سُرًّا وَنَهَارًا وَهُمْ وَلِيلًا
 اولاد کے سحر کو ان کے شرکیوں نے تاکر ان کو ہمارے گریز اور ہمارے
عَلَيْهِمْ دِينُهُمْ
 دین ان پر لکھ دیا

اولاد کو قتل کرنا۔ یہاں "سُرًّا" کی تفسیر جو یہ "نہایت سحر" سے کی
 ہے۔ شرکیوں کی انتہائی جہالت اور شک کی ایک نسل پر حق کو قتل کرنے کی
 بیخوشی سے کہتے ہیں کہ ان کے سحر اور بعض اس اندیشہ پر کہ ان سے
 کوئی بچے پیدا ہوگا تو ان کو قتل کر دیتے تھے۔ بعض اوقات یہ بت مانتے تھے کہ
 اگر اس سے بچہ پائے گا تو اس کا چہرہ اور چوڑی ہونے کا قیاس تھا۔ یہ کہ
 وہ مرد یا عورت ہو۔ چہ ان علم و ہوش کی کوئی بات اور قربت تھیں
 تھے یا نہ۔ یہ مشیطان نے سنت فعلی اللہ کے خلاف میں بھائی ہوئی۔
 یہود میں بھی یہ سنت تھی کہ اگر کسی مرد یا عورت ایک وقت و قربت کے
 چارے نہ رہا ہے جس کا افسانے کی اس امر اہل کے ہر دور سے روایہ
 یہ حال اس حدیث میں قتل اولاد کی اس تمام حدیث کی شامت بیان
 فرمائی ہے نہ یہ حدیث میں اس حدیث۔ یعنی "سُرًّا" کی تفسیر و
 ترمیم اس لئے کرتے ہیں کہ اس میں کوئی کوئی نہ تھا اور ان کے
 تباہ و برباد کر کے چھوڑ دیں اور ان کے چہرے میں کوئی نہ تھا کہ جو کام
 صحت اور بیماری انسان کے ہاتھ میں تھا اور ان سے اسے ایک اور کام
 اور قربت و محبت اور ان کی۔ والیاد کا کلمہ است اور ان کی اور ان کی
 حالت و جہالت اور ان کی

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فُتِلُوهُ قَدْ رَمُّهُ
 اور اگر چاہتا تو وہ یہ کام نہ کرتے جو چھوڑ دے وہ چاہتا
وَمَا يُفَعَّرُونَ
 اور ان کو بھولتے

اسی طرح کی "ت" "تواظا" شرک و کفر کی گروہی۔ یہاں جو کہ
 نے جس سے یہ کلمہ ای مشعل کی دوسری آیات کے تحت میں لکھ لیا۔
 خداوند کریم ہے۔ وہ نہیں جانتا

وَقَالُوا هَذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرًا
 اور کہتے ہیں کہ یہ مویشی و کھیتی زمین ہے اس کو کہتی ہے

يُطْعَمُونَ الْإِنْسَانَ كَمَا يَرْعِيهِمْ وَأَنْعَامٌ
 انعام کہ جس کو ہم پالتے ہیں ان کے خیال کے موافق
حَرِثَتْ فَهَؤُلَاءِ وَأَنْعَامٌ لَا يَذْكُرُونَ
 اور ان کے مویشی کی پالنے والی ہے یہاں ہمارے مویشی ان کے لئے
إِسْمُ اللَّهِ عَلَيْهَا أَقْبَرُ عَلَيْهِمْ سَجَرَتِهِمْ
 اللہ کے نام سے اللہ کا نام جو بہتان یا کلمہ کرنا ہے
يَهَاكَ أَنْتُمْ يُفَعَّرُونَ
 اور یہاں ان کو بھولتے ہیں

شرکوں کی خرافات:

خداوند انہیں ان گناہوں سے بچائے کہ ان میں سے صرف ایک گناہوں میں
 انہوں نے کفر کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں انہیں مویشی و گائےوں سے
 متعلق نامہ کر کے بھی جو ان کے نام پر وقت کرتے ہیں۔ ان
 طرف میں جانور کی پالنے والی اور یہ روایت کہ ان کو نام لگتے تھے۔
 بعض جانوروں کی نسبت پر کرنا یا کلمہ کرنا کہ ان کے ہاتھ میں
 اور ان کے لئے وقت ان پر لکھا کہ ان کو نام لگوانے کی چیز میں
 خدا کی رحمت نہ ہو جائے۔ یہ مطلب ہے کہ ان خرافات اور جہالتوں
 خدا کی طرف نسبت کرتے تھے تو اس سے اللہ کا نام لگوانے کے کام
 اور ان میں سے کوئی سے اس کی غمگینی کا عمل کی جانتی ہے۔ وہ کہ
 انہوں نے نامہ پر کرنا۔ یہاں ان کے یہاں ان کے خرافات کی بات ہے
 اور یہاں ان کے لئے لکھا۔ وہ کہ

وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَذِهِ الْأَنْعَامِ
 اور کہتے ہیں جو یہ ان مویشی کے پیٹ میں ہے اس
خَالِصَةٌ يَذْكُرُونَنَا وَنَحْنُ عَلَىٰ أَرْوَاهٍ
 تو اس سے یہ کہ وہی خالص اور وہاں ہے اور انہوں میں
وَأِنْ يَكُنْ مِثْقَالُهُ فَهَمْ فِيهِ شِرْكًا
 اور جو کچھ وہاں ہے اس کے لئے میں سب دانتوں میں

رہتی ہیں جو ان لوگوں سے کہ وہ اپنی طرف سے کلمہ اور شریعت کو اپنے دل سے نکالیں۔ (میرزا جعفر)

وَمِنَ الْمُعْزِزِينَ قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ

جو ان کے آئندہ اعمال کو بڑھائیں۔

مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ان لوگوں میں سے جو اللہ کے فضل سے بہرہ مند ہوں۔ (میرزا جعفر)

وَمِنَ الْمُعْزِزِينَ قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ

اور ان کے دل بڑھائیں۔ (میرزا جعفر)

وَمِنَ الْمُعْزِزِينَ قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ

اور ان کے دل بڑھائیں۔ (میرزا جعفر)

وَمِنَ الْمُعْزِزِينَ قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ

اور ان کے دل بڑھائیں۔ (میرزا جعفر)

حاصل و حرام کرنے کا اختیار فقط اللہ کے ہے۔

مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ان لوگوں میں سے جو اللہ کے فضل سے بہرہ مند ہوں۔ (میرزا جعفر)

مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ان لوگوں میں سے جو اللہ کے فضل سے بہرہ مند ہوں۔ (میرزا جعفر)

مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ان لوگوں میں سے جو اللہ کے فضل سے بہرہ مند ہوں۔ (میرزا جعفر)

مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ان لوگوں میں سے جو اللہ کے فضل سے بہرہ مند ہوں۔ (میرزا جعفر)

مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ان لوگوں میں سے جو اللہ کے فضل سے بہرہ مند ہوں۔ (میرزا جعفر)

مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ان لوگوں میں سے جو اللہ کے فضل سے بہرہ مند ہوں۔ (میرزا جعفر)

مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ان لوگوں میں سے جو اللہ کے فضل سے بہرہ مند ہوں۔ (میرزا جعفر)

وَمِنَ الْمُعْزِزِينَ قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ

اور ان کے دل بڑھائیں۔ (میرزا جعفر)

وَمِنَ الْمُعْزِزِينَ قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ

اور ان کے دل بڑھائیں۔ (میرزا جعفر)

وَمِنَ الْمُعْزِزِينَ قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ

اور ان کے دل بڑھائیں۔ (میرزا جعفر)

مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ان لوگوں میں سے جو اللہ کے فضل سے بہرہ مند ہوں۔ (میرزا جعفر)

خریج کرو اور اللہ سے کسی کا اندیشہ نہ کرو۔

مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ان لوگوں میں سے جو اللہ کے فضل سے بہرہ مند ہوں۔ (میرزا جعفر)

مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ان لوگوں میں سے جو اللہ کے فضل سے بہرہ مند ہوں۔ (میرزا جعفر)

وَمِنَ الْمُعْزِزِينَ قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ

اور ان کے دل بڑھائیں۔ (میرزا جعفر)

مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ان لوگوں میں سے جو اللہ کے فضل سے بہرہ مند ہوں۔ (میرزا جعفر)

وَمِنَ الْمُعْزِزِينَ قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ

اور ان کے دل بڑھائیں۔ (میرزا جعفر)

وَمِنَ الْمُعْزِزِينَ قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ

اور ان کے دل بڑھائیں۔ (میرزا جعفر)

مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ان لوگوں میں سے جو اللہ کے فضل سے بہرہ مند ہوں۔ (میرزا جعفر)

مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ان لوگوں میں سے جو اللہ کے فضل سے بہرہ مند ہوں۔ (میرزا جعفر)

یہ وہ چشمش دل ۱ جان نازہ صیدور

ہنگ اصحاب صورت راپ ہوا رہا سنی دا

اب راگنہ بائیں دیکھنے ضرورت نہیں۔ گرتھ کی رحمت سے حکو
فرمایا چاہے دو قرآن قرآن ہر کھل کتاب پر اور دھرت سے نہ
کیا اس کتاب نے کسی معنی خلاف ورزی نہ ہے۔ (۱) (۲) (۳)
وَعَلَّمَ الْكِتَابَ تِلْكَ الْأَمْثَالَ لِيَذْكُرُوا لِمَنْ لَمْ يَرْحَمُوا مِنْهُمْ
(قرآن) ایک کتاب ہے جس کو ہم نے بھیجا ہے بڑی نعمت والی
اس پر چلا اور (تکالیف سے) بچنے کو فرما رہا ہے۔ یعنی مری کے
مدد سے قرآن نازل کیا ہے نہ بدست میں نہ بدست سے نہ چھو کر ہے
کیونکہ اس سے خدا کا تقرب ہے اور تقرب ہمارے میں علوم کا کثیر نامہ اور ہر
ہے کو پانچ عینہ انورہ اور کرے۔ جس کو جس کی جہاں کے الفاظ ۱۴۸
گروہ اور الفتن کی صورت میں اللہ کے خلاف سے (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

أَنْ تَقُولُوا إِنَّمَا أُنْزِلَ الْكِتَابُ عَلَى طَائِفَتَيْنِ

اس واسطے کہ کہی تم کہتے کہ کتاب خدا ان دو جماعتوں میں

مِنْ قَبْلِنَا وَلَئِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ

فرقوں پر جو ہم سے پہلے تھے اور ہم کو ان کے پڑھنے پر حائل کی

لَكُفْلَيْنِ ۖ

تجربہ بھی

اب سب کے حضور میں کر دیئے گئے:

یعنی اس مبارک کتاب (قرآن کریم) کے نزول کے بعد عرب سے
اممیں آئے۔ یہ کہنے کا بھی موقع نہیں پیدا ہوا تھا کہ مشرق جو عالمی کتاب
شرائع الہیہ کو نے کر تھی وہ تو وہ دے علم کے حوالی کی دھرتوں میں
نہ رہی پڑھنے پر چنگ رہا نہ آپس میں سے پڑھنے پر نہ سنا سے۔ دیکھتے
اس کا ترجمہ کی عربی میں کر تے تھے مثلاً اردو میں نقل و تفسیر وہ بہت سے
دھرت میں اس میں لکھ دے کہ عرب کو یہودی اور نصرانی یا عیسائی
نہیں مانی تھیں۔ دیکھتے سے کوئی مراد نہیں رہا۔ اس سے بہت نہیں کر
یہ وہ انسانی جو کہ پڑھتے تھے وہ پڑھیں نہ اپنی اصل کی
صورت میں لکھتے تھے۔ مطلب صرف اس قدر ہے کہ ان شرع و کتاب کی
اصلی مطالب تھے جو کہ نبی مرسل کی خواہش تعلیم کے بعض افراد مثلاً

توحید اور اصول دینی کی دولت کو رحمت سے نبی مرسل کے حوالہ دہی
انوار کے حق میں بھی عام کر دی گئی۔ یہ وہ تمام جو شریعت ہے۔ کتاب الہی
برکات تجریدی کی خاص قوم پر ہی کے مخصوص فکر کے نزاعی ہوا
کے دوسرے دیکھتے سے اور دوسری اقوام خصوصاً عرب میں خود اور اقوام
کو انجلی اور گناہ دہو تھے مستعد نہیں۔ مگر یہ وہ کہہ تھے کہ کوئی
آسانی کتاب و شریعت دہی طرف نہیں آئی۔ اور جس کی قسمت قوم کے
لے آئی وہ اس سے ہم نے چھل اس واسطے نہیں لکھا۔ یہ ہم نے شریعت پر
ماخوذ ہوتے مقررہ ان کے لئے اس طرح کے چھلے حوالوں کو صحت نہیں
رہا۔ خدا کی رحمت اس کی دہی کتاب اور دہی رحمت علانیہ کی دہی
نامہ اس کے گھر میں ان کی تھی۔ تاکہ وہ لوگ اس سے مستفید ہوں۔ پھر
اس حالت اسے کو تمام امور اور امور شرق و مغرب سے خدا کی رحمت
حفاظت و احتیاء کے ساتھ پیشانی۔ یہ کہتے یہ کتاب کی خاص قوم ملک
کے لئے نہیں ان کی تھی۔ اس کی کو حسب تو سار جہان ہے۔ چنانچہ خدا کے
فضل و رحمت سے عرب کے دہی رحمت کا یہ تمام اور قرآن ہیام نے دنیا
کے گوشہ گوشہ میں پہنچایا۔ واللہ اعلم بالصواب (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْكِتَابُ الْمَكْنُونُ

جانتے کہ کہ اگر صرف ان کی کتاب تو یہ تو وہ پڑھتے ہیں

أَهْدَىٰ مِنْهُمْ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَبِّكُمْ

بہتر سے بھی تمہارا اس رحمت تمہارے

رَبِّكُمْ وَهَدَىٰ ذُرِّيَّتَهُ

عرب کی طرف سے وہ رحمت اور رحمت

کتاب موجود ہے محل کر کے دکھاؤ:

یعنی پہلی اسوں کو حال میں کرنا ہے تم کو یوں پہلی دور دل میں وہ
الہی کہ خدا سے جس خدا کی کتاب تو تو تمام دوروں سے بڑھ کر
نہ دکھاتے۔ سو کہ ان سے اگر کتاب دیدی گئی وہ نہیں مانی
تاکہ کر کے دکھاؤ۔

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَصَدَّقَ

اب اس سے زیادہ ظالم کون جو جھٹلا دے اللہ کی آیات کو

خوب خبر ہر اور کہیں پھونکی ہوگی (یعنی سوائے ہوجائیں گے) پھر کچھ
اوجوں کی طرف سے گزریے گا اور ان کو رحمت دے گا مگر وہ جہاں کی
رحمت کو رد کر دینگے جب وہاں ان کے پاس سے وہی ہوگا تو وہ سب کال
میں جلا ہو جتے ہو گئے ہاں بالکل قسم ہو چکا ہوگا ان کے پاس نہ نہ ہوگا
وہاں، برائے کی طرف سے گزریے گا وہ اپنے اپنے بہرہ نکال دے گا تو
مادے خزانے اس کے پیچھے ہوئیں گے جیسے شہد کی قہقہے کی طرح
پچھے ہوتی ہیں۔ پھر وہاں ایک شخص کو بلائے گا جو جوتی ہے، پھر وہ ہوگا
تو اس سے اس کے دھوکے کر کے (انگ انگ بہت دستانہ تیر چمک دے
گا پھر اس کو بلائے گا تو وہ گفت وادتا ہوا سامنے آئے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور باجوج ماجوج:

وہاں اپنی اسی حالت میں ہوگا کہ اللہ سبحانہ مہربان ہو گا۔ کچھ
محقق کے شرعی جاب سلید مزاد کے پاس وہ فرشتوں کے بازوؤں پر
دلوں ہاتھوں کا سہارا ہے اور پھر سچا سچا کے تو چاندی کے موتیوں
کی طرح (پہننے کے) مقررہ تنگیں گے ہر امر میں گے تب بھی
موتیوں کی طرح (پیرے سے) قطرے ہوں گے جس کا رگوں کے
سامنے کی ہو چکی کہ وہ مر جائے گا اور ان کے سامنے کی اس تک ہو
گی جہاں تک ظفر کی پٹی ہوگی۔ وہاں کو دھو دھو جس کے اور اب لہ کے
پاس اس کو پانچ کر رہیں گے۔ پھر عیسیٰ کے پاس ہو گا تو انہیں گے جن
کو اللہ نے وہاں سے نکال دیا تھا۔ یعنی ان کے پیروں سے خبر و مال
کرینگے اور جنت میں (لے دے گا) ان کے اسباب بیان کرینگے۔

اس کے بعد اللہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وہی پیچھے کا کاب میں نے
اپنے بندے ایسے پیدا کر دیے ہیں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں
تم میرے ان بندوں کو میرے طرف کی طرف لے جاؤ۔ ان کے بعد وہ
باجوج ماجوج کو نکالتے ہوئے ہر جگہ کے پیچھے سے پھینکے جائیں گے (ان کی
تعداد واقعی ہر جگہ کی کہ ان کا ذکر کر دہ جب بخیر و طریقہ پر گزریے گا اور سب
پانی ملی جائے گا اور آخری ٹوٹ جب وہاں سے گزریں گے تو کھینکے گے
یہاں بھی پانی نہ۔ باجوج ماجوج چلتے پھرتے جب کو ہر جگہ کو بیت
والمقدس تک آئیں گے تو کھینکے گے ہم نے زمین کے باشندوں کو توکل کر
دیا اب ہم آسمان والوں کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے چھوٹے تیر
آسمان کی طرف پھینکیں گے اور اللہ ان کے چروں کو خون سے لگھن کر کے
دیکھیں کرے گا (وہ بہت خوش ہو گئے) اللہ کا نبی اور اس کے ساتھی (اس

اس کے بعد اللہ کے نبی عیسیٰ اور ان کے ساتھی دعا کرینگے تو اللہ
باجوج ماجوج کی کڑوں میں کھٹیاں پیدا کر دے گا جن کی وجہ سے سب
کے سب آپ آدمی کی طرف سے کور جائیں گے پھر عیسیٰ نبی علیہ السلام
کے ساتھی اپنے آقا کو پہنچنے لگیں زمین پر ہذا کچھ جگہ ان کو ایسی نہیں ملے
گی جو سرائے اور قلعے سے بھری نہ ہو یعنی نبی اللہ اور ان کے ساتھی اللہ
سے دعا کرینگے تو اللہ کچھ پرندوں کو بھیج دے گا جو خلیق انہوں کی کڑیوں کی
طرح (لے لے لے) ہو گئے۔ یہ پرندے ان کو اللہ کر لے جائیں گے اور
جہاں اللہ کی مرضی ہوگی چمک دیں گے۔ ایک ایسا میں آیا ہے کہ اللہ
ان کو کھلی میں پھینک دے گا اور مسلمان باجوج ماجوج کی کانٹوں میں
اور جہاں کو مٹا دیں تب ایک جگہ ان کے طور پر استعمال کرینگے۔ پھر اللہ
بارش کرے گا جو ساری زمین کو دھو کر دے گی کی طرح کرے گا۔ کسی کچے
مکان یا پیرے کی چھت کھنڈ نہیں رہے گی۔

بے مثال خوشحالی:

اس کے بعد زمین کو کھم ہوگا اپنی مہربانی کا اور پیرے اور کوکھ کر دے
دے۔ چنانچہ اس زمانہ میں ایک ایسا ایک جماعت کے لئے کافی ہوگا اور
انہوں کے پھلے سے لوگ سائنات انہیں گے۔ وہ وہاں سے نکلتے ہو جائے گی
وہ وہاں دے والی ایک انہی ایک بڑے گروہ کے لئے وہ وہاں دے والی
ایک گئے ایک قبیلے کے لئے اور وہاں دے والی ایک کھری قبیلے کے ایک
خانہ ان کے لئے کافی ہوگی۔

مؤمنوں کا اٹھ جانا:

اسی حالت میں اللہ ایک غبار ہوا پیچھے آج لوگوں کی نظروں کے
نیچے لگے گی اور ہر مومن و مسلم کی روح قبض ہو جائے گی صرف شریر لوگ
باقی رہ جائیں گے جو جتنے لوگ اور گناہ کرینگے جیسے گمراہ آہیں میں کرتے
ہیں۔ انہی پر قیامت پڑے گی۔

وہاں کے قیامت:

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
خون کرے گا اس کے ساتھ پانی بھی ہوگا اور ایک کھلی۔ لوگ جس کو پانی

وَمَنْ جَاءَ بِالسَّبِيلَةِ فَلَا يُجْزَى إِلَّا

اگر کسی نے یہ سچا کر دیا تو اس کی تعریف کی جائے گی

وَمِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُضْمَنُونَ ﴿٥٠﴾

اتنی نے فرمایا: اے محمدؐ یہ کلمہ ہے:

یہ بڑھاپا سے زیادہ شرف ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔
 مرنے سے پہلے ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔
 ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔
 ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔
 ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔
 ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔
 ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔
 ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔

بزرگ اور پاکیزہ وصال:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ وہ صبح کو اٹھتے ہیں اور اپنے سر پر کھانسی کا پتہ لٹکتا ہے۔ ان کے ہاتھوں میں تھوڑا سا پانی ہوتا ہے۔ ان کے قدموں میں تھوڑا سا مٹی ہوتا ہے۔ ان کے کپڑے سفید ہوتے ہیں۔ ان کے منہ میں تھوڑا سا پانی ہوتا ہے۔ ان کے دل میں تھوڑا سا غم ہوتا ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔

افضل صلوٰۃ

ہم نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔

صرف ارادے پر ایک نکلے ہے:

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔

عمر کا طے کرنے والی چیز

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰى سَبِيْلًا

اِنَّنِيْ هَدٰى سَبِيْلًا

اِنَّنِيْ هَدٰى سَبِيْلًا

اِنَّنِيْ هَدٰى سَبِيْلًا

حَنِيفًا

حَنِيفًا

اِنَّنِيْ هَدٰى سَبِيْلًا

اِنَّنِيْ هَدٰى سَبِيْلًا

اِنَّنِيْ هَدٰى سَبِيْلًا

اِنَّنِيْ هَدٰى سَبِيْلًا

اِنَّنِيْ هَدٰى سَبِيْلًا

اِنَّنِيْ هَدٰى سَبِيْلًا

اِنَّنِيْ هَدٰى سَبِيْلًا

اِنَّنِيْ هَدٰى سَبِيْلًا

اِنَّنِيْ هَدٰى سَبِيْلًا

اِنَّنِيْ هَدٰى سَبِيْلًا

اِنَّنِيْ هَدٰى سَبِيْلًا

اِنَّنِيْ هَدٰى سَبِيْلًا

اِنَّنِيْ هَدٰى سَبِيْلًا

اِنَّنِيْ هَدٰى سَبِيْلًا

اِنَّنِيْ هَدٰى سَبِيْلًا

اِنَّنِيْ هَدٰى سَبِيْلًا

اِنَّنِيْ هَدٰى سَبِيْلًا

تَعْقَابُ ۚ وَ اِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيْمٌ

عاقب کرنے والا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے

کوئی ستارہ یا تار وار ہے۔

یعنی تار وار یا ستارہ کی طرح نہیں بلکہ وہ ایک نورانی جسم ہے۔
 ہے۔ اس کے لئے ہر ایک صوبہ و مختلف اقسام کی دولت و برکت میں اس کی
 میں کسب و فراہم کیا ہے۔ اور اس کے لئے اس کی تصویر یا کمال و کمال
 و کمال و کمال کی حالت میں اس کے لئے ہر ایک صوبہ و مختلف اقسام کی
 شمس و ستارہ و کمال ہے۔ اس کے لئے ہر ایک صوبہ و مختلف اقسام کی
 و کمال ہے۔ اس کے لئے ہر ایک صوبہ و مختلف اقسام کی
 و کمال ہے۔ اس کے لئے ہر ایک صوبہ و مختلف اقسام کی
 و کمال ہے۔ اس کے لئے ہر ایک صوبہ و مختلف اقسام کی

انفس و اہل سورج

اس کے لئے ہر ایک صوبہ و مختلف اقسام کی
 و کمال ہے۔ اس کے لئے ہر ایک صوبہ و مختلف اقسام کی

شفا و

ان کے لئے ہر ایک صوبہ و مختلف اقسام کی
 و کمال ہے۔ اس کے لئے ہر ایک صوبہ و مختلف اقسام کی
 و کمال ہے۔ اس کے لئے ہر ایک صوبہ و مختلف اقسام کی

متر پرانہ فرشتوں کے ساتھ

ان کے لئے ہر ایک صوبہ و مختلف اقسام کی
 و کمال ہے۔ اس کے لئے ہر ایک صوبہ و مختلف اقسام کی
 و کمال ہے۔ اس کے لئے ہر ایک صوبہ و مختلف اقسام کی

ان کے لئے ہر ایک صوبہ و مختلف اقسام کی
 و کمال ہے۔ اس کے لئے ہر ایک صوبہ و مختلف اقسام کی
 و کمال ہے۔ اس کے لئے ہر ایک صوبہ و مختلف اقسام کی

سورہ الاعراف

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

سورہ الاعراف میں اسی نام کی آیت ہے

ظَلَمِينَ

میں نے ظلم کیا

گدھت قوموں پر عذاب کا منظر

یعنی جب ان کے ظلم و ستم اور کفر و مہمان کی بددینی تواریق کی لذت و شہوات میں مہلک اور عذاب الہی سے بے غش نے غرور و غلابِ اجتراحت کے حصہ چنے گئے کہ یہ یکبارہ سے عذاب نے آویزاں کیا۔ بلائت آفرینوں کے اس وہشتیہ منظر اور ہلکے دار و گیر میں ساری مصروفی بھول گئے ہمارے طرف سے ﴿اِنَّكَ ظَلَمْتَ﴾ کی جی بکھرے ہوئے ہلکتی نہ رہنا تھا۔ گو اس وقت انیس واچ ہوا اور آخر کار کراہ کر خدا کی پے ظلموں کو جہنم کو دی اپنی ہالوں پر ظلم کرتے ہیں ﴿فَمَا تَعْمَلُنَّ﴾ کی جہنم میں مسخری کے کی قول ہیں۔ تاکہ اس پر حق قتل دے ان کو اعلیٰ کی تشریف و تکمیل قرار دے جسے کہا جائے کہ وہاں غسل و حوض و دریا (غار) میں نے جو کیا وہ دیکھو اور ہاتھ دھو۔ اس مثال میں ان ہاتھ دھو دھو کر ہی کی تکمیل و تشریف ہے۔ اسی طرح یہاں دیکھ کر بھی اُن تکمیل کیلئے عذاب کے بیان سے آگے۔ انا اسم و رنگ جلی

فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَ

سو ہم کہیں ہر چہ پتہ سے ہیں جن کے پاس رسول بھیجے گئے تھے اور

لَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ

ہم کہیں ہر چہ پتہ سے ہوں گے

امتوں سے سوال ہوگا:

جن امتوں کی طرف بھیجے ہوئے، ان سے سوال ہوگا ﴿مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ﴾ (تم نے ہمارے پیغمبروں کی دعوت کو کہاں تک قبول کیا تھا؟ اور جو پیغمبروں سے پوچھیں گے وہ ابھتم (تم کو امت کی طرف سے کیا جواب دیا تھا؟) ان کے جواب دیں

مسلم نے حضرت نے یہاں روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج اور ان کے شاہد میں فرمایا تم سے میرے متعلق دریافت کیا جائے گا کہ تم کیا کہو گے۔ حاضرین نے عرض کیا ہم شہادت دیتے تھے کہ آپ نے (اللہ کا نام پکارتے ہوئے) دعا کی اور حضرت کو دی۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے اللہ تو گواہ رہنا۔ امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی

دیکھ کر اس طرح قوت و جرأت کے ساتھ ادا کر سکتے گا۔ افسوس جلی

لِنُنْذِرَ بِهِ وَذِكْرُنَا لِلْمُؤْمِنِينَ

تاکہ تو ارادے اس سے اور نصیحت اور ایمان والوں کو

کتاب انار کے لیے غرض

یعنی کتاب انار کے لیے غرض یہ ہے کہ تم ساری دنیا کو اس کے مستقبل سے آگاہ کر دو اور دینی کے انجام سے آراؤ اور ایمان لانے والوں کے حق میں خاص طور پر یہ ایک مؤثر نظام نصیحت ثابت ہو۔ (تفسیر جلی)

إِصْبَحُوا مِمَّا آتُرَكُ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا

پلو آئی ہو اگر تم پر تمہارے رب کی طرف سے اور نہ

تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مِمَّا

پلو اس کے سوا اور رفیقوں کے جیسے تم بہت کم

تَذَكَّرُونَ

ادھیان کرتے ہو

خود اور دھیان رکھو:

آئی اگر حق تعالیٰ کی قرینت عظیم اپنے آغاز و انجام اور طاقت و معیت کے ساتھ پوری طرح دھیان کرے تو اس کو بھی جرأت نہ ہو کہ اپنے رب کریم کی اجری ہوئی چالاکت کو چھوڑ کر شیطان اس و اس کی رفاقت میں انہی کے جیسے چٹا شروع کرے۔ گوشت اقسام میں سے انہوں نے خدا کی کتابوں اور پیغمبروں کے مقابلہ پر ایسا رویہ اختیار کیا ان کو جو دنیاوی مزا ملی وہ اس کے مقابلہ سے کم ہے۔ افسوس جلی

وَكَمْ مِنْ قَرِيْبٍ أَهْلَكْنَاهَا فَمَا بَالُهَا

اور کتنی ہمتیں ہم نے ہلاک کر دیں کہ پہلچان پر نہ رہا عذاب راتوں

بَيْنَا أَوْ هُمْ قَائِلُونَ ﴿فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ﴾

رات یا دو پہر کو سوتے ہوئے پھر بھی حتیٰ ان کی پکار

إِذْ جَاءَهُمْ بِأُسْرًا إِلَّا أَنْ قَالُوا إِنَّا لَنَّا

جسے وقت کہ پہچان ان پر ہمارا عذاب کہ کچھ لگے ہو چکے

نوع و صفت ہے کہ ہر ایک کو جو چیز خواہاں تمام دنیا کی اس کی
مگر کہ یہاں سے ہر ایک کو جو چیز خواہاں تمام دنیا کی اس کی
نوع و صفت ہے کہ ہر ایک کو جو چیز خواہاں تمام دنیا کی اس کی

جبریلؑ نے حضور ﷺ کی تصدیق کی

معدے سے پھٹیں ہیں۔ اس وقت کہ عرصہ میں مہاجرانی حالت سے آئے۔
حضرت نے ان کے لئے کھانا پکانا شروع کیا۔ یہاں تک کہ (علی بن
طہر) نے کہا: ایسا حال ہے کہ ان کے اہل خانہ اپنے اپنے خوں اور اس کے
خونچہ والوں کو اور ان کے اہل خانہ میں بیچیں کہ وہ اس کے لئے بھرتہ
دلاں تو لہجہ برادرانہ ہے کہ اچانک کھانے لگے۔ ان کے ہوتے تو اس کے
اہل خانہ نے ان کے لئے کھانا پکا دیا۔ وہ نے کھانے کے لئے کہا کہ اچانک
اس کے خوں اور اس کے خوں سے بھر دیا۔ یہاں تک کہ ان کے خوں اور
خونچہ والوں نے اپنے خوں اور اس کے خوں سے بھر دیا۔ یہاں تک کہ ان کے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے

وہ سب سے پہلے اس وقت میں سے تھی کہ اس نے اپنی زبان سے کہا کہ میں نے
 کوئی راستہ نہیں دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے اس وقت کوئی راستہ نہیں دیکھا ہے۔
 اس نے کہا کہ میں نے اس وقت کوئی راستہ نہیں دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے
 اس وقت کوئی راستہ نہیں دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے اس وقت کوئی راستہ نہیں
 دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے اس وقت کوئی راستہ نہیں دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے

طاہرین سے مراد ان لوگوں سے جو اس زمانہ میں اپنے قدموں پر مسلمانوں کے لئے جہاد کا رعبہ بکھیر رہے تھے۔ ان لوگوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نئی تعلیم، فوجی تربیت کا ایک نیا طریقہ، ایک نیا طریقہ بیان کیا ہے۔ یہ تعلیم اور طریقہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے، اس میں ایک نیا فلسفہ ہے، ایک نیا طریقہ ہے، ایک نیا طریقہ ہے۔

فَنَقُصِّهِمْ عَلَيْهِمْ رِجَالَهُمْ وَكَانَ مِنْهُمْ

[illegible]

کوئی عمل اللہ سے پوشیدہ نہیں ہے!

میں نے ان صاحبزادوں کو دیکھا تو ان کے ہاتھوں پر لکڑی کے پتوں کی طرح ایک ایک انگلی کی طرح پھیلے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھوں پر لکڑی کے پتوں کی طرح ایک ایک انگلی کی طرح پھیلے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھوں پر لکڑی کے پتوں کی طرح ایک ایک انگلی کی طرح پھیلے ہوئے تھے۔

[illegible][illegible]

انسان اپنے آپ کو تمام شے اور ہر شے کا مالک سمجھتا ہے کہ وہ سب شے
اسے ملے گا۔ اس کی تسکین پانا یا انکار نہ کرنا ہی انسان کے صبر و تحمل کی پیمائش
ہے۔ اگر وہ صبر کرے گا تو اس میں سے بہت کچھ ملے گا۔ اگر وہ صبر نہ کرے گا تو اس میں سے
کچھ نہ ملے گا۔ انسان کو اپنے آپ کو تمام شے اور ہر شے کا مالک سمجھنا ہی اس کی
سب سے بڑی غلط فہمی ہے۔ انسان کو اپنے آپ کو تمام شے اور ہر شے کا مالک سمجھنا ہی اس کی
سب سے بڑی غلط فہمی ہے۔ انسان کو اپنے آپ کو تمام شے اور ہر شے کا مالک سمجھنا ہی اس کی
سب سے بڑی غلط فہمی ہے۔ انسان کو اپنے آپ کو تمام شے اور ہر شے کا مالک سمجھنا ہی اس کی

[illegible]

یہی وہ انبیاء کی تھیں جنہوں کی ہر قسم کے زہر میں کبھی دوسرے
سے غلط جیسے جہالت۔ یہ بتائیں خدا سے کہ چاہے سارے دنیا کی قوم نے آپ کو
شکارت کیا ہے سارے انسان کے زہر میں دھونے تو حق تعالیٰ کے حکم سے

میں نے اپنے سے بڑے آدمیوں سے سنا ہے کہ یہ ہمارے
تعلیم یافتہ ہیں جن کے ہاتھوں میں ہمارے ہاتھوں کی طرح
ہو رہے ہیں۔

شراب پر پانی کا اثر

میں نے اپنے سے بڑے آدمیوں سے سنا ہے کہ یہ ہمارے
تعلیم یافتہ ہیں جن کے ہاتھوں میں ہمارے ہاتھوں کی طرح
ہو رہے ہیں۔

تَجَرُّبِي مِنْ تَجَرُّبِهِمْ لَا تَهْرُوقُ إِلَّا الْحَمْدُ

تجربہ کرنے والی باتیں ان کے تجربہ سے زیادہ ہیں۔

بِتِلْكَ الْبَيِّنَاتِ هَذَا الْهَذَا وَأَنَّكَ لَتَهْتَدِي

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

لَا إِلَا أَنْ هَذَا إِذْ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

رَبِّكُمْ بِالْحَقِّ

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

وَلَوْ دُونَ أَنْ يَكُنْ الْجَنَّةُ أَوْ رِثْمُهَا

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

لَتَكُنَّ عَمَلُونَ

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

أَمْثَلُ وَعَلَيْهِمُ الصَّلَاحُ لَا تُكَلِّفُ نَفْسًا

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

لَا أَوْسَعُهَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

فِيهَا خَالِدُونَ

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

لَا تُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

وَنُزَعْنَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

وَنُزَعْنَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو ہدایت ملے گی۔

[illegible][illegible]
$$\frac{1}{2} \left(\frac{1}{2} \right)^2 = \frac{1}{8}$$

1. *Chlorophyll *a**

خیر طلب کرو: حضرت زہریؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ کی تسبیح پڑھ کر اللہ سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اللہ کی رضا سے لے کر اللہ کی رضا تک پہنچائے، اللہ تعالیٰ اس کو اللہ کی رضا سے لے کر اللہ کی رضا تک پہنچائے۔

ترجمہ کی پاموش

[illegible][illegible]

خود میں دیر کا فرق کی مثال:

تفصیل کے لئے اس میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی نے ایک مضمون لکھا ہے جو اس کتاب کے آخر میں ہے۔

قَالَ الْهَلَاكَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قُوَّةِ رَبِّكَ
 اے کافر! جو کافر تھے ان کی قوم میں تم کو بھیجے ہیں
 لَئِيْلًا فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّهُ لَنَصْلُكَ مِنْ
 قَتْلِكَ قَاتِلٌ لَمْ يَكُنْ لَكَ قَاتِلٌ كَمَا كُنْتَ
 الْكَافِرِينَ
 مانتا ہے کہ

أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنَّكُمْ ذِكْرُ مَنْ رُتِبَتْ عَلَيْهِ
 کیا تم کو وحی پہنچائی گئی ہے کہ تم لوگوں کے لیے
 رَجُلٌ مِّنْكُمْ لِيُنذِرَكُمْ وَأَذْكُرُوا
 ایک مرد ان لوگوں میں سے ہے کہ تم کو یاد دلا دے اور
 إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ
 جبکہ تم کو سردار کر دیا چنانچہ قوم نوح سے

سرداروں کا جواب:

جی معاذ اللہ! تم بے فکر ہو کہ باپ اور ان کی روش پیڑھ کر ساری
مذہب سے الگ دولت ہو کر ہو گئے تھی ہمارے بچے ان لوگوں کے
طرف متوجہ رہیں گے اور خود کو خدا کا ارادہ سمجھیں گے۔

قَالَ يَقَوْمُ بَيْسَ بِنِ سَفَاهَةٍ وَلَكِنِّي
 بولا۔۔۔ یہ تو بے عقل ہیں کیا یہ
 رُسُلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ اے اہل عالم
 میں بھیجے ہو ان لوگوں کو کہ تم کو یاد دلا دے کہ تم کو
 رُسُلٌ مِنْ رَبِّكَ وَأَنَّكُمْ تَخَذُونَ مِنْكُمْ
 اپنے رب کے رسول بھیجے ہو اور تم لوگوں میں سے
 اہل عالم کے لیے

وَرَأَيْدَكُمْ فِي الْغُلَبِ بَضْطَةٌ
 اور اے لوگو! تم کو غلبہ سے بچانے کے لیے

جس کی قوت اور ان کی اہمیت کے لیے یہ تم کو یاد دلا دے کہ تم
مصلحت پسندی اور قوت کے لیے تم کو بھیجے ہو اور تم کو یاد دلا دے کہ تم
آپ کی سوا ہر کام میں سے بچنا چاہیے کہ تم کو یاد دلا دے کہ تم کو
خبر دے کہ تم کو یاد دلا دے کہ تم کو یاد دلا دے کہ تم کو یاد دلا دے

حضرت ہود کی تبلیغ:

جی میری کوئی بات ہے جی کی نہیں ہے میں جو منصب اور حالت چھوڑ کر
کی طرف متوجہ ہوں یہاں اس کا حق اور کیا ہوں۔ یہ جہاد ہی ہے جس کی
میں نے متفقہ فرمایا ہے اس کی امانت دے دیتا ہوں۔ یہاں اس کا حق ہے
میں نے متفقہ فرمایا ہے اس کی امانت دے دیتا ہوں۔ یہاں اس کا حق ہے

فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ
 سو یاد رکھو اللہ کے احسان تاکہ تم نفع پاؤ

یہاں اللہ کے احسان کو یاد دلا دے کہ تم کو یاد دلا دے کہ تم کو یاد دلا دے کہ تم کو یاد دلا دے

قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذُرْ
 بولے یہ تو اس لیے آئے ہو کہ ہم اللہ کو ایک ہی معبود مانیں اور

مَا كُنَّا لَنَعْبُدَ آبَاءَنَا وَآبَاءَكُمْ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ رَبِّكُمْ
 اور جو ہم نے نہ مانا ہے نہ تم نے نہ مانا ہے سو اب اس کی پیروی کرو

یہاں اللہ کی وحدانیت پر تاکید ہے کہ وہ ایک ہی معبود ہے اور اس کی
پشت پناہ ہے کہ ان لوگوں کی اس بات کے لیے جی خواہ وہ کس قوم کی
قوم ہو۔ امانت میں ہے کہ ان لوگوں کو اللہ کی وحدانیت پر تاکید ہے کہ وہ ایک ہی معبود ہے اور اس کی
طرف میں ہے کہ ان لوگوں کو اللہ کی وحدانیت پر تاکید ہے کہ وہ ایک ہی معبود ہے اور اس کی

مفسرین

میرزا

مفتی اصحاب فرسکوئی اور شاکر گوشتہ کے نام میں فری مت

میں کی طرف سے

احکام و مسائل

آیت خداوندی کے بعد اس میں اور فری مت میں صاف ہے۔

اول یہ کہ میں نے تمام انبیاء علیہم السلام متفق ہیں اور ان کی

فرمان میں جو کہی دوسرے کو کہہ کر تو اللہ کی عزت اور اس

کی عظمت و بزرگی پر شک و شبہ نہ کرنا ہے۔

دوسرے یہ کہ تمام کچھ جی میں ہوتا ہے اور اب یہ کہ وہ کہتے ہیں

کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حکمت کو ان کی عقل پر اور ان کے عقیدے

پر ان کی عقل پر اور ان کے عقیدے پر ان کی عقل پر ان کی عقل پر

نہیں ہے جس کو فری مت میں ہے اور ان کی عقل پر ان کی عقل پر

اللہ تعالیٰ نے ان کی عقل پر ان کی عقل پر ان کی عقل پر

یہ کہ عقیدہ فری مت میں ہے کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر

یہ کہ عقیدہ فری مت میں ہے کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر

قَالَ الْمَلَأْنَا نُبَيْنَ الْمَسْكِينِ وَالْمَسْكِينِ قَوْمِهِ

نہیں ہے کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر ان کی عقل پر

لَمْ يَزَلْ يَنْتَظِرُ الْعَيْنَ الْمَنْ مِنْهُمْ

فریب ان کی عقل پر ان کی عقل پر ان کی عقل پر

أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَلَاتَ الْمَرْغَلِ قَوْمِ كَرِيمَةٍ

یہ کہ عقیدہ فری مت میں ہے کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر

قَالُوا يَا أَيُّهَا الرِّسَالُ يَهْمُ مَوْثُونَ قَالُوا

یہ کہ عقیدہ فری مت میں ہے کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر

لَمْ يَزَلْ يَنْتَظِرُ الْعَيْنَ الْمَنْ مِنْهُمْ

یہ کہ عقیدہ فری مت میں ہے کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر

یہ کہتے ہیں

ان کی عقل پر

قوم کے سرداروں کا کردار

قوم میں جو کہہ کہتے ہیں کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر

مصر میں سے ہے۔ ان کی عقل پر ان کی عقل پر ان کی عقل پر

نہیں ہے کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر ان کی عقل پر

یہ کہ عقیدہ فری مت میں ہے کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر

اللہ تعالیٰ نے ان کی عقل پر ان کی عقل پر ان کی عقل پر

یہ کہ عقیدہ فری مت میں ہے کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر

لَعَنُوا وَالْفَاقَةَ وَكَانَ امْرُؤٌ يَهُودِيٌّ

یہ کہ عقیدہ فری مت میں ہے کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر

صالح علیہ السلام کی ان کی عقل پر

یہ کہ عقیدہ فری مت میں ہے کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر

یہ کہ عقیدہ فری مت میں ہے کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر

یہ کہ عقیدہ فری مت میں ہے کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر

یہ کہ عقیدہ فری مت میں ہے کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر

یہ کہ عقیدہ فری مت میں ہے کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر

یہ کہ عقیدہ فری مت میں ہے کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر

یہ کہ عقیدہ فری مت میں ہے کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر

یہ کہ عقیدہ فری مت میں ہے کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر

یہ کہ عقیدہ فری مت میں ہے کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر

یہ کہ عقیدہ فری مت میں ہے کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر

یہ کہ عقیدہ فری مت میں ہے کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر

یہ کہ عقیدہ فری مت میں ہے کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر

وَقَالُوا لَئِنْ لَمْ يَنْتَظِرُوا يَأْتِهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ كُنْتُ

یہ کہ عقیدہ فری مت میں ہے کہ ان کی عقل پر ان کی عقل پر

یہ کہ ہم نے انہیں آزمایا کہ وہ یقیناً اپنے رب سے کفر کیا کرتے تھے۔
 انہوں نے کہا: "ہم نے انہیں آزمایا کہ وہ یقیناً اپنے رب سے کفر کیا کرتے تھے۔"

حالت میں، انہوں نے انہیں آزمایا کہ وہ یقیناً اپنے رب سے کفر کیا کرتے تھے۔
 انہوں نے کہا: "ہم نے انہیں آزمایا کہ وہ یقیناً اپنے رب سے کفر کیا کرتے تھے۔"

یہ کہ ہم نے انہیں آزمایا کہ وہ یقیناً اپنے رب سے کفر کیا کرتے تھے۔
 انہوں نے کہا: "ہم نے انہیں آزمایا کہ وہ یقیناً اپنے رب سے کفر کیا کرتے تھے۔"

وَمَا وَجَدْنَا لَهُمُ الْقُرْآنَ مَنَافِعَ وَمَا وَجَدْنَا لَهُمُ الْقُرْآنَ مَنَافِعَ
 وَمَا وَجَدْنَا لَهُمُ الْقُرْآنَ مَنَافِعَ وَمَا وَجَدْنَا لَهُمُ الْقُرْآنَ مَنَافِعَ

یہ کہ ہم نے انہیں آزمایا کہ وہ یقیناً اپنے رب سے کفر کیا کرتے تھے۔

یہ کہ ہم نے انہیں آزمایا کہ وہ یقیناً اپنے رب سے کفر کیا کرتے تھے۔
 انہوں نے کہا: "ہم نے انہیں آزمایا کہ وہ یقیناً اپنے رب سے کفر کیا کرتے تھے۔"

یہ کہ ہم نے انہیں آزمایا کہ وہ یقیناً اپنے رب سے کفر کیا کرتے تھے۔
 انہوں نے کہا: "ہم نے انہیں آزمایا کہ وہ یقیناً اپنے رب سے کفر کیا کرتے تھے۔"

یہ کہ ہم نے انہیں آزمایا کہ وہ یقیناً اپنے رب سے کفر کیا کرتے تھے۔
 انہوں نے کہا: "ہم نے انہیں آزمایا کہ وہ یقیناً اپنے رب سے کفر کیا کرتے تھے۔"

یہ کہ ہم نے انہیں آزمایا کہ وہ یقیناً اپنے رب سے کفر کیا کرتے تھے۔
 انہوں نے کہا: "ہم نے انہیں آزمایا کہ وہ یقیناً اپنے رب سے کفر کیا کرتے تھے۔"

یہ کہ ہم نے انہیں آزمایا کہ وہ یقیناً اپنے رب سے کفر کیا کرتے تھے۔
 انہوں نے کہا: "ہم نے انہیں آزمایا کہ وہ یقیناً اپنے رب سے کفر کیا کرتے تھے۔"

یہ کہ ہم نے انہیں آزمایا کہ وہ یقیناً اپنے رب سے کفر کیا کرتے تھے۔
 انہوں نے کہا: "ہم نے انہیں آزمایا کہ وہ یقیناً اپنے رب سے کفر کیا کرتے تھے۔"

تکلیف کے بعد مشورہ:

جب حق کے نشان دیکھ کر سادہ دین بندہ میں گر پڑے اور نئی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دینا شروع کر دیا، بعض قبیلوں کا میلان بھی ان کی طرف ہونے لگا تو فرعون نے ایڈمرل کے لئے فرعون کو یہ کہہ کر نکدہ پر آمادہ کرنے لگے، موسیٰ اللہ اس کی قوم نئی اسرائیل کو یہ موقع نہ دینا چاہئے کہ وہ انکار اور کھلم کھلا میں لادوم پکارتے پھر یہ اللہ عام لوگوں کو اپنی طرف کس کرے حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کر دی اور آئندہ تیری اور میرے مچوڑ کئے ہوئے یہودیوں کی ہر شکل ملک سے موقوف کر دی۔

وَيَذَرُكَ وَالْهَتَفَةَ

اور موقوف کر دے تھو کہ اور میرے حق کو

فرعون اپنے کو ”ب اعلیٰ“ چاہتا رہا کہ اپنا حق۔ مٹا دے، ”اعلیٰ“ کو بنا جانے کے لئے کچھ کوئی ایسا بندہ رکھی جو یہ کہے کہ ہاں۔ اے ان کو یہاں ”آپسٹک“ کہا۔ بعض نے کہا کہ وہ گئے وغیرہ کی جسم تصویر پر نہیں۔ بعض نے سوچا اللہ خداوں کا لہوہ کہا ہے۔ بعض نے خود یک خود فرعون نے اپنی تصویر کے شے سے پیش کے لئے مجسمہ کر دئے تھے کہ یہی ہر حال پر استوار ہے نہ ہی کو کھلا داتا اور مَا تَعْبُدُونَ إِلَّا مِنْ دُونِ اللَّهِ کہ کرنا کے دونوں ہی کرتا تھا۔ صبر اللہ۔

قَالَ سَتَقِفُلُ أَبْنَاءَ هُزُرٍ وَلَتَكُنَّ

میرا آپ ہم پر ڈنکس کے دن کے بھٹوں کو اور دعوہ دیکھ کے

نِسَاءَ هُزُرٍ وَأَنَا فَوْقَهُمْ وَأَهُرُّونَ ۝

ان کی عورتوں کو ایسے ہم ان پر زور آور ہیں جو

فرعون خوشخواری پر اتر آیا:

موسیٰ علیہ السلام کی یہ بات سن کر پہلے بھی فرعون نے نئی اسرائیل پر ظلم کر رکھا تھا کہ لاگوں کو قتل کر دیتا۔ اس خوف سے کہ کہیں یہ وہی اسرائیلی نہ ہو جس کے ہاتھ ہر اس کی سلطنت کے زوال کی خبر سمجھنے نے دی تھی۔ اور لاگوں کو خدمت وغیرہ کے لئے زندہ رہنے دیتا۔ اب موسیٰ

علیہ السلام کا ارد گرد کرنا دیکھ کر انہوں نے ہوا کہیں اس کی تربیت و اعانت سے نئی اسرائیل زندہ نہ نکلا جائے اس لئے انہیں خوف زندہ اور عاجز کرنے کے لئے اپنے زور و قوت کے نشہ میں بھرا ہی ہوائی اسلیم پر عمل کرنے کی ٹھہر لی۔ نئی اسرائیل اس سفاک تجویز کو نہیں طرز پر پریشان اور دہشت زدہ ہوئے ہوں گے۔ اس کا علاج موسیٰ علیہ السلام نے آئندہ آیت میں بتایا۔ (تفسیر حاشی)

حضرت یحییٰ مہاسی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ موسیٰ کی بیچ انش کے سال فرعون بچوں کو قتل کرا، قاتل فرعون نے پھر قتل اطفال کا حکم دے دیا کہ نئی اسرائیل کو سلوم بد جائے کہ موسیٰ وہ بستی نہیں جس کے حلقہ تجویزوں نے قتل کر دی کی قبیح کہ نئی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کے ہاتھوں فرعون کی حکومت جاہ ہوگی اگر موسیٰ وہی شخص ہوتا تو اب جب کہ (موسیٰ موجود ہے) قبلی نئی اسرائیل پر کیوں غالب رہتے۔ (تفسیر منہجی)

قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَ

موسیٰ نے کہا اے قوم سے خدا تمہارے ساتھ ہے اور

اصْبِرُوا إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ

میر کر رکھ لیں ہے اللہ کی اس کا وارث کس سے جس کو

يَشَاءُ مِنَ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝

اپنے اپنے بندوں میں اور آخر میں بھلائی ہے اے اللہ کیلئے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قوم سے خطاب:

یعنی تمہارے کی کوئی بات نہیں۔ اللہ کے سامنے کسی کا زور نہیں چلتا، ملک اسی کا ہے جس کو مناسب جائے عطا فرمائے۔ بعد ازاں عالم کے طالب علم اسی سے مدد مانگو۔ اسی پر تھوڑی دیکھو اسی سے زور و سہرہ کوئی کی داد اختیار کرو۔ اور یقین رکھو کہ آخری کامیابی صرف متقین کے لئے ہے۔ (تفسیر حاشی)

مشکلات سے نجات کا نسخہ اکسیر:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نئی اسرائیل کو جو عیسائیوں و مشرکوں پر

سب کے سب اپنے مکان زمینیں سامان کو چھوڑ کر موسیٰ علیہ السلام کے تعاقب میں نکلے اور بالآخر دریائے قحط کو کھنڈی میں گرے۔

(معارف ص ۱۱۱)

فَاتَّبَعْتُمُ آيَاتُنَا فَأَعْرَضْتُمُوهَا فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ

پھر تم نے بدلہ لیا ان سے سو اویسوا نام نے ان کو دریا میں اسی جہ سے

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ ﴿٥١﴾

کہ انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور ان سے غافل کرتے تھے ۵۱

آخر کار دریاء میں غرق ہو گئے:

”درج“ سے بعض مفسرین کے نزدیک طاعون مراد ہے جیسا کہ بعض احادیث میں یہ لفظ طاعون پر اطلاق کیا گیا ہے لیکن اکثر مفسرین ان آیات کو کھجلی آیات کا بیان قرار دیتے ہیں۔ موضح القرآن میں ہے کہ ”یہ سب جلا میں ان پر آئیں ایک ایک ہفتہ کے فرق سے۔ اول حضرت موسیٰ فرعون کو کہہ آئے کہ اللہ تم پر یہ بلا بھیجے گا، دو ہی بلا آئی۔ پھر منظر ہوتا ہے حضرت موسیٰ کی خوشامد کرتے ان کی دعاء سے دفع ہوتی، پھر منظر ہو جاتا، آخر کو ہام ہادی نصف شب کو سارے شہر میں ہر شخص کا پہلا بیٹا مر گیا، دو گئے مردوں کے غم میں، حضرت موسیٰ اپنی قوم کو لے کر شیر سے نکل گئے۔ پھر کئی روز کے بعد فرعون بچھے لگا۔ دریا سے قحطی ہوئی، وہاں یہ قوم سلامت گزر گئی اور فرعون ساری فوج سمیت غرق ہوا۔“ (تفسیر جلد ۱)

وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضَعُونَ

اور وارث کر دیا ہم نے ان لوگوں کو جو کزور کئے جاتے تھے ۵۲

(تفسیر جلد ۱)

یعنی بنی اسرائیل کو۔

مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَمَغَارِبِهَا الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا

ان زمین کے مشرق اور مغرب کا کہ جس میں برکت دہی ہے ہم نے ۵۳

برکت والی سر زمین:

اکثر مفسرین کے نزدیک اس زمین سے مراد ملک شام ہے جس میں حق تعالیٰ نے بہت سی ظاہری و باطنی برکات ودیلت کی ہیں۔ ظاہری تو یہ ہے کہ نہایت سرسبز و شاداب، سر حاصل خوش منظر اور زرخیز ملک ہے۔ اور باطنی اس لئے کہ برکت سے انجا باریک بین اسلام کا مسکن و مغان بنا لیا ہے۔ بنی اسرائیل مصر سے نکل کر ایک عرصہ تک صحرائے سین میں سرگرداں پھرتے

اس مدت سے یا قوموت اور فرق ہونے تک کی مدت مراد ہے، یا ممکن ہے ایک بلا کے بعد دوسری بلا آئے تاکہ قافیت مراد ہو۔ (تفسیر جلد ۱)

سر عام مقابلہ میں شکست کے بعد دوسری نشانیاں: ہذا ان عبادت سے مروی ہے کہ جب جاوید گریبان لانے، اور فرعون مظلوم اور ناکام واپس ہوا تو پھر بھی سرکشی اور کفر سے باز نہ آیا تو پے در پے اس پر نشانہوں کا ظہور ہوا۔ قحط سے سابقہ پڑا، بارش کا طوفان آیا، پھر جزر و کاغذاب، پھر چون اور گیزوں کا، پھر مینڈک اور خون، یہ مسلسل نشانیاں ظاہر ہوئیں۔ طوفان آیا ساری زمین دلدل ہو گئی نہ مل چلا سکتے تھے نہ کچھ ہو سکتے تھے۔ بھوک سے تر پنے لگے۔ موسیٰ سے درخواست کی کہ غلاب نکل جائے لیکن ایمان لانے کے وعدہ کو پورا نہ کیا۔ پھر جزر و کاغذاب آیا جو ساری زمین کو کھینچ لیا۔ دروازوں کی کھلیں چاٹ گئے جس کی وجہ سے ان کے گھر گر پڑے۔ پھر جوڑوں کا غلاب آیا۔ موسیٰ نے کہا کہ اس پیلے کی طرف آؤ۔ پھر حضرت موسیٰ نے حکم دیا ایک چتر یا گھڑی ماری جس سے بے شمار چتر یاں نکل پڑیں، گھروں میں ہر جگہ پھیل گئیں، غذا کو چھیننے لگیں نہ سو سکتے تھے نہ قرار لے سکتے تھے۔ پھر مینڈک کا غلاب آیا، گھانوں میں مینڈک، برتنوں میں مینڈک، کپڑوں میں مینڈک، پھر خون کا غلاب آیا۔ پانی کے ہر برتن میں پانی کے بجائے خون ہی خون۔ غرض القحط عذابوں سے دوچار ہونا پڑا۔ (تفسیر جلد ۱)

تیسرے خدا کا ساتھ دیا تو خدا نے جو تک وعدہ ان سے کیا تھا
 سب سے پہلے اُن کے لئے عَذَابٌ عَظِيمٌ اور اُن کو
 عَلَىٰ اَلْاُفْقَيْنِ نَشْطِطُہٗ اُن کو چاروں طرف سے فرعون اور اس کی قوم نے
 اپنے اپنے ہر قوت کے اعتبار کے لئے جو اس تک وعدہ کیا تھا وہ سب
 جاپور ہو رہے ہو گئے۔ اور ان کی اونٹنی اونٹنی گناہ میں ڈال کر دی گئیں۔ جس سے
 اِنَّمَا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْہٗ قَوْلًا مَّعْرُوفًا وَجَعَلْنَا بَيْنَہُمْ وَبَيْنَہٗ الْوَادِیَ الْاَسْفَلَ (نمبر چالیس)
 فضا کے درمیان چھوڑ کر فرشتے حیرت نصرت کو
 اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی
 چھوڑ جس طرح بنی اسرائیل نے وعدہ خداوندی کا مشاہدہ کر لیا تھا،
 جسٹ محمدؐ نے ان سے زیادہ واضح طور پر اللہ تعالیٰ کی مدد کا مشاہدہ کیا
 کہ پوری زمین پر ان کی حکومت و سلطنت عام ہو گئی (روح البیان)
 (احادیث، قرآن، مکتبی، علم)

میں غمراہا، تھاری سہائی کی۔ ہم وہی تھیں ان خبر سے۔ پھر ایک رات
 ہمیں بلا بھیجے۔ ہم گئے پھر ہم سے در یافت کیے۔ پھر ہم نے اپنا مقصد
 دہرایا۔ اب اس نے ایک بہت بڑی چیز سونے چاندی سے بڑا ڈھنگوئی،
 اس میں چھوٹے پھرنے خانے سے بڑے تھے اس میں دروازے تھے
 ہونے تھے اس نے ایک خانہ کو قفل کھولا اور اس میں سے ایک سیاہ رنگی
 کپڑا نکالا اس میں ایک سرخ تصویر تھی بولی تھی۔ ایک آدمی کی تصویر تھی
 جس کی پی پی بڑی آنکھیں تھیں، مٹی کی وہ تھیں، ڈھنگی، سر سے
 بالی وہ چھوٹی بہت خوبصورت اور لمبے لمبے کپڑے کا کیا اس کو جانتے
 ہو۔ ہم نے کہا نہیں۔ کہنے لگے، یہ آدمی ہے ان کے جسم کے پر بہت بال
 تھے پھر وہ ایک ڈبے کا قفل کھولا۔ اس میں سے بھی ایک سرورنگی کپڑا
 نکالا۔ اس میں ایک گورے رنگ کے آدمی کی تصویر تھی بولی تھی۔
 کچھ گھمراہے بال سرخ آنکھیں، بڑا مسافر خوبصورت ڈھنگی، کہنے لگے
 یہ بڑا طبعی السلام ہیں۔ پھر وہ ایک ڈبے میں سے ایک اور تصویر نکالی۔
 بہت ہی خوبصورت فرعون تھی آنکھیں، کندہ دو چوٹی کی کراچی، سفید
 ڈھانگی، جس کھ صورت۔ کہا جانے ہو کو کون ہے؟ یہ انعام طبعی السلام
 ہیں۔ پھر ایک اور آئینہ نکالا، ایک آدمی اور گورے رنگ کی تصویر تھی اور وہ
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ پوچھا کیا انکس جانتے ہو ہم نے کیا نہ۔ یہ محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تصویر دیکھ کر ہم پر رشت طاری ہوئی۔ وہی کہنے لگے
 کہ اللہ ہی جانتا ہے کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ پھر وہ کھڑا ہوا
 پھر ہم نے ہر کہنے لگا کہ خدا کی قسم کیا یہ وہی ہیں؟ ہم نے کہا ہاں وہی ہیں
 اس تصویر کو دیکھ کر ہم یہ کچھ کہہ کر آپ ہی کو دیکھا ہے۔ پھر کچھ دیر تک اس
 صورت کو دیکھا۔ یہ پھر کہا۔ یہ قرآن مجید لیکن میں نے اس کو سب سے
 آخر میں دیکھا۔ کچھ دیر۔ بڑے پھر کھڑا درمیان میں بتا دیا کہ
 تمہاری چوٹی کا نشان کروں۔ پھر وہ ایک کٹائی جو گندم گوں اور نرم
 صورت تھی۔ کچھ گھمراہے بال ان کی بولی آنکھیں، جیڑ نظر، مفصلیہ،
 بڑے ہونے دانت، سر سے ہونٹ۔ کہنے لگے یہ وہی طبعی السلام کی تصویر
 ہے۔ اس کے متعلق ایک اور تصویر کی شکل صورت میں اس سے مشابہت
 کچھ تھی۔ یہ کہ بالوں میں چل چڑھو کچھ تھی، بولی دیکھا وہ چوٹی،
 آنکھیں بڑی۔ کہنے لگے یہ ہڈوں بن مرہن ہیں۔ پھر ایک دیکھ میں سے
 ایک تصویر نکالی، گندمی رنگ، میانہ قامت، سپردھے، بالوں والا، بڑے
 سر کی غضب آفکار۔ کہنے لگے یہ وہی طبعی السلام ہیں۔ پھر ایک سفید رنگ
 کا کپڑا پہنا۔ ایک سفید رنگ کا آدمی جس کا لہو لہلہ تھا، رنگ

لکھے تھے یہ وہ خوبصورت تھ۔ کہا یہ حضرت اخیالہؑ ہیں پھر ایک اور
 دروازہ کھولا اس میں سفید رنگی کپڑا نکالا کہ میں انکس کی شکل اخیالہؑ کی
 تصویر سے بہت مشابہت تھی مگر اس کے دانت پر تل تھ۔ کہا یہ بغوب ہیں۔
 پھر ایک سیاہ کپڑے پر کی تصویر نکالی۔ گورامک بہت خوبصورت چروہ
 چہرے پر دروازہ نکالا وہ خوشام کے آئینہ نکالیں۔ رنگ سرخی مائی، کہہ یہ
 انکس ہیں۔ پھر اور ایک ڈبے میں سے سفید رنگی کپڑا نکالا، اس کے
 اندر کی تصویر آدم علیہ السلام کی تصویر سے ملتی جلتی تھی، چہرہ پر آفتاب
 چمک رہا تھا۔ کہہ یہ یہ وہی طبعی السلام ہیں۔ پھر اور ایک تصویر نکالی۔ سر
 رنگ، بھری پند لیں، بولی آنکھیں، بڑا بیٹہ، مٹھلا، شمشیر، ہاتھ، کچھ
 یہ وہی طبعی السلام ہیں۔ پھر اور ایک تصویر نکالی۔ مٹی رانیں، سبے پاؤں
 گھوڑے پر سوار کیا۔ یہ میں نے غیہ وسلم ہیں۔ پھر ایک اور تصویر نکالی،
 جوان، سیاہ ڈھانگی، گھمے بال، خوبصورت آنکھیں، خوبصورت چہرہ، کہا یہ
 جیسی بن سریم طبعی السلام ہیں۔ ہم نے کہہ یہ تصویر یہ آپ خود جانتے
 ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ تصویر یہ ضرور، غویا، کی ہوگی کیونکہ ہم نے
 اپنے ہی قلم کی تصویر میں کی پائی ہے۔ پھر کہنے لگے کہ آدم سے اسلام سے خدا
 سے سوال کیا تھا کہ میری انبیاء اور ان کو بھیجے بتاؤ اللہ نے ان انبیاء کی
 تصویر میں حضرت آدم کو دیا، اس کو آخر غمراہی ملک میں گھمراہ رکھ دیا
 تھا وہاں لقرآن نے اس کو نکالا اور انہیں طبعی السلام کے پیروانہ چہرے لگا
 رکھے تو یہ جانتا تھا کہ اپنا ملک چھوڑ دوں آدم میں سے کسی کس پر کا تمام
 ہو رہی تھی کہ مجھے موت آجائے۔
 اب میں وضاحت کروں انہما و انہما دیکھا جانے کے انتظامات کر
 دیے۔ سب ہم اہل کرمہ حق کے پاس آئے ان سے یہ دو قلیان آیا تو وہ
 آئینہ دیکھے اور کہا کہ تمہاری وہی کو قلیان یہ تو وہی و اب رہا۔ پھر
 لڑایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں خبر دی ہے کہ یہ وہی طبعی السلام
 میں ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات۔ تے ہیں۔
 تو رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی:
 عطا دین یہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمروؓ سے میں نے ملاقات کی اور
 تو رات میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جھٹلی ہوئی ہوئی اور اللہ کی بات
 کہا کہ اللہ کی قسم تو رات میں میں بھی آپ کا یہی ذکر ہے چہرہ قرآن میں
 ہے کہ اے نبی! ہم نے تم کو لکھا کہ اللہ نے اللہ کی قسم کی تو تجھی ہے
 والا اور دروغ ہے۔ ذرا سے اللہ اور اللہ کا پشت بنا دیا ہے۔ تم یہ
 بتاتے ہو اور میں انکس کو اللہ کا نام سوکتی ہے، تم نے لکھا ہے کہ اللہ کا نام

سیکڑوں میں سے یہ چند روایات تو اسے بالکل مزبور کے خلاف تھیں۔
 نقل کی گئی ہیں اور یہ روایات کچھ شیخین کے مستحق کتابوں میں شائع کیا ہے۔
 ملازمہ حجت کے ذریعہ پہنچی ہوئی غرض یہ ہے کہ یہ روایات کچھ کتابوں میں
 اس کو بڑے شرم سے لکھا اور تحصیل تحقیق کے ساتھ نہیں ہے۔ اس لئے مستحق اہل علم

يَا مَرْفُوعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنْ

الْمُنْكَرِ وَيُحِبُّ أَنْ لَهَا الطَّيِّبَاتِ وَيُحِبُّ

اس کا اسے برائے لکھا جانے کے۔ عربی زبان میں یہ روایات

عَلَيْهِمُ الْغَيْبَاتِ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ

ہے ان پر کیا کہ چیزیں اور غایبات ان پر سے ان کے بار

وَالْأَعْلَى الْبَرِّي كَانَتْ عَلَيْهِمْ

اور وہ تھیں جو ان پر تھیں

یعنی یہ روایت جو تحت احکام ہے اور کھانے کی چیزوں میں آتی ہے۔
 کچھ تھیں کچھ نہیں تھیں۔ یہ روایات کچھ تھیں کچھ نہیں تھیں۔
 احلت لہم انہما کہ وہ ان میں وہ سب چیزیں آسان ہو گئیں۔ اور
 جو ناپاک چیزیں خلاف طہریہ ہو گئیں۔ ان میں خلاف طہریہ وہ چیزیں
 فعال کر گئیں۔ ان کی حرمت اس وقت سے ختم ہو گئی۔ غرض ان سے
 بہت سے بار بچے گئے۔ یہ روایت ہی قہر میں آگئی۔ ان میں یہاں کہ
 حدیث میں فرمائی: "بَعَثَ بِالْعَنْبِيَةِ السَّابِقَةِ" (نور مبین)

قید اور جو چھ کا مطلب:

قائد کے نزدیک وہ روایت صحیحہ ہے جس نے نبی اور عائشہ
 تھے۔ والاعلای یعنی ذاتی بار حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں
 تھے جیسے تو ان کو نے کے لئے نکل کے جانے کے لئے وہی علم۔ اور کو نے
 والے معذرت کا دالے کا حکم۔ کچھ نہ پچھانے لگتے تھے کہ ان کی کچھ
 سے قطع کر دینے کا حکم۔ قرآن میں ان کا بیان ہے کہ ان کی کچھ
 خود کہا ہے کہ ان کی کچھ نہ پچھانے لگتے تھے کہ ان کی کچھ
 کہہ جاسکے گا کہ ان کی کچھ نہ پچھانے لگتے تھے کہ ان کی کچھ
 کے دوسرے تحت احکام تھے جو ان کی طرف سے ان کی کچھ
 نہ پچھانے لگتے تھے۔ (نور مبین)

اور ان میں سے عرب کی حفاظت کرنے والی ہے کہ آپ میرے ہند
 ۱۰۔ رسول ہیں۔ ان کے آپ کا ہم مشکل رکھا ہے۔ آپ تحت مزاح
 ہیں نہ ملکہ اور نہ ہزار ہا میں ضرور کرنے والے ہیں کہ وہ برائی سے
 نہیں دیتے بلکہ حفاظت کا مہیہ ہیں اور تڑپتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو
 اس وقت تک دولت نہ دے گا۔ جب تک ان کے ذریعہ کچھ ہی قوم کو
 سیدھا نہ کر دیں۔ یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کے قولی ہر جائیں۔ ان میں
 آنکھوں کو کھول دیں۔ اور ہر سے گاؤں کو سننے کے قابل بنائیں اور
 بندہ میں سے وہ ان کو کھول دیں۔

اس میں ایک روایت بخاری میں روایت ہے اللہ تعالیٰ ان کو
 ان کی خدمت میں۔
 زبور کی قریش کوئی:

اور حسب سہایت کے ہے۔ ہر عام حضرت وہب بن عبدہ سے متفق
 نے زبور علیہ السلام میں نقل کیا ہے کہ

"اللہ تعالیٰ نے زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف یہ وحی
 فرمائی کہ: "اور آپ کے بعد ایک نبی آئیں گے ان کا نام احمد ہوگا۔
 میں ان پر کئی بار حق سے دعا کروں گا اور وہ کئی مہربانی دے گا کہ ان کے
 نے ان کے لئے سب کچھ کیجی۔ ان میں سے کچھ ہی ہیں ان کی امت
 حسب مہر جہت میں۔ ان کو کوئی وحی دے دیں جو ان کو کھائی نہیں
 اور ان پر اور ان میں سے کچھ ہیں جو چھپے انبیاء پر لازم کئے گئے تھے۔
 یہ کچھ کہ وہ حضرت یحییٰ بن جبر سے سامنے اس وقت میں آئیں گے کہ ان کا نور
 انبیاء علیہم السلام کے نور کی۔ خدا ہی ان سے ان کو دے گا۔ ان کی امت
 کو قدم امتوں پر نصیحت دے گی۔ میں نے ان کو جو چیزیں مخصوصی طور پر
 دیاں کی ہیں جو ہر امتی امتوں کو نہیں دی گئیں۔ ان میں سے کچھ ان میں ان کو
 مذہب نہ دیا۔ جو انہوں نے اپنے لئے اللہ کے ہر جہت کے لئے ان کی
 مغفرت کے لئے طلب کر لیا تو میں نے ان کو دے دیا اور جو ان کو اللہ کی
 رائے میں طلب کا طریقہ نہیں تھے ان میں سے ان میں ان میں بہت
 زیادہ دے دیا گیا۔ اور جب ان پر کوئی معصیت پڑے اور وہ
 رَبُّنَا وَلَهُ الْآلِ الْاَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالْاَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالْاَوَّلُ وَالْآخِرُ
 رحمت اور رحمت کی طرف ہر امت کا۔ وہ ہر جہت کے لئے ان کی
 کوئی نہ دے گی اس غرض کہ جو ان کا ہے وہی وہ ان کی اس طرح
 لایا۔ وہ ان کی آخرت کا سامان بنادیں۔" (درر اللعین)

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لَآ اَنۡبَغِيۡنَا لَهٗ اَنۡ يَّهۡدِيََنَا اِلَآ اِلَآہَہٗ ۝۱۰

اور اچھی خبر دینی کہ تاجک تو راہ پا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت

تمام دنیا اور قیامت تک کیسے ہے

یعنی آپ کی نبوت تمام دنیا کے لوگوں کو عام ہے۔ عرب نے ممکن کیا اور ہندوستان تک محمد انبیا۔ جس طرح خداوند تعالیٰ ہشتکھٹا مطلق ہے۔ آپ اس کے رسول مطلق ہیں۔ اسے جاہلیت، کلامیاتی صورت، بچہ اس کے کچھ نہیں کہ اس کا جامع قرینہ ہو سکے۔ خداوند تعالیٰ کی بارگاہی توحید کے لئے آئے ہیں۔ یہی خبریں ہیں جن پر ایمان لاننا قرآن مجید اور مسلمین اور تمام کتبہ تاد پر ایمان لانے کا حوالہ ہے۔ یہ کہہ دینی

ختم نبوت:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام عالم تکلیف کا قیاس ہے اس لئے یہ نبوت ختم ہے۔

یہاں پہلی روایت منقطع نبوت ہے۔ کیونکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قیامت تک آئے گی۔ اب یہاں کے تمام یہاں جو کچھ دوسرے رسول اور نبی کے ساتھ ہے۔ ان کی ضرورت ہے تو کچھ نہیں اور یہی وجہ ہے کہ نبوت ختم ہوئی۔ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خصوصیت ہے کہ اس میں ارشاد ہوئی ہے۔ نبوت ختم ہوئی۔ ایک اور روایت منقطع نبوت کی جو دین میں پیدا ہونے والے ہمارے عقائد کا متالیہ رہتی ہے۔ حالات میں یہ ہونے والے ہمارے عقائد کا اندازہ کرتی رہتی ہے۔ کتاب و سنت کی تفسیر و تفسیر میں جو کچھ ہمارے عقائد کی روشنی میں ہے۔ نبوت ان کو بھی دور سے ہی اراکین خیال کی حامل حضرت ائمہ اربعہ کی خلافت و مصلحت دینی اس نے سبب یہ کہ یہ خاص آکر ہے کی چونکہ وہ حقیقت یہ جماعت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دینی مصلحت اور ان کے لئے آپ کی تمام جماعت دینی

ہر دور میں جموں کی جماعت ہوئی:

اس روایت کے لئے آیت و تکرار اللہ تعالیٰ نے نبوت میں تکرار کیا ہے کہ اس آیت میں ہے۔ شام و سورہ کہ اس وقت میں سادہ تاجک کی ایک جماعت ضرور رہی۔ یہی وقت ہے کہ سادہ تاجک کی جماعت و سبب کہ علم قرآن ہوگا اور اس سے کم راہی نے ہر دور میں انصار است کا جیسے قریمہ سما ثابت لیا ہے۔ کیونکہ سادہ تاجک کی جماعت کے موجود ہونے کی گواہی

۱۰۔ ہاں یہاں کیسے تھے اور انہوں نے ایک ہی صفحہ تاجک سے دینے تھے تاکہ انہوں نے ان کا اور تکرار کیا ہو۔ اس کے لئے ان میں مطلق حضرت سواہلین و سواہلین ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی شخص نہ تھا۔ یہاں یہ حال تھا کہ میں آپ کی طرف سے خبر لے کر دیکھتا ہوں اور اگر کوئی شخص ہے آپ کا حلیہ مبارک و دیانت کرے تو میں جان کرے کہ اس لئے کہ میں نے آپ کو کافر قرار دیا ہے۔

قرآن نے حضرت انس سے نقل کیا ہے کہ میں سواہلین میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تھے تو سب بچے ٹھہر کر آئے جیسے میرا والدین اور وہی اعظم آپ کی طرف ٹھہر کر آتے اور آپ ان کی طرف ٹھہر کر آتے تھے۔

عروہ بن مسعود کے تاثرات:

عروہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لئے مدینہ میں آئے گا کہ میں کوہ وادعہ دار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا ہوں اور ہوا ہوں کہ وہی میں رہتا ہوں کہ میں نے کبھی آپ سے کبھی نہیں ملے۔ ہر بار بھی دیکھتے ہیں اور کبھی نہیں ملے۔ یہی ساراں کفر جو حال میں اسے اسباب ہو صلی اللہ علیہ وسلم کا رکھا۔ کبھی نہیں دیکھ۔ یہاں دنیا میں ہے کہ تم لوگ ان کے عقائد میں ہرگز کامیاب نہ ہو گے۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰطِنُونَ ۙ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ

ای لوگ پیچھے اپنی مراد تو کہہ ان لوگوں میں

رَافِی رَسُوْلُ اللّٰہِ الَّذِیۡکُمْ جَمِیْعًا الَّذِیۡ لَہٗ

رسول ہیں اللہ کا ترسب کی طرف جس کی نبوت ہے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ

تم لوگوں اور زمین میں کسی کی ہندگی نہیں اس کے سوا وہی

یٰۤاَحِبُّہٗ وَّیُحِبُّہٗ وَّیُؤْتِہٖمُ اللّٰہُ وَّرَسُوْلُہٗ النَّبِیُّ

یہاں ہمارا ہے ایمان لانا ہے ہر اور اس کے پیچھے ہونے کی

اَلَّذِیۡ الَّذِیۡ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَکَلِمٰتِہٖ

ای کہ جو کچھ یقین رکھتا ہے اللہ پر اور اس کے سب باتوں پر

ہات لکھرا لیا ہے سب کا اجراعہ و تعلق نہیں ہے۔

امام اہلنا کفر نے فرمایا کہ اے نبی! میں نے حضرت علیؓ کو علم کے خاتم سمجھنا اور آخری مبلغ ہونے کی طرف اشارہ دیا ہے کہ جب آپؐ کی بیعت و رسالت قیامت تک آنے والی باتوں کے لئے پورے عالم کے لئے عام ہوئی تو اب کسی اور سے جدید نہیں۔ رسول کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اسی لئے آخر زمان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو بھی اپنی مجدہائی نبوت پر برقرار رہنے کے باوجود شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کریں گے، جیسا کہ صحیح روایت حدیث سے ثابت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات:

حادثہ جھوٹا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو کہ پند و تنبیہ کی بات کی ہے اس پر جو کسی کوئی کوتاہی نہ کر لیا کرے۔
۱۔ ہر نبی خاص اپنے قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا جاتا تھا جو کائنات کے
برایہ و دینی نعمتیوں پر وہ لوگم کے لئے بھیجا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی تمام
حقوق کی طرف اس کی بنا کر بھی نہیں ہو۔

”کچھ دنوں کے قلم جو مٹی میں سرے بعد مٹی کو صواب نہ ہو۔ عطا نہیں ہوگا۔ اور عجبیہ ماچہ اور لکڑی اور خیر زانہ میں آستان سے مارلے ہو گئے ان کو صواب ہوتے تو یہ صلی اٹھنے، دھلم سے چھ سو سال پہلے مل چکا ہے۔ ان کا نزول فقر موت کے معانی میں۔“

۳۔ بچے کو شغل و کام دے مہنگا کچن کیا کر قیامت کے دن فرشتے ادا
آخر نبی ﷺ شغل و کام دے کر رہے۔

۴۔ میرے لئے علمیں حلال کر دی گئیں۔ مجھ سے پہلے تمہاری جگہ تھے۔
 تھے حلال تمہاری گئیں۔

۵۔ تمام دارائے زمین میرے لئے پاک اور موضعِ سلام قرار دی جاتی ہے۔
میرے امت کو چاہئے کہ روزِ کا وقت میرے لئے وہی نماز پڑھے۔

۴۔ ایک مجاہد کی راد کے فاصل پر میرے دشمنوں کے دلوں میں میرا
دھبہ اُلار دیا گیا۔

ی۔ اور مجھ کو جو اجماع انکس ملے گا اسے اپنے محبوبی کلمات کے جن میں سے
لطف و بہت قبول اور معنی بہت یہ معلوم ہوا ہے کہ وہی در مسلم کی را حق سے

تاریخ: ۱۰/۱۱/۱۴۴۰ھ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی فضیلت:

یہ دعاء محمدؐ کی ایک روایت حضرت ابو موسیٰؓ نے حضرت عائشہؓ سے سنا ہے کہ اس

فقہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میرا سوٹ دے گا اسے اللہ ہر کام میں یوں ہی برکت دے گا جو کہ وہ چاہے۔

اور صحیح فلاح ہی میں اس کی توجہ کے تحت میں ہزار ہست اور اور غفلت کیا ہے

سہ ماہیہ محمد رفیع اللہ چھماکے اور سیالکوٹی میں شش اختتام ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اراضی کو دیکھے، پھر کچھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی وہاں

کوٹہ سے گئے چنانچہ حضرت عمرؓ نے خدا کے دیہان طے کر پتہ نہر میں پہنچ کر گورنر کو روک کر یہ فرمایا: اے صدیق اکبر! انہی ۱۰۰ سالہ عورتوں کو صلی

انہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ اس شخص پر نہ سمیت لائی اور یہ بھی مجھ سے نکلیں کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ

وہم کی خدمت میں پہنچے اور اپنا واقعہ عرض کیا، ابوالمعدی نے کہا کہ یہ لڑکے ہیں۔
کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ لڑکے جو سنے، جب مہدیؑ آئے گا،

[illegible]

نہیں جانتے کہ جب میں نے باؤں پر ہاتھ ڈھکی یہ کیا کر

تو تم سب نے مجھ کو جھٹایا صرف ابو بکرؓ نے مجھ سے کہا کہ

اللہ کے کلمات سے سرواڑے تعالیٰ کی کتابیں و اُرات۔ فہمیل قرآن

ویرہ واپس آگیاں کے لئے بے پروا ہو گیا۔ اس نے کہا کہ میں نے اپنے لئے کوئی اور کام نہیں کیا ہے۔

[illegible]

ہے اس طرف فرق منہی معلوم،

کے ساتھ بھی تھی جانی انبیاء و اوصیاء الہی اعلیٰ قوس کے لئے عظیم بنا کر رکھا تھا۔

غیر برتری کا فروغ دینی تھی۔ مجھے جامع القادسیہ کے ایجنٹ تھے۔

رابع ذال کو میری مدد کی تھی۔ (شتمنوں پر درود اور ننگے مہر اور اب : اے میرا)

ہر دست کا ہزار ٹپا لادو، سکر یا تیر، جھکے، سہ لفظوں کی یہ بات کے لئے
چھپا کر یا کھوپڑی سے اُٹھ کر دلی گئی۔ اہم مسطورہ لفظوں کی یہ بات

وَمِنْ قَوْمٍ مُّؤْمِنٍ اَنَّهُ يُصَدِّقُنَ بِاَعْقٰی

مردمان کی قوم میں ایسا ہے جو یہ جھوٹا کہتا ہے کہ میں نے اس کی

وَيَهْدِيْهُمُ اِلٰی صِرَاطٍ

کے کو حق اُتار دیتے ہیں

بعض حق پرست یہودی

کو انگریزوں کی جڑ سے اُٹھ کر دیتے ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ یہودیوں کی
دین کی حق پرستوں کی حق کی بات میں دینی جہاں اہم بات کو حق و
گھڑت کے ساتھ چھپا کر دیتے ہیں۔ مثلاً یہودیوں کے مذہب میں یہ بات ہے کہ
اس میں جو یہودیوں نے اپنے دین کے لئے ایک ایک چیز کو چھپا کر دیا
ہے کہ اس عبادت سے جو جماعت میں ہے، جہاں حق پرستوں کی کھپائی اور
یہ جہاں اس کی خلیا دینے سے ایک طرف سے اللہ پرانی قوم کی
سرکھل کے بار و بیل میں سے ایک قید قہر میں سے اپنی قوم سے کھڑے
تو یہودیوں کی کہ وہ کھپائیوں میں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے
ایسے دین پرستی کے لئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے کھڑے
سے اپنی قوم کو جہاں کی مصلحت پر ان کی کھپائیوں میں سے کھپائیوں
پر اس کا خاص مصلحت ہے، ان کی کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں
کے کھپائیوں سے کھڑے ہیں، ان کی کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں
یہ مصلحتوں کو کھڑے ہیں، ان کی کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں
اس طرف سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں
کی مصلحتوں پر ان کی کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے
آپ کو کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں
کہ کھپائیوں میں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں
دینے ہیں، ان کی کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے
تو کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں
جماعت میں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں
آپ کو کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں
بہاں کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں
مصلحتوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں

کھپائیوں میں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں
مصلحتوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں
کھپائیوں میں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں

وَقَضٰیٰہُمْ اَشَدَّیْ عَشْرَۃً اَسْبَاحًا اَمَّا

وہ یہودیوں کے لئے کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں

وہ یہودیوں کے لئے کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں
وہ یہودیوں کے لئے کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں
وہ یہودیوں کے لئے کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں

وَوَحٰیٰ اِلٰی مُوَسٰی اِذَا اسْتَقْبَلْتَ قَوْمَکَ

وہ یہودیوں کے لئے کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں

اِنْ اَخْرَجْتَ یَعْصٰی اَنْعَجِدْکَ بِجَسَتْ

کہ وہ یہودیوں کے لئے کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں

مِنْہُ اَتَمْنَا عَشْرَۃً عِیْنَ قَدْ عَلِمَ کُنْ

انہی سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں

اَنْ یَّجِیْزَ قَوْمَکَ یَعْمَلُ وَاَظْلَمْنَا عَلٰیہُمْ الْعَمَامَ

یہ یہودیوں کے لئے کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں

وَاَنزَلْنَا عَلٰیہُمْ الْمَنَّۃَ وَاسْلَوٰی کُلُوْا

وہ یہودیوں کے لئے کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں

مِنْ صَبٰیۃٍ مَّا رَزَقْنٰکُمْ وَاظْلَمُوْا وَاَکْبَرُوْا

یہ یہودیوں کے لئے کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں

کَاوَا لِنَفْسِہُمْ یَظْمِیْمُوْنَ وَاِذْ قِیْلَ لَہُمْ

یہ یہودیوں کے لئے کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں

اَسْكُنُوْا ہٰذِہٗ الْقَرْیَۃَ

یہ یہودیوں کے لئے کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں

یہ یہودیوں کے لئے کھپائیوں سے کھڑے ہیں اور کھپائیوں سے کھڑے ہیں

اس شیر سے مراد انگریزوں نے "ار بھاء لیا ہے۔"

وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا

۱۰۔ کھانا اُس میں جہاں سے چاہو لے کر

حِطَّةٌ وَاذْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَغْفِرْ

ہم کو اظہارِ رائے اور اہل حق و باطل میں جھگڑاتے ہوئے تو بخش دیجئے ہم

لَكُمْ خَطِيئَتَكُمْ سَتَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ

تجارتی نظام میں بہت زیادہ ایسے ہم سے ملے گا

یعنی ابھی ایک شہر فتح ہوا آگے سارا ملک ملے گا۔ کذا فی الموضع
 پانچ مطلب ہے کہ خطا معاف کر کے نیکو کاروں کے اجر و ثواب پر حاکمیں
 ملے۔ کذا فی عامۃ الکتاب۔

فَبِذَلِكَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ

سو پہل ۱۱ کالوں نے فون میں سے دھرا لیا آجکے سو

الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَارْزُقُوهُمْ

جو ان سے کہہ دیا گیا تھا پھر جیسا ہم نے ان سے

يُجْزَأُ مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ ﴿٦٠﴾

عذابِ آسمان سے بہت ان کی عزت ہے۔

یہ واقعات ”وادی حید“ کے ہیں۔ جن کا بیان سورہ ”نقرہ“ میں پاره
الم کے بعد درج کیا وہاں کے فوائد میں تفصیل ملاحظہ کی جائے۔

وَسَأَلَهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةً الْبَعْدَ

اور بچہ ان سے ملال اس بھتی کا جو تھی وہا کے کنارے ۶۶

شہر ”ایلیہ“ والوں کا حال:

یعنی اپنے زمانہ کے یہود سے بطور تحیہ و توقیع اس ہستی میں رہنے والے یہود کا تہذیبیافت کیجئے جو اذالیہ السلام کے عہد میں پیش آیا۔ اکثر مفسرین کے نزدیک اس ہستی سے ”شیر“ ایلیہ ” مراد ہے جو بحر قلم کے کنارے مدین اور طور کے درمیان واقع تھا وہاں کے لوگ دریا کے قریب کی وجہ سے پھلکی کے شکاری عادت رکھتے تھے۔

إِذْ يَعُدُّونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ

اب حد سے ہڑھنے لگے ہفتہ کے قلم میں جب آئے کہیں ان کے

حِينَئِذٍ يَوْمَ سَبِّتِهِمْ شِرْعًا وَيَوْمَ لَا

پس کچھ ایسی بات کے دن ہائی کے لوگ اس دن

يَسْتَوُونَ لَا آتِيهِمُ لَذِئِكَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ہم نے انہیں اگلے دن کو ۱۱ بجے ملے تھے

کتابخانه ملی افغانستان

ہفتہ کو چھٹی کی ممانعت :-

حق تعالیٰ نے یہودیہ ہفتہ کے دن شکار کرنا حرام کیا تھا۔ باشندگان الیگو
ابوالمکرمی اور غازی کی عادت تھی۔ خدا کی طرف سے سخت آزمائش ہونے
لگی کہ ہفتہ کے دن دریا میں مچھلیاں کی بے حد کھرت ہوتی۔ جو شکار دریا کے
اوپر تیرتی تھیں۔ باقی دنوں میں غالب راجسہ۔ ان لوگوں سے مبرہہ ہو سکا۔
صریح حکم الہی کے خلاف جیلے کرنے لگے۔ دریا کا پانی کاٹ لائے، جب
ہفتہ کے دن مچھلیاں ان کے ہائے ہوئے خوش میں آجائیں تو نکلے تارستانہ بند
کر دیے اور انکے دن انوار کو جا کر پکڑ لائے۔ تاکہ ہفتہ کے دن شکار کرنا
صاف نہ آئے۔ گویا اس حرکت سے معاذ اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے تھے۔
آخر پانی میں اس کی سزا بھگنی کسٹ کر کے ذلیل بندہ بنائے گئے جس سے
ظاہر ہوا کہ جیلہ سازی اور مکاری خدا کے آگے پیش نہیں جاتی۔ (تحریر دہلی)
اللہ کے حکم کی نافرمانی:

روایت میں آیا ہے کہ شیطان نے ان کے دل میں یہ خیال پیدا کر دیا کہ
اے سچے مسلمان! ان کے شکار کرنے سے منع نہیں کیا ہے کھانے سے منع کیا ہے
اس لئے وہ شکار کرنے لگے یا یہ دوسرا سید کیا کہ چھپیاں پکڑنے کی ممانعت
کی ہے لہذا انہوں نے لب ساحل پر بڑے بڑے خوش کھولے جن کے اندر
سمندر سے پانی کے ساتھ سچے مسلمانوں کے چھپیاں آجاتی تھیں اور انہوں نے ان کے
لوگ ان کو پکڑ لیتے تھے کسی حرکت بہت دنوں تک کرتے رہے پھر سچے مسلمانوں کے
دن بھی شکار کرنے کی جرأت کرنے لگے اور بولے ہمارے خیال میں اب
سچے مسلمانوں کے دن چھپیاں پکڑنے بھی ہمارے لئے حلال کر دیا گیا ہے چنانچہ اس
خیال کے بعد وہ سچے مسلمانوں کے دن چھپیاں پکڑنے لگے اور خیر و شر مست بھی

میں نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو بہت زیادہ پسند کیا ہے۔ میں نے اپنے آپ کو بہت زیادہ پسند کیا ہے۔ میں نے اپنے آپ کو بہت زیادہ پسند کیا ہے۔

فَلَمَّا سَأَلَهُمْ لَظْمُ الْبُيُوتِ أَتَيْنَهُمُ الْمَقْتُلَ

عَنِ السُّوءِ وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا

بِعَذَابٍ يَهِيمٍ إِنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا

يَكُونُوا فِي عَذَابٍ مُّنتَبِهٍ

میں نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو بہت زیادہ پسند کیا ہے۔ میں نے اپنے آپ کو بہت زیادہ پسند کیا ہے۔ میں نے اپنے آپ کو بہت زیادہ پسند کیا ہے۔

وَأَذْكَاتٍ لَّهُمْ فِيهِمْ وَهُمْ فِي عَذَابٍ مُّنتَبِهٍ

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَأْتِيهِمْ عَذَابٌ إِلَّا فِي عَذَابٍ مُّنتَبِهٍ

شَدِيدٍ

عَنْ

میں نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو بہت زیادہ پسند کیا ہے۔ میں نے اپنے آپ کو بہت زیادہ پسند کیا ہے۔ میں نے اپنے آپ کو بہت زیادہ پسند کیا ہے۔

فَلَمَّا سَأَلَهُمْ لَظْمُ الْبُيُوتِ أَتَيْنَهُمُ الْمَقْتُلَ

عَنِ السُّوءِ وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا

بِعَذَابٍ يَهِيمٍ إِنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا

يَكُونُوا فِي عَذَابٍ مُّنتَبِهٍ

میں نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو بہت زیادہ پسند کیا ہے۔ میں نے اپنے آپ کو بہت زیادہ پسند کیا ہے۔ میں نے اپنے آپ کو بہت زیادہ پسند کیا ہے۔

قَالُوا مَعْزُورَةٌ إِيَّاكَ وَوَعْدُكَ يُنْقُضُونَ

عَنْ

عَنْ

میں نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو بہت زیادہ پسند کیا ہے۔ میں نے اپنے آپ کو بہت زیادہ پسند کیا ہے۔ میں نے اپنے آپ کو بہت زیادہ پسند کیا ہے۔

میں نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو بہت زیادہ پسند کیا ہے۔ میں نے اپنے آپ کو بہت زیادہ پسند کیا ہے۔ میں نے اپنے آپ کو بہت زیادہ پسند کیا ہے۔

دیکھنے لوگ اعلیٰ درجہ خواست پر برابر امر کرتے رہے اور اتنی نرمی اور
مذہبی کی کہ ہم قریب کھائیا اور قوم والے بننا۔ میں کامیاب ہو گئے
چنانچہ ہم ایک تجربہ پروردگار کو جو ان کی طرف تھانے پر نہ کر سکی
اسرائیل کے لشکر کا معائنہ کرنے پر پہاڑ پر پہنچے اور چاہا کہ تجربہ
کیا۔ ہم نے ان کو کچھ کو مارا۔ اللہ نے تجربہ گاہ کرنے کی حالت
حیات کر دی اور پھر نے اللہ کی طرف سے جنت تمام کرتے ہوئے کہا کہ
جنت علم کو کہیں جا رہے کیا تجھے میرے سامنے لاکھ نکلے ہیں تو نے
جو مجھے بتا رہے ہیں تو اللہ کے نبی اور رسولوں کے خلاف وہ کرنے جا رہا
ہے ہم نے پھر بھی کچھ نہیں سمجھا اور اس پر سوار ہو کر وہی کو جو ان کے
ہو چکا کرتے کے لئے پہنچ گیا لیکن بداد کا جو کلمہ ہون سے نکلا تھا وہ
قوم کے لئے لکھ تھا اور خبر کی وہ جو اپنی قوم کے لئے تھے اس کا وہ کرتا تھا
اس وقت زبان بنی اسرائیل کی طرف بھر چلائی تھی۔ (کوئی اسرائیل کا
لفظ زبان سے نکلتا تھا کہ اپنی قوم کا نامہ زبان سے نکلتا تھا وہ اپنی قوم کا نام
زبان سے لیتا تھا تو بنی اسرائیل کا لفظ زبان سے آتا تھا تو قوم ہونے کے کیا
علم آپ کا معلوم بھی ہے آپ کیا کہہ رہے ہیں۔

بنی اسرائیل کے لئے دعا اور ہمارے لئے بد دعا کر رہے ہیں ہم
نے جواب دیا میں پریرا کچھ امتیاز نہیں یہ تو ان کی طرف سے کر دیا
جاتا ہے میں مجبور ہوں (بد دعا کرنے کے والے میں) ہم کی زبان سے
پرفک آتی کہنے لگا تو گلاب میری دینا اور آخرت میں جلا ہو جس اب
سوائے جلا ہو اور حکام کے کہ ہم کا اور کوئی راستہ نہیں وہ اب
مجھے تمہارے لئے عبادت سے کام لیتا ہے چاہے چاہے کچھ ہو تو ان کو چاہے
تکھار کر کے کچھ تجارتی سامان ان کے ہاتھوں میں دے کر بنی اسرائیل
کے لشکر میں بیچنے کے لئے بھیج دو اور حکم دے دو کہ بنی اسرائیل میں سے
کوئی شخص اگر تمہاری طرف دست درازی کرے تو وہ قتل کر دینا لیکن
اگر ان میں سے کسی ایک نے بھی لہا کر لیا تو پھر سب لشکر کے ساتھ میں
تم کو کامیاب ہو جائے گی لوگوں نے اس مسئلہ کو مان لیا۔ جب عرض
لشکر میں پہنچیں تو ایک تعالیٰ عہد میں جس کا نام یسعی بنت صر تھا ایک
سرنیکی سران کی طرف سے گندمی اس سران کا نام زمری بن شلوم تھا یہ
سید شلوم کا سرور تھا وہ زمرہ و عورت کے حسن پر تجھے کیا اور اٹھ کر اس نے
عورت کا ہاتھ پکڑا اور عورت کو لے جا کر حضرت موسیٰ کے سامنے کھڑا
ہو گیا اور کہنے لگا میرا خیال ہے کہ آپ بھی گندم تیرے کہ یہ عورت تیرے
لئے حرام ہے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا ہاں یہ تیرے لئے حرام ہے تو

ہے جس قوم میں یہ ہوا ہے یہ ضرور قہر و عذاب ازل ہوتا ہے اور وہ جو
وہ مزان نکلتے ہو سکی۔ ہم کی یہ شیطانی چال ان کی کچھ نہیں تھی اس پر
عمل کیا گیا یعنی اسرائیل کا ایک جزو آئی اس چال کا کھارو کیا حضرت
سوی بنایا اس نے اس کو سہاں سے رکھا وہ نہ پتہ اور شیطانی
چال میں جتنا ہو گیا۔ (معارف القرآن علی معنی)

قصہ کا ایک اور تفصیل:

حضرت ابن عباسؓ نے حضرت انسؓ اور صدیقؓ اور علیہ السلام نے اس قصہ حسب
تفصیل زبانی بیان کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب وہاں سے
جک کرنے کا ارادہ کیا اور ملک شام میں ملانہ کھن میں جا کر قیام کیا تو
کچھ (کھان کے) آدمی ہم سے پاس گئے کیونکہ ہم قوم اعظم معلوم تھا
اور اس سے کہ ہمیں حیران آئی تو بنی ان کے پاس لشکر بھی بہت زیادہ
اس لئے ہمارے ملک میں آئے ہیں کہ ہم کو ہار دینا ہوتا ہے۔ انہوں نے
اور ہم تو سرکرد ہیں اور ہمارے جیسے ہی اسرائیل کو دیکر دینا آپ کی دعا قبول
ہوتی ہے ہمارے لئے آپ کا کہہ کر دینے کو اللہ بنی اسرائیل کو ہار کی طرف
سے مجبور ہے ہم نے جو پتہ دیا ہے کہ کچھ سوئی بنی بنی ان سے ساتھ
فرشتے اور مومن ہیں میں ان کے خلاف کس طرح وہ کر سکتا ہوں انہی کی
طرف سے جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اگر میں تمہارے کہنے کے
معاذی عرض گا تو کیا عورت ہاتھوں میری چاہو یا میری کی لوگوں نے
پھر سوار کیا اور بہت لڑائی کی تو ہم نے کہا اچھا میں اپنے رب سے
استغاثہ کروں۔ ہم کا قہر تھا کہ ہمیں کس طرف میں کسی بات کی اجازت
اس لوگوں کی جاتی تھی وہ دعا نہیں کرتا تھا چنانچہ بنی اسرائیل کے خلاف یہ
وہ کرنے کے معاملہ میں اس نے سوار کیا مگر خوب شام کو دیر کا
نہ کرنے کی حیثیت کر دی گئی پھر نہ ہو کر اسے قوم ہاتھوں سے کھدیا کیس
نے اس کو کیا تھا مجھے وہ دعا کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ یہ نگار کی
جواب میں کہ لوگوں نے اس کو کچھ تھے جو بے وقوف تھے اس نے قول کر
ئے تو لوگوں نے پھر بدعا کرنے کی مکرور درخواست کی اور ہم نے حسب
ممانعت جواب دیا کہ میں اپنے رب سے استغاثہ کروں چنانچہ میں نے
استغاثہ کیا مگر اس مرتبہ اس کو گئی جواب نہیں ملے طبعاً وہ کہ اس نے تو اس سے
کہہ دیا کہ میں نے استغاثہ کیا تھا مگر مجھے کوئی جواب نہیں ملا لوگوں نے کہا
وہ آپ کو بدعا کرتا ہے کہ پتہ نہ ہوتا تو ضرور اس مرتبہ کی طرف ممانعت
فرماتے اور اس مرتبہ میں اس نے ممانعت نہیں فرمائی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
اس کو بدعا کرتا ہے نہ نہیں ہے لہذا آپ بنی اسرائیل کے لئے بدعا کر

آئے اور اپنے مرنے تک اس پر کاربند رہے۔ (تفسیر ابن کثیر)
 اہل لوگوں نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ ہر مذہب میں
 انصاف اہل جاہلیت تک (بلکہ بعض قرآنی ضروری اقوال) ہے اور اس
 آیت سے واضح بات ظاہر ہو گئی ہے جس میں حضور مبعوث ہونے سے
 فرمایا ہے کہ میری امت میں ہر ایک گروہ میں ہوتا ہے گا جو اللہ کے
 امر کو چاہے اور پاد کرے۔ یہاں کی حدیث کرنے والے اور ان کی
 مخالفت کرنے والے ان کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک کہ اسی
 حالت میں قیامت آجائے گی۔ (تفسیر نظری)

حق والصاف والی امت:

یہ التفسیر میں تحریر ہے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو تلاوت کر کے ارشاد فرمایا کہ یہ امت
 جس کا ذکر اس آیت میں ہے میری امت ہے، جو اپنے جتنوں کے
 فیصلے حق والصاف یعنی قانون الہی کے مطابق کریں گے اور اپنے اپنے
 قوم و ممالک میں حق والصاف کو راسخ کر دیں گے۔ (سورہ ممتحنہ)

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْلِيٰ بِجَهَنَّمَ
 اور انہوں نے جو آیات ہمارے کو کذب کیا تو ہم ان کو جہنم دکھائیں گے
 قُرْنٍ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ وَاُولَئِكَ لَهُمْ
 عَذَابٌ عَظِيمٌ
 ان کو کھینچ دیں جہنم میں
 جہنم میں لے جائیں گے

جہنم لے جانے والوں کو فوراً سزا دیں گے:

یہاں آیت کے ترجمہ میں کوہ اور آیت کو فوراً سزا دیں گے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ
 میں اور ان کی سزا کے روزانہ تحول دیتے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ نہالی سزا
 سے بے فکر ہو کر ان کو جہنم پر اور یاد دہا کر دیتے ہیں۔ وہی
 صرح جہنم کی سزا ہے جہنم کی سزا ہے جہنم کو دکھانے اور ان کی
 طور پر اس کا حق ثابت کر دیتے ہیں۔ یہ خدا کی دیکھیں اور استدراج
 ہے۔ وہ حقائق اور حقیقتیں سے سمجھتے ہیں کہ ہم پر یہی وحی ہے اور
 حقیقت میں انتہائی مذہم کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔ خدا کا "کلمہ"
 (دراغہ غیہ تہجد) اسی کو کہا کہ اس کا رد والی کی پائے جس کا ظہور

رحمت اور اس قدر عذاب ہو۔ بلکہ خدا کی توفیق دہانی منسوب اور پائے
 ہے جس کی کسی ملحد اور تہمت سے مدافعت نہیں ہو سکتی۔ (تفسیر ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ کی کسوف:

ان کھدی حسیں یعنی میری رحمت سخت بند کر دے تاکہ میں اس
 سے نصیر کر کے کائنات کی گرفت سے رہا کر سکوں اور نظر آتی ہے اور حقیقت میں جیسی
 "نہیں ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میری پوشیدہ توفیق
 ہے بعض روایات میں آیا ہے کہ اس آیت کا نزول ان لوگوں کے حق
 میں ہوا جو اللہ کے راستے میں کمال ایمان کا کفر فی الزمان سے چٹا ہو
 ایک ایسی رات میں اللہ نے سب کو کفر فرمایا۔ (تفسیر ابن کثیر)

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا مَا يَصَاحِبُهُمْ هٰذَا
 کیا انہوں نے دیکھا نہیں کیا کہ اس نے اپنی قوم کو
 جَنَّتْ اِنَّ هٰذَا الَّذِي يَرْتَوِبُ فِيْهِمْ اَوَلَمْ
 انہوں نے وہ قوم دیکھی ہے جس نے توبہ کی
 يَنْتَصِرُوْنَ اِنَّمَا يَتَّبِعُ النَّفْسَ الْاَوْسٰى
 تفسیر میں کہ اس نے اس کی نفس کو
 وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ وَّ اَنْ
 اور جو اللہ نے نہ بنایا ہے نہ کچھ ہے اور اس
 عَلَمٰنِيْ اِنْ يَكُوْنُوْنَ قَلِيًّا اَقْرَبُ اَجَلُهُمْ
 میں کہ اگر قریب آجائیں تو ان کا عذاب

اللہ کی آیات کو سمجھانے کی کوئی وجہ موجود نہیں ہے:
 یعنی قرآنی آیات نہ سمجھانے اور اس کے ہدایات سے غافل ہو جانے
 کا سبب کیا ہے۔ وہ آیات کا لٹا دینا۔ معاذ اللہ کوئی بے عقل و بے
 نہیں۔ اور اس قدر وضاحت ہے کہ اس کے ہر چہ کے ہر حال سے
 توفیق ہو اس کی عقل و دانش اور لافٹ پہلے سے مسلم و عارف ہے
 جس کے پاس سے لایا اور وہ ایمان کا نہ ہونے کا شہید اور ہرگز نہ بچا
 کرتے وہ اس کے کائنات میں حکم و دستور و نظام و سطوت بلکہ ہر چیز
 پر ہی چڑھیں جو مانتے ہیں کہ "یہ اللہ کی آیات" آیات محمدیہ آیات
 محمدیہ کی تصدیق کرتی ہیں۔ پھر وہ اللہ کی تسبیح میں لگا دیتے ہیں۔

قیامت کا معین وقت اللہ کو معلوم ہے:

پہلے غنائی بنی یکتون کتبہ انقرب انہذا میں غافر اس قوم کی
اہل (سوء) کا ذکر کیا کہ انھیں کچھ معلوم نہیں کہ کیا جائے۔ یہاں تمام
دنیا کی اہل (فحاشت) کے متعلق متبرفر فرمایا کہ جب کسی کو غافل یا بی
صورت کا علم نہیں کہ آئے، مگر کل بنی امت کو کون تلامس کہ کفاروں
تاریخ اور ظلوں میں آئے گی۔ اس کی تعین کا علم بجز خدا سے تمام
الغیوب کسی کے پاس نہیں۔ وہی وقت میں وقتہ و قدرہ یا حداثہ کر کے
ظاہر کر دیا کہ خدا سے علم میں اس کا وقت خلیۃ امون و دین میں وہ جا
بھاری واقعہ ہوگا اور اس کا علم بھی بہت بھاری ہے جو خدا کے حکامی کو حاصل
نہیں۔ کہ اس واقعہ کی زلزلت (بہت ہی کشمکش) انبیاء علیہم السلام خصوصاً
وہ سید خیرا و مرسلان بھلائے یگانہ فرمائی ہیں ان میں سب علامات کے
ظہور کے بعد بھی جب قیامت کا قور ہوگا تو بالکل بے خبری میں آج تک اور
دفعہ ہوگا جیسے غافل، غیور کی ساری میں تھکنا نہ کرے۔ (تفسیر حق)

قیامت آج ایک قائم ہوگی:

۶۱ ہذا مکرہا تک اظلت کی حالت میں۔ جمیع میں حضرت
امیر ہر بنی رات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور شخص
(یعنی تابع اور مشرعی) اپنے پیچ میں کپڑا بچھا کر ہوئے اور فریاد
پہنچے نہ پا سیکے کہ قیامت آج آجی۔ کہ آؤ، ہاں حوضی درست کرتا ہوگا
اور اس کا پانی پائے نہ پائے گا کہ قیامت آج ہو جائے گی۔ کوئی آدمی
اوغنی کا دودھ دو کر لے کر موت رہا ہوگا اور پینے نہ پائے گا کہ قیامت آج
ہو جائے گی۔ کوئی شخص لکھ اٹھا کر منہ میں لیوا یا چھتا ہوگا اور کھانے نہ
پائے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ (یعنی قیامت کا قور آج تک۔ ہر
جائے گا کہ چرسا کی نشانیاں صحت سے ظاہر ہو رہی ہوگی)۔

انہی اہل حاتم نے حضرت ابن عمر کی روایت سے بیان کیا ہے اور میں
پھر ایک بار دی جانے کی جی لوگ رستوں پر لوگوں اہل بنی بکسوں میں
ہو گئے یہیں تک کہ پیچھے خرچ نہ والے آپس میں بھاڑا کر رہے ہو گئے
اور ایک اپنے چھ سے اس چیز کو چھوڑنے نہ پائے گا کہ صور ہو کر دیا
جائے گا جس کی آواز سے وہ بے ہوش ہو جائے گا۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا
یہی مطلب ہے آیات مَن مِّنْکُمْ یُؤْتِیْ الْاَوْفَیَّةَ وَ اُیُّہَا ؕ اَلَا لَوْکَ ہَادِیْنَ
میں خرید و فروخت کر رہے ہو گئے کپڑے پاپ رہے ہو گئے انہیں کا
دودھ دو رہے ہو گئے اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو گئے کہ قیامت آ

انہیں بھٹام ہے کہ شاید ان کی موت دہلاست کا وقت قریب آگیا ہو۔
خدا جہاں موت کے لئے جو چاہی کر لے گا جہاں کرے گا۔ (تفسیر حق)

فَہَآیَّتِیْ حَیْثُ یُّبْعَثُ بَعْدَہُ یُؤْمِنُونَ

اس کے پیچھے کہ ات پر ایمان نہیں لے گا

قرآن کو چھوڑ کر کس پر ایمان لاؤ گے:

یعنی اگر آیت قرآن پر ایمان نہ لائے تو دنیا میں اور کون سی بات اور
کونسا کام ہے جس پر ایمان لائے گی امید کی کچھ ہے کچھ لوگوں کا یہ
بکثرت کے لئے وہی دین حق رہی نہیں۔ (تفسیر حق)

مَنْ یُّضِلِلِ اللّٰهُ فَلَا ہَادِیَ لَہٗ

میں کو نہ چھوڑے اس کو کوئی نہیں رہے تھکنا

وَاَیَّدْہُمْ فِیْ حُفَیْہِمْ یَعْمَہُۦۤنَ

اور ہذا بھلائے رکھا ہے ان کی شہادت میں رہا

ہدایت و مگر اسی اللہ کے قبضہ میں ہے:

جانبہ علامات، ہر چیز خدا کے قبضہ میں ہے وہ نہ چھوڑے گا
ملائک ہا بیت کے کہہ جائیں آؤ انہیں سے کسی سمجھ سے وہی عاقل اور
جب اہل ہدایت کی قوت ملتا ہے جب بندہ خود اپنے کسب الہیاء سے اس
راستہ پر چلتا ہے۔ باقی جو اور دستہ دلی ہر شہادت ہی کی نشان کے قور
خدا بھی درست بھلانے کے بعد اسی مانی میں ہے چھوڑ دیتا ہے۔ (تفسیر حق)

یَسْئَلُوْکَ عَنِ السَّاعَةِ اَیُّکَۡنَ مُرْسٰیہَا

نہ سے پوچھتے ہیں آیت اور یہ ہے کہ تم نے کہتے

قُلْ اِنَّمَا عَلِمْتُۤ اَعْدَدَ رَبِّیْ لَا یُجِیْلُہَا

تو میں نے نہ سیکھا ہے وہی نہیں جانتا کہ

یَوْمَہَا اِلَّا ہُوَ یُفْلِتُ فِی السَّحَابِ وَ اَلَا رٰحِیْنَ

اور نہ بھلائے بھلائی ہوتی ہے آسمان اور زمین میں

لَا کَآیِّنَ لَہٗۤ اِلَّا بَعۡثُہٗ

بہت سے نہ بھلائے نہ بھلائے نہ

رسول صلی اللہ علیہ وسلم عام الغیب میں کہا کہ (حدیث متفقہ علیہا):

لَنْ آتَاكَ شَيْءٌ مِنْهُ وَكَذِبْتَ يُعَذِّبُكَ اللَّهُ بِمَا كُنتَ تَعْمَلُ
میں تو کسی چیز سے اس کا جزا نہیں ملے گا اور وہ تم کو اس کے
لَنْ يَنْفَعِيَ حَقَّكَ مِنْ تَغْيِيرِ وَأَجْدَدَ وَجَعَلُ وَنَا
جہ میں نہ لے کر دے گا نہ ایک جہ سے اور اس سے اور
رُوحِي إِلَيْكَ إِنَّهَا وَفَّقْنَا نَحْنُهَا حَمَلَتْ حَمَلًا
اور کہہ دو کہ اس کے پاس آ کر اسے سب سے پہلے اور اس کا
حَقِّقًا حَمَلَتْ بِهِ فَكَمْ أَتَقَلَّتْ ذُقُوا اللَّهُ رَبُّكُمْ مَا
پہرہ میں ملے گا اور اس سے اس کا جزا نہیں ملے گا اور اس کا
لَنْ يَنْفَعِيَ حَقَّكَ مِنْ تَغْيِيرِ وَأَجْدَدَ وَجَعَلُ وَنَا
کہ اگر تم اس کا بخشنے کا سزا دے گی اور اس کا
أَنْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ شَرِكًا وَفَّقْنَا أَنْتُمْ فَعَلَى اللَّهِ
نہ کہ یہ کہ اس سے اس کا جزا نہیں ملے گا اور اس کا
عَذَابُ اللَّهِ
نہ کہ یہ کہ اس سے اس کا

عام انسانوں کی حالت:

خدا نے سب انسانوں کو آدم سے پیدا کیا۔ آدم کے پس منظر میں وہ مومن اور کافر اور اصل کرنے کے لئے اسی کے اندر ہے اس کا جزا (۱۶) دنیا میں
پھر ان کو اس سے پس منظر میں جب مرنے کی حالت میں کوئی خرافہ پوری
کی تو صورت حال ہوئی، جس کی ابتدائی حالت میں کوئی گناہ نہ تھی۔
موت حسب معمول پہنچی پھر اور اس میں بعض تبدیلی۔ جب پہلے بڑھ گیا
اور یہ دن جو کہ اس کے عذرا کی چیز پائیدار ہے، جب مرد
موت دونوں نے حق تعالیٰ کی عبادت میں غفلت کیا کہ اگر آپ اپنے
نفس سے بھاگ چکا کہ آہ کی عبادت فرما کر گئے تو مردوں (بک
ہی نسل میں) (خیر شکر ہوا کرتی رہے گی۔ نہ نہ جب ان کی یہ
خفا پوری کر دی تو ہمارے ہی چیز میں اور اس کے جسے لگانے شروع

کرو چکے مثلاً کسی نے عقیدہ بنا لیا کہ یہ اولاد میں زندہ یا مردہ مخلوق
نے جو کوئی ہے، کسی نے اس عقیدہ سے نہیں تو سمجھا ہی کہ نذر و نیاز
شروع کر دی، یا پھر کسی عیاشی اس کے سامنے ایک دلی پاک کا نام ایسا کہ
جس سے شرک کا شکار ہوتا ہے، شہید اللہ العزیز یا عبد اللہ العزیز وغیرہ۔
غرض جو منہ منہ خلق کا قہر و امتیاز، یا فناء قہر و امتیاز کو دے دیا گیا۔
خوب سمجھ لو کہ حق تعالیٰ تمام انواع و اقسام شرک سے باز رہتا ہے۔
ان آیات میں حسن بصری وغیرہ کے سامنے کے موافق خاص اور خواص کو
فہمیں بلکہ عام انسانوں کی حالت کا نقشہ کھینچ کر ہے۔ جبکہ اندام
فَوَلَّى بَنِي حَقَّكَ مِنْ تَغْيِيرِ وَأَجْدَدَ وَجَعَلُ وَنَا
میں بطور تفسیر آدم دھڑکا کر تھا کہ اس کے بعد مطلق مرد و عورت کے
ذکر کی طرف تعلق ہو گیا اور ایسا بہت بڑھ ہوا ہے کہ بعض کے ذکر
سے جس کے ذکر کی طرف تعلق ہو جاتے ہیں جیسے وَأَفْعَلُ
رَبِّكَ أَفْعَلُ وَنَا حَقَّكَ مِنْ تَغْيِيرِ وَأَجْدَدَ وَجَعَلُ وَنَا
سیدوں کو "مصلح" فرمایا ہے، دونوں نے اسے خوار سے نہیں سمجھا۔
رم شاہین" ہوتا ہے۔ مگر بعض "مصلح" سے جس "مصلح" کی
طرف کام ہو تعلق کر دیا گیا۔ اس تفسیر کے موافق جَعَلُ وَنَا حَقَّكَ مِنْ تَغْيِيرِ وَأَجْدَدَ وَجَعَلُ وَنَا
میں جو کمال نکلیں۔ مگر اگر اس سے یہی منقول ہے کہ ان آیات میں
صرف آدم و نوح کا قصہ بیان فرمایا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہمیں ایک جب
مخلوق کی صورت میں حواس کے پاس آیا اور ریب دے کر ان۔ یہ اعداد کیا
کہ اگر لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام عبد اللہ رکھیں۔ جو اسے آدم کو بھی
راستی کرنا۔ اور جب بچہ پیدا ہو تو انوں نے عبد اللہ سے "مصلح" رکھا۔
موت" جس کا نام تھا جس سے وہ مرد و لڑکے میں یکساں تھا، ظاہر
ہے کہ اس نے امام میں بعضی مصلح نہیں ہوتے اور اس کی تو "مصلح"
کی اضافت "حادث" کی طرف اس کو مستزم نہیں کہ "حادث" کو معاد
اللہ میوہ کھلایا ہے۔ ایک مہر نواز آدمی کو عرب "عبد اللہ" کہہ
دیتے ہیں۔ (یعنی مہر کا نام) اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کا گھر
میزبان مہمان کی طرح کرتا ہے۔ جس کو "عبد اللہ" نام رکھنے کا
واقعہ بھی ہے تو میں کیا نہ کہ کہ "مصلح" اللہ نے اسے اللہ ہی

ثابت کا خطاب کرنا انہی کی شانِ مسرت سے مہربانی ہے۔ اس پر کیا ایسا
 غیر عوامی اور کھانا سے جو بہرہ ور کرنے کی بجائے انہی کی شان
 رفیع اور جذبہ توحید کے واسطے تھا۔ قرآن کریم کی عادت ہے کہ انہی
 کے مقربین کی بھولی سی تعریف اور ان کی تعریف کی کج سمجھت اور
 بہت فخر میں ان کے قاصد کے مطابق اکثر کتبِ عثمان سے تعبیر کر رہے
 ہیں۔ میں طبعاً آدم سے نص میں فرمادے: **فَلَنْ يَكُنَ لَكَ فَيْدٌ عَلَيْهِ يَوْمَ**
الرَّجَاءِ إِذْ أَكْثَرُ النَّاسِ مِنْ أَهْلِ الْكَلْبَةِ كَذَبَتُنَا عَلِي
 قرآن میں حضرت علیؓ کی تعریف کی گئی اور طبعاً آدم سے ترجمہ کے
 الفاظ سے اس میں شریک شریک کو تعریف ان الفاظ میں اضافہ ہے۔
جَعَلْنَا كَذَلِكَ تَفْكِهُمُ فَفِيهِمْ أَتَمُّهَا کاذب کی بات میں جس مصرعہ نے
 گئے اس میں ان کی شان کے بارے میں تھا کہ ایسا ہم نہیں کسی کی شان کے خلاف کا
 وہم ہوتا ہے۔ جو ہر طرف سے شایع ہوا ہے کہ حضرت علیؓ کا ہمہ گیر شریک سے
 پیہر کر کے جو میں ان کا جَعَلْنَا كَذَلِكَ تَفْكِهُمُ فَفِيهِمْ أَتَمُّهَا اختیار فرمادے وہ
 امر و منہر اسد فرمادے ان کی شان کے خلاف ہے کہ جلالہ اللہ علیہ وسلم
 حدیث میں فرمایا کہ حضرت علیؓ کی بات سے روکتی ہیں جو اسے قبول ہے۔ وہ کہہ رہا
 تھا ہاں آپ کی روایت سے روکتی ہیں۔ افسوس کہ یہی روایت

حضرت آدم وحواء کی ندامت :
 ان سے حضرت آدم اور حوا کو ان بھڑکی کو ناست فرما دی گئی۔ جب
 دوسرے شجر پر اتر گئے تو چند ملاقات پر بطور تعریف اس کا نعرہ لگایا۔ علی
 فرمایا: **وَقُلْتُ اِيْمَانِي وَتَقَعَتِي** حضرت آدم کو بھیجے اس تصور پر ہادی
 بہت برائی اور اس نے وہی کلمہ طبع کہ **اِيْمَانِي وَتَقَعَتِي** لگا
وَتَقَعَتِي لگا۔ ان میں علیؓ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف فرمائی کہ **اِيْمَانِي وَتَقَعَتِي**
وَتَقَعَتِي لگا۔ **وَتَقَعَتِي** حضرت آدم کو تو یہ توہین کرنے کے لئے کہہ دیا
 اپنی اس تعریف پر بھڑکی دی۔ لیکن میں یہاں حضرت آدم کی روایت
 پر کہ اصل اللہ کی تعریف کے لئے تھا۔ باقیامت سے اس میں کوئی اور بات
 زیادہ سے ان کو ناست پر لگائی ہوئی اور انہیں کے کاش کہ وہ تعریفی کلمہ میں
 تباہ کر دے۔ تعریف کے کہہ کر اس کے بعد یہاں ہوتا ہے چارچند کلمہ
 کہ اس پر کہہ لیتے ہیں۔ اب اس کے بعد وہاں کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

سے بایا تھا اور اپنی ناست میں شکست دہی کی تھی اور اپنے استغفار سے
 عفو و رحمت کا تمام حق مل گئے اور آپ کو نیکو اپنے تھے۔ چنانچہ
 سے عفو و رحمت کے امور میں جو سے نکاح اور سنیہ حضرت آدم کی اس
 تعریف کو یاد رکھیں جو مسمومہ نہایت گونا گوناگوں حدیثوں میں ہے اور ان کی
 انہیں نے کہہ دیا ہے وہ نہیں اتنا زیادہ کہہ سکتے ہیں۔ افسوس کہ

تفہیم حضرت علیؓ کی کہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر آدم وحواء
 کو فرمایا اور اس پر تعریف فرمائی کہ علیؓ مطلقاً مراد حضرت آدم کی طرف
 نظر نہ کر کے یہی حضرت آدم کی عظمت ہے۔ کہ ذکر سے مقصد یہ تھا کہ
 اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا نام سے انہیں میں فرمایا کہ وہ خود بخود ان کا نام
 ایک دوسرے سے فرمادے۔ اس کا نام حضرت آدم اور حوا کے چاہئے تھے مگر ان کی
 عظمت سے کہ ان سے اہل حق میں صرف یہ نام پڑا ہے۔ جب وقت
 ال چاہئے تو ہماری ساتھ ان کو نہایت سے کہنے پر حضرت آدم
 میں مشغول تھے اور اس کا حال یہ ہے اس کے انہیں حضرت آدم
 کا نام ہے۔ **فَلَمَّا اتَّخَذَا حَتَّى جَعَلَا كَذَلِكَ تَفْكِهُمُ فَفِيهِمْ أَتَمُّهَا**
 میں سچ کہ چنانچہ یہی خاص حضرت آدم اور حوا کی طرف رہا نہیں
 بلکہ وہ ان کی اور ان کے مردوں اور عورتوں کی طرف رہا ہے۔ چنانچہ
 ان کی تعریف میں سے اور ان کے ہمنام کی حوا۔ ان میں اور حوا کا
 انہی اس عبت سے ہے **لَمَّا قَالَتْ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْاَلْبَابِ**
الْمَدَى لِعِيَابِ وَطَلَبِ الْجَلْبَانِ الْاَوَّلِ حوا نے اللہ سے عتاب فرمایا
 غیر ان کی تعریف میں جب اللہ تعالیٰ نے آدم وحواء کو فرمایا کہ **اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْاَلْبَابِ**
 جس کی ان دونوں نے خواہش کی تھی تو انہوں نے دھج کر کر لی کہ اللہ تعالیٰ نے
 اس کو فرمایا کہ **اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْاَلْبَابِ** کی تعریف میں انہوں نے کہا کہ **اَعُوْذُ بِكَ**
 کہ **اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْاَلْبَابِ** کی تعریف میں انہوں نے کہا کہ **اَعُوْذُ بِكَ**
 اور یہ کہ **اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْاَلْبَابِ** کی تعریف میں انہوں نے کہا کہ **اَعُوْذُ بِكَ**
 ان کے بعد کہ وہ شریک کی عبت سے حوا کے لئے ہے جو ان آدم سے جدا
 علی شریک میں نہ رہا۔ میں کہیں عذاب بشر کو جس عذاب بشر کو
 عذاب میں بشر کو جس عذاب میں کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں
 ایسا عذاب دیا کہ حضرت آدم اور حوا کے وہی شریک کی عبت سے

یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی اولیٰ میں اپنا حق عطا کیا ہے

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ

عافیت کر اور عور کی راہ پر فہم ہو اور اوجھڑ کر

عَنِ الْجَاهِلِينَ "وَمَا يَزِيدُكَ كُنُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ"

جہلوں سے اور اگر اجاہدے تو وہ تمہارے شیطان کی

تَرْوِغًا فَاسْتَجِدْ بِالنَّارِ إِنَّهَا سَخِمَهَا عَلَيْكَ

توجہ دے اور اللہ سے دعا کر کہ وہ تجھے آگ سے

حق گمراہی سے پرہیز رکھو۔

حد افراط کے حق لئے مجھے سچا۔ کٹرہ کا ماس پر ہے۔ حق

کوی اور کفر کی۔ یہ ہیں جو با دین تو جبر حق کے "انگور کی

عادت" سے تیر کو باپ کی تشوہات میں رہتے ہیں کی طرح تیر

تیر کی ان کی فہم بہت لگتی تھاکہ جہل شرکیں ان پر ہم ہمارے

ہی سزا دے کر تیر کو باپ کی تشوہات میں رہتے ہیں کی طرح تیر

کو عفو و کفر کی صورت رکھ لیں گے کہ ان سے بہت افسوس ہوتا ہے

روز اور یہیں سے ان کو روک لینی کی ہمت کیا کہ ان کو روز

ہم کی خیر سے نہیں۔ آپ اہل حق کے کاہن کی اس میں ان کا سب

حساب ہے کہ ان کے ہاتھ کا ان کی اہل حق کے ہاتھ سے لگائی

اسی ہمارے خیرات و خیرات ہے۔ ان اور شیطان میں جابجہ کہ اور سے بچنا

یہ ان کو لے کر آپ کو اپنے معاف چاہتا ہوں۔ یہ طرف سے

آپ کے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کے تار و سوز و آہ و بکا سے

ان طلب ہے۔ آپ کی اہل حق سے ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

میں لگنا۔ یہ کہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاں تو آپ اہل حق کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

حضرت سید المرسلین علیہ السلام کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

وہاں ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ ان کی اہل حق

میں ہر جہاں امانت ہے۔ یہ کہ امانت کی بچان یعنی
چاہی کہ جس کو کوئی چیز امانت ہو تو اس کو صرف امانت
کا واسطہ ہی ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔

حفظ امانت اور معرفت کمال
وہی ہے کہ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔

امان کی بچان میں کوئی چیز ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔
امان کی بچان میں کوئی چیز ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔

لوگوں سے بچاؤ۔

امان کی بچان میں کوئی چیز ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔
امان کی بچان میں کوئی چیز ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔
امان کی بچان میں کوئی چیز ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔

حضرت عمرؓ کا کسی امانت کی بچان میں

امان کی بچان میں کوئی چیز ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔
امان کی بچان میں کوئی چیز ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔
امان کی بچان میں کوئی چیز ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔

میں ہر جہاں امانت ہے۔ یہ کہ امانت کی بچان یعنی
چاہی کہ جس کو کوئی چیز امانت ہو تو اس کو صرف امانت
کا واسطہ ہی ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔

حفظ امانت اور معرفت کمال

امان کی بچان میں کوئی چیز ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔
امان کی بچان میں کوئی چیز ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔
امان کی بچان میں کوئی چیز ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔

لوگوں سے بچاؤ۔

امان کی بچان میں کوئی چیز ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔
امان کی بچان میں کوئی چیز ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔
امان کی بچان میں کوئی چیز ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔

آیت ہامطلب جبریلؑ کی زبان

امان کی بچان میں کوئی چیز ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔
امان کی بچان میں کوئی چیز ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔
امان کی بچان میں کوئی چیز ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔

امان کی بچان میں کوئی چیز ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔
امان کی بچان میں کوئی چیز ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔
امان کی بچان میں کوئی چیز ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔

امان کی بچان میں کوئی چیز ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔
امان کی بچان میں کوئی چیز ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔
امان کی بچان میں کوئی چیز ہے۔ امانت کی بچان میں کوئی چیز ہے۔

سے اٹھ کر دوسرے طرف دو دروازے غنیمت میں بھی ملے ہیں ۱۰۵۸ شیخ وادوہ
نواز علی محمد و دیگر جنہوں۔

غلاموں نے فرمایا ہے کہ یہ نعمت علیہ السلام ہے وہی میری زندگی کا
اور میری نجات کا قلعہ ہے کہ اس وقت کان بکھڑا اور دناؤں دنا
والی ہے۔

موصوفت کے یہ بات ہے کہ مولیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہی
نماز میں پڑھتا ہے اور اسے دیکھ کر ہر مسلمان اس وقت غنیمت
مندی میں مبتلا ہوتا ہے جو اسے ہرگز نہ ملے گی اور اسے ہی
نماز کی پابندی ہے۔

اور بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے غنیمت میں دھڑکے اور پڑھنے والے نے ابھی نماز پڑھ کر میں نے
پہلے تھوڑے تھوڑے مسکراتے ہوئے کہا کہ میں نے اس وقت سے
نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
اس میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر

اور انہوں نے بھی مولیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مشرقی
حضرات کو اس سے متنبہ کیا کہ نماز کے پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے
سوئے دھڑکے اور پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر

بسم اللہ الرحمن الرحیم کا قول:

بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ جانتے قرأت کنند: اے اہم کہ داد
میں۔ اے اہم کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے
پہلے تھوڑے تھوڑے مسکراتے ہوئے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر

نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر

اس کے انکار ہے۔ اے اہم کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر

نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر

نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر

نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر

نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر

نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر

نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر
نماز اور نماز میں پڑھ کر میں نے کہا کہ میں نے اسے اس طرف سے پڑھ کر

اور عقل اور اہدات کا تضرع بھی ہے کہ جب کلام اللہ کی دعا
پڑھ کر تو کوئی آواز اور سر نہیں ہلکے ہائے محض حالت تعالیٰ
وَمَنْ شَرِبَ رَأْسُكَ وَلَمْ يَلْبَسْ فَلَا تَكُنْ لَهُ الْهَمَّةُ چہ نہ حضرت علی
کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے۔

من قرأ حلف الامام فقد احفظ العروة ورواہ ابن ابی شیبہ
جس نے اس کے پیچھے قرأت کی میں نے غلاف اہدیت نام کیا۔
نہایت میں نے ذوالکلیف علیہ السلام کو ۱۰۲۰ھ میں
ایام این تیسری کا فتویٰ

درمقدمہ میں تحریر اپنے تباری ص ۳۳ ج ۱ میں نص ہے
وَقَالَ تَعَالَى ذِي الْقُرُونِ الْاُولَى وَالْاُخْرَى تَعْلَمُ تَوَحُّدُونَ
وَلَمْ يَسْتَغْنِ عَنْ السَّيْفِ اِنَّمَا تَوَلَّى لَمْ يَحْرَأَ فِي الصَّلَاةِ
وَقَالَ بَعْضُهُمْ فِي الْعَقْطَةِ وَذَكَرَ اَحْمَدُ بْنُ حَبِلٍ الْاِجْمَاعُ
عَلَى اَنَّمَا تَوَلَّى فِي ذَلِكَ وَذَكَرَ الْاِجْمَاعُ عَلَى اَنَّهُ لَا
تَجِبُ الْقِرَاءَةُ عَلَى الْمَوْجِعِ الْحَبِيصِ اِنْشَهِ
اس لئے ہم ہدیہ فرماتے ہیں کہ مقتدی نے جہری نماز میں قرأت
کرے اور نہ جہری نماز میں قرأت کرے مستحب کا حکم جہری نماز سے
معلق ہے اور اس کا حکم جہری اور نہ جہری دونوں نمازوں سے معلق ہے
(درمقدمہ ج ۱ ص ۳۳)

قَالَ تَعَالَى ذِي الْقُرُونِ الْاُولَى وَالْاُخْرَى تَعْلَمُ تَوَحُّدُونَ
فَمَا احْبَبْتُمْ لَكُمْ الْاُخْرَى

اس آیت میں دستور کے معنی یہ ہیں کہ جب قرآن پڑھا جائے
اور اس کا ناموش رہو اور کوئی حرف نہ پڑاں نہ نہ کلاموں کے ایام
اور ضبط فرمادہ تو ہیں کہ جہری اور نہ جہری دونوں نمازوں میں ایام ملے
پیچھے مقتدی کے لئے قرأت ضروری ہے اس لئے کہ سورہ عرفان کی اس
آیت سے واضح ہو گیا کہ مقتدی پر اشتراح اور انصاف واجب اور
الایم نہ ہوا اس کے خلاف کسی نے اس لئے کہ عمر بالمشق بھی
عن حماد بن عتیق ہے میں جب حکم نہ دے دینی مقتدی پر اشتراح اور

احسان واجب ہو گیا تو بالامام مقتدی کے لئے ایام کے پیچھے قرأت
کرنا مطلقاً ممنوع و نہی میں ہوگا اور اگر یہ حکم نہ ہوتا اور اس کے
حد کوئی قیمت اس کی تاریخ داخل نہیں ہوتی۔

مختصر مصلیٰ ایام پر ہم نے مقتدی کو قرأت سے منع فرمایا
مختصر مصلیٰ ایام پر ہم نے مقتدی کو قرأت سے منع فرمایا
ہے اور دیگر حدیث میں ایک حدیث بھی ایسی موجود نہیں کہ اس میں
مروا ہے آپ نے مقتدی کو ایام کے پیچھے پڑھنے کا حکم دیا اور بعد ازاں
انہوں نے آپ کے پیچھے قرأت کی آپ نے ان سے باز پڑھنے کی ہدایت
قریب فرمائی یعنی با احکم نظریں و رواہ احمد مکرم اور ایسا حدیث میں
ہے میں تقریر و رواہ احمد مکرم اور ایسا حدیث میں ہے لعلکم
تقرنوں ان میں کا مطلب یہ ہے کہ میں تم کو یہ بتاؤں کہ اپنے ایام
کے پیچھے قرأت کرتے اور حسب اقتدار کے کہانی ہے مقتدی کا فرض
یہ ہے کہ اس قرأت سے اور نہ کوئی دوسرا ایسا حدیث میں ہے کہ
آپ صبح کی نماز سے فرمایا نہ تو قرآن پڑھ لو اعمیٰ مکرم احد ایام
کیا قرآن میں سے کسی نے جہری ساتھ ساتھ جہری نماز میں حاجت میں
سے صرف ایک شخص نے کہا میں نے رسول اللہ میں سے جہری نماز میں
فرمایا تبارع القرآن میں بھی تو ایسا ہوں کہ میرے ساتھ نماز میں
قرأت قرآن کے وہ میں ملازمت کی جاتی ہذا اور ملازمت کے معنی
تعلق اور متعلق کے ہیں مطلب یہ ہے کہ نماز میں قرأت قرآن و
من ایام کا یہ تحریر ہے پیچھے قرأت کرے۔ اس میں کوئی عیب نہیں ہے
یوہد مقتدی کو چاہیے کہ قرأت صرف ایام کرے ایام کے ساتھ
ملازمت نہ کرے جو یہ وہ نماز میں قرأت کرے ایام کے ساتھ خطاب
مراہ قرآن کے لئے کے بعد جہری نماز میں قرأت کرے اس سے سب آواز
باز آجیے و اس میں الدس من القرآن کجھا جھڑا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً عین سمعوا ذلک من رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جہری نماز کا تھا تھا کہ انہوں نے جہری نماز
میں قرأت خلف امامت باز کرے۔

لوہاؤں حضرت تلمیذ مسکرت کر رہی تھیں بلکہ جوئے تو حضرت ابو بکر سے فرمایا
تھی تلمیذی طریق گزارا قائم نہایت پست آواز۔ سہرا زید وہ ہے۔
حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس سے میں دعا کر
رہا ہوں اس کو ہلاک ہوا۔ حضرت فرمایا میں تمہاری طرف سے بھی دعا دے
قائم ہوئی آواز سے نماز چلا۔ یہ خطہ حضرت فرماتے عرض کیا یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے کھینچ کر دیا، اقبالہ شیطان کو بھگا رہا تھا۔ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بکرا تم اپنی آواز کچھ اٹھا اور عمر فاروق اپنی آواز
کچھ نیچا کر دے۔ وہاں بڑا آواز۔ فرشتہ نے اس کی حدیث حضرت عمر فاروق سے
یا رسول اللہ وہی روایت سے یہ سن کر کہ۔

یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ قرآن کو چپکے چپکے ایک ایک پرچہ اور آواز سے بھی
مکمل فرمایا اور آواز سے نہ۔ یعنی بھی اس طرح پرچہ اور بھی اس طرح
دوہوں میں پرچہ۔ ابو بکر نے حضرت ابو بکر سے روایت سے نقل کیا کہ
یہ تہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت اس طرح ہوتی تھی کہ آپ بھی
آواز نکالتے تھے بھی پست کرتے نہ تھے حضرت عمر فاروق نے فرمایا
گایا نہ ہے کہ میں نے حضرت تلمیذ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
قرأت کی کیفیت دریافت کی کہ آپ چپکے چپکے پڑھتے آواز سے۔ ام
المؤمنین نے فرمایا ہر بار قرأت کرتے تھے چپکے چپکے بھی پڑھتے اور
آواز سے بھی میں نے کہا کہ کاش میرے پاس نہ ہو کہ میں تمہاری
آواز نہ دیکھ سکوں نہ نہی نے اس حدیث میں کچھ غریب ہے۔

دوسروں کو دیکھانے سے پرہیز:
ابن عباس بیان ہے میں ابو بکر نے حضرت میں حاضر ہوا اور قرآن مجید
دیکھ کر پڑھا۔ یہ ہے اس میں ایک شخص راخلا کا خواہنا تھا اپنے فورا
قرآن مجید کو گھبرا کر دیا اور فرمایا میں نہیں دیکھنے پائے کہ میں ہر وقت
قرآن پڑھتا ہوں۔ ابو العابد کا بیان ہے میں صحابہ کرام کے پاس بیٹھا ہوا
تو ایک شخص نے کہا روایت میں ہے کہ قرآن پڑھا صحابہ نے فرمایا قرآن
پڑھ کر نصیب کی تو

خوش آوازی
میں حضرت ابوموسیٰ شمری کا بیان موصول ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے ابوبکر! اگر تیرا دل
ایک سرخا گیا ہے۔

میں نے حضرت فقال میں یہی کہ روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا میں تمہارے دل کی موت کے کاٹنے کی آواز کی
تو یہ سے اس کا کوٹنے سے اس سے زیادہ توجہ نہ تھا اس خوش آواز شخص
کی قرأت سننا ہے آواز۔ اگر ان کا مجید پر کتاب۔

ابو داؤد ورنہ فی الجہد میں حضرت پر ان کی روایت سے نقل
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی آواز سے قرآن کی
سیادت کرو۔ (یعنی خوش آوازی سے پڑھو کہ سننے والے کو قرآن میں گراں
معلوم دے سبب محسوس ہو) الفلف اور بیت میں مطابقت یہ فرمانے اور
تعداد کو دور کرنے کے لئے امام نووی اور کچھ دوسرے علماء نے نقل کیا کہ
اگر پڑھنے والے کو فورا پڑھنا شروع کر دے کہ کالمیش اور امام احمد
یہ کہ آواز۔ یہ قرآن پڑھنا میرے اندر اب اور وہ پڑھنا یہ تو چپکے
پڑھنا افضل ہے۔

اگر وہ پڑھا یا ایذا ہو تو آہستہ پڑھے

میں کہ ہر اس کوئی شبہ نہیں کہ آواز سے قرآن پڑھنے کی احادیث
بکرات میں ہیں اور صحابہ کرام میں سے ہر ایک کو یہ بھی اس سلسلہ میں ہے
مگر میں بیان یہ بھی عرض کر کے کہ میں نے کچھ اپنے اور وہ کاش ہے۔
خود روایت یہ ہے وہاں ہے کالمیش نہ ہو کہ کوئی کو تلفظ میں نہ ہو کہ کسی کی نماز میں
اضل بھی نہ پڑھا۔ کہ اس قسم کا کوئی کالمیش نہ ہو آواز سے پڑھنا اور
میں۔ کالمیش نہ ہو جو میرے قرأت مستحب ہے اور ایک ہر آدمی کے لئے
نئے توجہ یہ قرآن سے پڑھنا اور بھی افضل ہے۔ مگر بہت ہی کم پڑھنا
اور اپنے کو کچھ حدیث میں ذیل کہ کہ کچھ پڑھنا جو عبادت کی طرف
میں۔ اللہ نے فرمایا وَذُكِّرُوا كِتَابَهُمْ فِي الْعُكُلِ اور فرمایا
امام ابی ہاشم کی روایت سے ابو سعید کہ آپ کے قول میں کیا ہے کہ حضرت عمر
ابن الخطاب (رضی اللہ عنہ) فرمایا میں اپنی آواز سے قرأت کرتے تھے کہیں
ابھی کہ اس کے پاس ان کی قرأت میں لکھا تھا ان سے امام شافعی نے فرمایا
کہ میری نماز میں آواز سے قرآن پڑھنا ہے نہیں پڑھنا وقت نماز کا

اور معتقد ہو، اور یہ کہ یہ قرب غافل کے ادا کرنے سے روک

کے لئے ہے، یہ بات کا کوئی اصل نہیں ہوتے، اس کا انکار نہیں کر دینا صرف
یہی تو کہیں ثواب اور نیکوئی سے خالی نہیں، بلکہ اصل احکامات سے غافل
انہی قیوب یا نواقض ہیں، اور جب یہ جانتا ہے وہ ان سے بچنے کی کوشش
کرتا ہے، مثلاً اگر وہ کہے کہ: "ہاں، اگر ہم ایک معتقد کو اس شخص سے ہی ۱۰۰
بھی قرب سے خالی نہیں، تو اسے ان کی نافرمانی سے روکنا بھی اور
دوران اور اعتقاد نہیں ہوتا، وہ اسے اصرار کے باوجود کہہ کر بھیجتا ہے، یہ نہیں
جانتا، یہ نہیں اور اعتقاد نہیں کرتے ہیں۔

قرآن کی بات ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کے بارے میں سب سے پہلے سوال کیا گیا
پھر انہوں نے اسے بار بار انہوں نے انکار کیا، یہی جیسا کہ میرا دوستوں
طرح ۱۱۳ سے فرماتے تھے۔

آواز سے تلواریں شریعت

ہم انہیں انہیں نے فرمایا کہ عداوت کرنے والے وہ خبیثہ سے جس
صورت چاہے عداوت کرے، البتہ آواز سے نہ ہو، نہ کہ جس جملہ شریعت
میں سے عداوت کرے، اور یہ کہ ان میں سے کسی ایک کو عداوت کرے، یہ کہ
نہایت سے اس میں کوئی آواز ہے، اس سے انہوں نے انکار کیا، یہ کہ
اس کی عداوت سے نہیں کی گئی، یہ کہ اس کا عداوت میں فعل نہ کرے
نہ اس میں نہ نام نہ ہو، اور یہ کہ اس سے انہوں نے عداوت میں فعل
نہ کرے، یہ کہ اس کے عداوت میں نہ ہو، یہ کہ اس کے عداوت میں نہ ہو۔

اور جو عداوت ہے قرآن کے ہیں، اس سے انکار بھی ہے، یہ کہ
اور بالذات سے انہوں نے عداوت کیا، یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ
انہوں نے عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو۔

بجز انہیں سے یا بجز

اس کا عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو۔

يَا بُغْدُوْ وَالْاَصْحٰبِ وَلَا تَكُنْ مِنْ

یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو۔

الْغٰفِلِيْنَ اِنَّ لِّكَوْنِكَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا

یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو۔

يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ وَيَسْتَحْوٰنُ

یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو۔

وَلَا يَسْجُدُوْنَ

یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو۔

کسی وقت غافل نہ ہو

یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو۔

سجدہ کی فضیلت

یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو۔

یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو۔

یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو، یہ کہ عداوت میں نہ ہو۔

اعظم کے ساتھ رہتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اسود کا پتی اور
دوسری ضرورت کی چیزیں فراہم کر دیتا تھا (ایک روز) حضورؐ نے مجھ
سے فرمایا: کلمہ کیا مانگا ہے؟ میں نے عرض کیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی رفاقت جنت میں چاہتا ہوں۔ فرمایا اس کے علاوہ کچھ سوال کرو میں
نے عرض کیا میرا سوال تو کیا ہے۔ فرمایا تو خود کی کثرت سے بڑھنے
پہری مدد کرو (یعنی خود کی کثرت کرنا کہ جنت میں شام کو اپنے ساتھ
کچھ سکون لارو اور مسلمان غیر متبری)۔

حضرت ہنر خرقی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بروقت ہر
حال میں اللہ کی راہ میں مشغول رہتے تھے۔
صحیح مسلم میں ہے کہ آپؐ شخص نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے کہا:
کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس سے میں جنت میں جا سکوں، حضرت

ثوبان کا مشورہ ہے اس نے پھر سوال کیا، پھر بھی نہ سوا رہا۔ جب
تیسری مرتبہ سوال کروا یا تو انہوں نے کہا کہ میں نے یہی سوال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ دیتے فرمائی
کہ کثرت سے کہہ کر نیا کرو، کثرت جب تم ایک کہہ کر تے ہر قوم کی وجہ
سے اللہ تعالیٰ تمہارا ایک وہب دے گا دیتے ہیں اور ایک آنا وہاب ملے دیتے
ہیں۔ یہ شخص کہتے ہیں کہ حضرت ثوبانؓ کے بعد میں دو والدہ راہی وہاب
سے ملا تو ان سے بھی یہی سوال کیا، انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔

اگر یہ ہے کہ کیا کہہ کر کوئی عبادت معروف نہیں، اس لئے امام اعظم
ابو حنیفہؒ نے نزدیک کثرت تکو سے مراد یہ ہے کہ کثرت سے نوافل پڑھا
کر میں جتنی نظائریہ یاد ہوگی کہہ دے زیادہ دے گئے۔ (امام فقہ مسلم)

الحمد للہ دوسری جلد ختم ہوئی

محمد رفیع